

297

5731

بسم الله الرحمن الرحيم

خداوند سب تعریف تھی کو لائق و سرور ہے کہ تو نے ہم کو محض اپنے فضل و عنایت سے طلعت
 کفر و ضلالت اور تاریکی شرک و بیہوشی سے بچا کر سبیل نجات کے پواسطہ اپنی جیب پاک
 کی تعلیم فرمائی میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک و شک تو مالک و جان پر خالق زمین و آسمان
 ہے جو جانا وہ تو نے کیا اور جو چاہتا ہے وہ کرنا ہے اور جو چاہیگا وہ کرے گا کوئی تیرا شریک
 و ہمیم و بالغ و مزاحم نہیں سب تیری طرف محتاج ہیں ہر چیز و ہر شے کا تو ہی خالق و مالک
 ہے معبود ہے تو سب کمال کی صفات میں نرالا ہے واقعی تیری خدای کو نقص و کمزوری
 سے جہاں ہے اور ہر عقل و ذہن سے کہو اور اک کما ہی حقیقت میں اقرار نارسائی ہے
 لاریب جامع جمیع صفات کمال ہے بلاشبہ تیرا ہی نام ذوالجلال ہے تیری زبان میں فطرت
 کمال جو تیری حمد و اگر سکون اور پید بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بدنے اور رسول تیرے ہیں تو اپنے خاص واسطے رحمت اور ہدایت اپنی مخلوقات کے

انگوٹھ فرمایا اور سب فرشتگان و جن و انس میں انقل ٹھہرایا میں ہزار جان و دل سے
 درود بھیجتا ہوں اُنہیں اور انکے سب آل و اصحاب اور ازواج پر بعد اسکے اول الثقلین طالب
 بہنو و دارین ہر روز گرد کو سے نادانی محمد فاخر حسین ابن ہنشی اقسام الدین محمد صاحب مرحوم
 مغفور صدیقی سہسوائی عفا اللہ عنہا خیرت میں برادران دینی و مخلصان یقینی کے عرض کرتا ہوں
 عمر تیزی مولوی حافظ سید اقبال حسین صاحب سیرہ زادہ اور خال باافضال عالی مناتب
 میر نظر علی صاحب کس اعظم شہر نے ایک رفیع حبیب دلی محمد نیاز حسن خان صاحب کا جکی عبادت
 یہ ہے۔ درینو اہل سنت و جماعت میں دو فرقتے ہوئے ہیں ایک کو دہانی اور دوسرے
 دوسرے کو بدعتی و گمراہی کہتا ہے اور سائل مفصلہ ذیل پر باہم و دونوں کی بحث ہے آپکو ہر بارہ
 میں جو کچھ تحقیق ہوئی ہو بلا کم و کاست لکھ دیجئے کہ بطور دستور العمل اپنے پاس رکھوں +
سوال اول اہل سنت و جماعت کے کیا معنی ہیں اور بدعت شرع میں کس چیز کو
 میں اور سب بدعات خدائت میں یا کوئی مستحسن بھی ہے + **سوال دوم** جو سائل
 نے بالفصل میں العلماء مختلف فیہ میں اور میں عوام کو تقلید کی کرنی چاہیے + **سوال سوم**
 استغاثت اہل قبور سے جائز ہے یا نہیں اور سفر کر کے خاتون واسطے زیارت اہل قبور کے جانا
 اور ہر آل قبر پر یا حوالی میں اس کے کثرت سے چراغ جلانا کہ جب کو عربین کہتے ہیں اور قوالوں کا
 راگ یا مہر سیر ہونا اور قبر پر غلاف ڈالنا اور میت کے واسطے چادر چڑھانا اور طواف کرنا اور
 بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور سب یہ یا نہیں + **سوال چہارم** کھانا پینا منہ رکھ کر یا ہاتھ
 اچھٹا کر یا ہاتھ پر ہٹھنا کیا ہے اور تعین سووم و دہم و چام وغیرہ جو واسطے ایصال ثواب کے

کر لیتے ہیں۔ درست ہے یا نہیں؟ سوال چیم گج کو نافبر بر اور مقبرہ بنا نا درست ہے یا نہیں؟ سوال
 شخصیتیں ہر بیع الاول مولہ شریف کا پڑھنا اور اس وقت لو با کجا جلا نا اور تعظیماً وقت ذکر
 ولادت قیام کرنا اور آدمیوں کا بڑا نا اور شیرینی تقسیم کرنا اس ہیئت مجموعی کے ساتھ منعقد
 کرنا مجلس کا درست ہے یا نہیں؟ سوال ہفتم مشہور ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 نہتر فرقے ہیں اور ان میں سے بہتر باری ہیں اور ایک ناجی اور ہر فرقہ والے فقط اپنے آپ
 ناجی کہتے ہیں پس نفس الامر میں کونسا فرقہ ناجی ہے؟ سوال ہشتم گیارہویں حضرت
 پیران پیر کی بطریق سنت یا توقع نفع دنیوی کے جو اکثر لوگ کرتے ہیں درست ہے یا نہیں؟
 سوال نہم شریعت میں سنہ کس چیز سے ثابت ہوتا ہے اور چندین سے خطا بھی ہوتی ہے
 یا نہیں؟ سوال دہم سوا اشرب الخمر کے اور کسی شخص کی غیبت دالی بھی ثابت ہے یا نہیں؟
 سوال یازدہم مثل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق برحق اگر جاسے تو اور بھی
 خالق کر سکتا ہے یا نہیں؟ سوال دوازدہم شیخ سید وکا بکرا علی کبیر کی گاسے یا رکا مرغا
 شاہ عبدالحق کا توشہ درست ہے یا نہیں؟ سوال سیر دہم مدار بخش سالار بخش پیر بخش بخت بخش
 بندہ حسن عبدالباقی علی ہذا القیاس اور فی قسم کے نام رکھنا کہ جس نسبت انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ
 ہوتی ہو کیسا ہی؟ سوال چار دہم شفاعت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باذن
 اللہ ہوگی یا حاجت آؤں جدید کی نہیں اور یہہہ جو لوگ کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں شخص حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھا ہے صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہے تو اسکا کیا مطلب ہے اور
 یہ بھی مشہور ہے کہ تقویۃ الایمان میں بڑی سے بڑی مخلوق کے حق میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

شان کے سامنے چار سے بھی ذیل زیادہ ہے آیا یہ قول موجب کفر اور باعث گستاخی ہے یا نہیں؟
سوال پانزدہم نماز غوثیہ کا پڑھنا کیا ہے؟ **سوال شانزدہم** تفسیر ہنا نا اور
تفسیر ہیرنا اور اوسیر کو ٹھانڈا چڑھانا اور عرضی الھکراؤیزان کرنا اور تعزیر دارون کو شربت پلانا
اور جودی سنت کی چڑھانا اور شہرہ مجرمین غم کرنا درست ہے یا نہیں مینوا قوبروان
راقم کو دیکر فرمایا کہ ہکو سجت اشغال کثیرہ جواب لکھنے کی فرصت نہیں تھو کسی قدر طینا
ہے اور ان مسائل کی طرف توجہ بھی زیادہ ہے اور تصحیح امور دینی اور مشاہدات یقینی سب کاموں
میں اہم ہے اور او کی تحریر و ترجمہ میں فائدہ اٹھ ہے کیونکہ اکثر افتا خاص نشاء نزاع سے غافل ہیں
اور تحقیق حق سے عاطل تو جواب مسائل مسئلہ کا لکھنے سے اجتناب جقد ر عذر کم بضاعتی اور
بے استعدادی درمیان میں لایا اور تنہا ہی اس طرف سے اصرار و استہداد پڑھانا چارہ ہو موجب
الما امور معدور جواب سوالات کلوز بان فضیلا کوئی لا اعتبار و کتب رسائل علمائے نامدار
سے تحقیق ہوا تھا یہ سند آیات و احادیث و آثار مجاہدہ بلا تعصب و بغیر نفسانیت کے بطور
قول فیصل لکھا اور نام تاریخی اس سالہ کا قانون شریعت محمدی رکھا اور جو جمعہ دلیل اور
مضمون رسائل طرفین میں مرقوم تھے ان کو اس میں مذکور کیا اور قبل و قال اور طول مقال کو متروک
و مجبور رکھا اور جو بات تصریحا اور استنباطا مخالفین کے کلام سے نکلتے تھے اور او کو کما مطلب
اوس سے ثابت ہوتا تھا او کو سبیر لایہ بخلایل میں ذکر کیا اور حجتی باتیں رسائل مخالفین میں
نظر پڑھیں ان کو تکمیل و تہتم سبقت کے لئے ذکر کیا مگر مقصد اس عاجز کا جواب اون رسائل
کا نہیں اس لئے کہ بموجب مصرعہ شہود عم امور مصلحت ملک حسدوان دانند ہجائین

اور جن لوگوں سے مخاطبہ اور مباحثہ ہے وہ اولین رسائل و کتب کا جواب کہتے ہیں اور کہتے ہیں
 میں نے فقہائے مکملین بھٹ اور تنقید کے لئے سبغ الاسلام و افادات محمدیہ و احمدیہ سے اس نظر
 سے بعض جگہ تعرض کیا کہ اگر رسائل مسطورہ سے بالکل تعرض نہ کیا جائے گا تو مبادا مسوین
 اور مخالفین کہیں کہ یہ شخص اپنے مدعا کے اثبات عاجز و قاصر ہے کتب مسطورہ میں فلاں فلاں
 بات کا جواب موجود ہے یہ اس کے جواب سے سکتا ہے اگرچہ اس سالہ میں بہت باتیں نئی ہیں
 جو کتب و رسائل اہل حق میں کہ قبل اسکے اسباب میں تصنیف ہوئی ہیں پائی نہیں جاتیں اور
 بعض باتیں پہلی بھی ہیں لیکن حتی المقدور تمام دلائل اور براہین اور افادہ اور اثبات اپنے علم
 میں کی طرح دستیاب نہیں کیا جو صاحب اس سالہ کو دیکھنے اور اضافہ فرماویں گے تو انشاء اللہ
 تعالیٰ بشرط فہم بہت خطا اوٹھا دیں گے تا بقدر رسالہ ہذا میں مضامین کو بعباریت سلیس ادا کیا
 کیونکہ مقصود اس سے نفع مسلمانوں کا ہے اور ہر مترضار اللہ جل شانہ کی داد و سرور انتہا پرور
 اور تحسین و لطف حضور و ان سے غرض نہیں کہ کسی سے بحث کا خیال ہے رفاہ خلائق منظور
 اگر کوئی صاحب ہودت نبش عقرب نہ از پے کہیں است : مفوضائے طبیعت است
 معترض ہوں اور جواب کہیں تو ان باؤن کا ضرور لحاظ رکھیں اولاً تنہا سب کو ہاتھ سے
 نہ دوسرے اقوال فردودہ سے سہنا نہ پکڑیں نیز تیسرے ہم بھی ہیں پانچون ہزار دن
 میں اسکی مصداق بنون جسطرح راقم نے اپنے مذہب کو آیات و احادیث و آثار صحابہ سے
 ثاب کیا ہے اسی طرح وہ بھی اپنے دعویٰ پر دلیل لائیں یہی نہ ہو کہ اقوال علیا و مشائخ
 متفابلہ میں آحاد و امت و آثار کہ پیش کریں کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف کو کسی

شخص کا قول غیر مقبول نہیں کر سکتا صرف نام کے واسطے جواب تحریر فرمایا کہ اس شخص کو
 کو گمراہ نکرین عالموں کو نہ پہنچائیں اگر جواب لکھیں تو چاہیے کہ کل ہوا اللہ کا جواب منع مالہ و علیہ
 اسے تحریر فرمایا اور جس سوال کا جواب نہ لکھیں تو صاف لکھ دیں کہ اس کو پہنچنے تسلیم کر لیا فقط
 اب بدرگاہ محبت الدعوات کمال ادب اور عجز کے ساتھ دست بدعا ہوں خدا او! تو عالم ادب
 ہوا لوں کے حال سے خوب واقف ہے تو جانتا ہے کہ اس پرالہ کو میں نے محض واسطے دفع
 مسلمان بھائیوں کے لکھا ہے نہ واسطے اپنی نام آوری کے پس اس سے حضور میں گذارش کر ٹاہوں
 اور دعا مانگتا ہوں میرے مالک ناظرین و سامعین کو اپنی حمایت سے توفیق اس پر عمل کر سکی
 اور میرے واسطے اس کتاب کو باعث نجات اور باقیات صالحات سے ٹھہرا آمین ثم آمین
سوال اول اہل سنت و الجماعت کیا سنتی ہیں اور بدعت شرع میں کس چیز کو کہتے ہیں اور بدعت
 ضلالت میں یا کوئی مسخر بھی ہے انتہی **اقول** حوالہ و قوتہ قبل لکھتے جواب کے خدا جاوید اور
 علما کے جوابت کہ بدعت میں انہی ہیں او کو متوجہ ہو کر سنا چاہیے صواعق محرقة میں حجر کی دین فرمود
 آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ جو وقت ظاہر میں فتنے اور لوگ میرے اصحابوں کو برا کہیں پس چاہیے کہ عالم
 اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو کوئی اہل علم میں سے ایسا نہ کرے اور نہ بخت ہو اللہ کی اور فرشتوں کی
 اور سب آدمیوں کی قبول کر لگا اللہ اس شخص کے فرض اور نہ نقل اور ایک روایت میں ہے کہ جب
 ظاہر میں بدعتیں مال و لفظوں کا ایک خارج الخطیب العبادومی وغیرہ انہ صلعم قال اذ انزلت الفتن
 او قال البدع و سنت اصحابی فلیظہر العالم علمہ من لم یفعل فلیک فلیقتلہ اللہ و الملائکۃ و الناس
 معین لا یقبل اللہ صرنا ولا عدلنا اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا یا ظاہر میں بدعتیں

حجتہ عالیہ سان من ابتداء من طائفة معنی یکسبہ میں نہیں بلکہ ہر ایک شخص میں اہل بدعت مگر یہ کہ ظاہر کرتا ہے اس
 محبت اور ان کے سان اس شخص کسی کہ چاہتا ہے خلق اپنے سے مطلب ہم کہ جب اہل بدعت کا تلبیس ہوتا ہے تو ان کے
 واسطے اسد نقالی کسی شخص کو پیدا کرتا ہے اپنی مخلوقات میں گنہگار و گنہگار نہایت اور یہی اور ان کا وجہ نقل
 کہ انہیں اسد صاحب بدعتہ صاۃ ولا صوا ولا صفة ولا حجا ولا عمرۃ ولا جاد ولا صراف ولا عد لا د
 بخرج عن سلاۃ کا تخرج الشجرة من لحدین) یعنی قبول نہیں کرتا اسد نقالی بدعتی کی نماز اور نہ روزہ اور نہ
 اور بخرج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ نفیل اسد نہ فرض اور نقل جاتا ہے اسلام سے جیسے کہ گنجائش بال آئے ہے
 اور نہ تلبیس نقل کیا کہ اہل البدعتہ من الخلق و الخلیفۃ معنی اسکے یہ کہ اہل بدعت تمامی خلق سے بدعتیں
 اور بدعتوں کے کہ ہے کہ خلق سے مراد جانور ہیں اور خلق سے مراد آدمی میں تو مطلب اسکا یہ ہوا کہ اہل
 آدمی اور جانور دونوں بدتر ہیں اور بدتر ہیں میں خراعی سے نقل کیا کہ اہل البدعتہ کلاب النار یعنی اہل
 جہنم کہتے ہیں اور طبرانی اور ابن ماجہ اور ابن ابی یاسلم نے کتاب السنہ میں حضرت ابن عباس سے نقل
 کیا کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابی اسد ان یقبل علی صاحب بدعتہ حتی یعوب عن عینہما
 معنی اسکے یہ ہے کہ اسد نقالی نے انکار کیا اسے کہ قبول کرے عمل بدعتی کا جیتک کہ وہ اپنی عین سے دیکھ
 کرے اور ایک دین میں آیا ہے کہ اسد نقالی توبہ بدعتی کی قبول نہیں کرتا جیتک کہ وہ اپنی عین سے
 کہ نہیں چوڑتا ہے چنانچہ طبرانی میں ہے حدیث موجود ہے اور یہی ہے اسکی تخریج کی ہے اسکی تخریج کی ہے اسکی تخریج کی ہے
 نہ نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں بدعتی عیان علی اہم الاسلام یعنی
 جو شخص بدعتی کی تعلیم کرے تو اسے بقرآن مجید اور روایات اہل اسلام کے یہ حدیث مشکوٰۃ وغیرہ میں
 آہا و صواعق من خطبہ ہمدانی سے نقل کیا کہ جب کوئی بدعتی مرتد ہو تو اسلام میں فتح ہوتی ہے

بدعت اگر چہ درجات میں اور وہ باعتبار اذن مراتب اور درجات متفاوت ہیں مگر مقصود ان اتنا ہی ہے
 احادیث میں بدعت اور اہل بدعت کی بہت برائی آئی ہے قائل نیکو چاہیے کہ بدعتا سے بہت بچتا ہے عوام
 ابن سیرین روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے خطبہ پڑھا کہ اوس سے آگے نہ دینے کے لئے کہنے لگے اور دل کانٹے لگے ایک شخص نے
 عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ صحیح تو خصیت کرنا ایک ہی معلوم ہوتا ہے آنحضرت فرمایا کہ خلاصہ اوس کا یہ ہے کہ
 کوئی تم میں سے زندہ ہو گا وہ امت میں بہت اختلاف دیکھ گا پس تم کو چاہیے کہ اپنے پورے پیروی سنت اور خلفاء
 راشدین کی سنت کو لازم کر لو یا کہ محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعتہ وکل بدعتہ ضلالۃ یعنی بچاؤ
 اپنی آپ کوئی باتوں سے پہلے کہ ہر نئی بات بیشک ضلالت اور بدعت گمراہی ہے اور نئی کی بدعت میں سے
 ضلالۃ فی النار یعنی گمراہی جہنم میں ہیں اب قال علماء اولیاء اللہ کی سنت حضرت پران میں غشیہ
 میں کہتے ہیں کہ اہل بدعت کے پاس بخل اور نہ اوسے سلام علیک کے سے کوئی نگہ ہمارے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے جو شخص سلام
 کرے بدعتی پر تو اوسے اوسکو دوست رکھا واصلی قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم آپس میں سلام کو بخاری کرو تاکہ تم میں محبت
 ہو جاوے اور نہ اوس کے پاس بیٹھنے اور نہ لوگو مبارکبادی و خیر و نین اور وقت خوشی کے اور نہ نمازوں پر چڑھی
 جنت کے مرین اور نہ حرم اذن پر کرے جسوقت کہ اوکا ذکر کیا جاوے بلکہ اوسے دوسرے اور اوسے عداوت کی
 خدا تعالیٰ کے واسطے دران جا لیکر اعتقاد کرنا ہو جو جو نہ مذہب او کو کا اور طلب کرنا لاہو ساتھ کے ثواب بہت سا
 اور فضیل بن عیاض کہ برے اولیاء الدین سے غٹھے حضرت پران پر نقل کرتے ہیں او قال فضیل بن عیاض
 احب صاحب عنہ احبنا اللہ علیہ وارضی عنہ لایزال الایمان من قلبہ و اذا علم المدعو رجل من رجل انہ یغض
 صاحب بدعتہ رجوت الدان یغفر ذنوبہ وان قل علہ وادارایت مبتدعانی طریق فخر طریقاً آخری
 اسکے یہ ہو کہ فضیل بن عیاض کہتے ہیں جو شخص محبت کے بدعتی سے ضایع کر لے اللہ عمل اوسکے اور نکالنا

نور ایمان دل ادیکے سے جو حیثیت کہ جانتا ہے اور تعالیٰ کسی شخص کو کہ وہ دشمنی اہل بدعت سے رکھتا ہے تو میں
 اس کو مٹا ہوں اور تعالیٰ کہ اس کے گناہ سب سے اگر چہ اس کے عمل سے خود ہوں اور حیثیت کہ دیکھے تو کسی طرح کو
 راہ میں پس دو مزار ہستہ اور اس کے ساتھ ہی موت کھل اور یہی گنہگارین و قال فضیل بن عیاض سمعت سفیان
 بن عیینہ یقول من شیخ جنازہ مبتدع لم یزل فی سخطہ اور حتی یرجع وق لعن النبی صلعم المبتدع فقال
 صلعم من احدث هذا و او ای محدثا فعلیہ لعنة الله و المکتبة و الناس اجمعین لا یقبل الله منه الصریح العادل
 یعنی بالصرف للفرقیۃ و بالعدل النافذ انتہی مضاف کے یہ ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض حضرت
 سفیان بن عیینہ سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے جو شخص حججہ جنازہ برعنی کہ چلے ہمیشہ خدا کے فضل میں رہتا ہے
 کہ لوٹے اور تحقیق لعنت کی رسول اللہ صلعم نے بدعتی پر پس فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص نکالی کوئی مٹی یا
 یا جگہ سے بدعتی کو یا بدعت کو پس اوپر اس کے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی نہیں بن
 قبول کرتا یہ اتفاق ہے صرف اور نہ عدل مراد ساتھ صرف کے لغوی اور ساتھ عدل کے نقل اور یہ
 بات بھی حدیث کر نیکی قابل ہے کہ مراد اہل بدعت سے احادیث اور کلام علما اور اولیاء اللہ میں کون لوگ ہیں
 سوا انکشافات بھی ہم حضرت پیران پیکہ کلام سے کرتے ہیں فرمایا حضرت پیران پیکہ غنیۃ الطالبین میں
 و اعلم ان لاهل البدع علامات اربعون بما فعلتہ اہل البدعہ الوقیعۃ فی اہل الاثر معنی اسکے یہ
 کہ جان لو کہ تحقیق واسطے یعنی بدعتوں کے علامتیں ہیں کہ اس سے پہچان جائے ہیں پس علامت اہل بدعت کی
 مذمت کرنا اہل حدیث کی ہے اور ہر بعد نقل نقل فیہی بلکہ کہ وہ اہل سنت کے نام طرح طرح سے کہتے
 ہیں فرماتے ہیں و لا اسم لهم الا اسم واحد هو اصحاب الحدیث یعنی اہل سنت کا نام نہیں ہے مگر ایک نام
 اور وہ نام کیا ہے یعنی اہل حدیث یہ بات شخص اہل اسلام کی خبر خواہی کے واسطے نقل کی اب میں

جواب سوال کا شروع کرتا ہوں۔ الحجاب اس سنت جماعتیہ وہ لوگ مراد ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی جماعت کی طریقہ مشفقہ پر چلتے ہیں چنانچہ حضرت پرانے پیر غنیمۃ اللہ بن

مین لکھا ہے (و علی المؤمن اتباع السنۃ والجماعۃ قال سنۃ ما سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان پر اتباع سنت اور جماعت کا لازم ہے یہ سنت وہ ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو)

والجماعۃ ما اتفق علیہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خلافۃ الایمۃ الاربعۃ اختلفوا والراشدین اور جماعت وہ ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ الاربعہ خلفائے راشدین

المہدیین جرحۃ اللہ علیہم اجمعین (ہے) اور فخر الاسلام بزرگ وی نے اصول فقہ میں لکھا ہے (العلم نوعان محمد بن یوسف بن شافعی پر ہے) ۱۔ علم دین و دنیہ

علم التوحید و علم الفقات و علم الشرائع و الاحکام و الاصل فی النوع الاول هو المنک بالکتاب و السنۃ پر ہے علم عقائد اور علم مسائل اصل علم ان میں قرآن و حدیث سے منکول انما اور اس سے نفس و فہم سے بچا اور طریق سنت و عادت

و مجاہدۃ النوی و البدعۃ و لزوم طریق السنۃ و الجماعۃ الذی کان علیہ الصحابۃ و التابعون و مضمی علیہ کا جس پر صحابہ و تابعین اور سلف صالحین قوی لازم بکرتا ہے ۲۔

الصالحین) اور ایسا ہی شرح مختصر اور کتابت حضرت مجدد الف ثانی اور مرج البحرین سے ثابت ہے

اور بدعت مشرعیہ میں اس چیز کو کہنے میں کہ جو چیز دین میں نکالی جاوے بغیر دلیل شرعی کے اور ہر بدعت

مشرعی ضلالت و گمراہی ہے اور موافق تحقیق محققین کے کوئی چیز بدعت حسنہ نہیں ہوتی ہے اب

مثلاً ہداس دعویٰ کی کسوف فتح الباری شرح بخاری میں ہے (قوله علیه السلام مشر الامور محدثا قول الخلفاء مسلم اشرا الامور محدثا ثلث بدعت

بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد به ما احدث و ليس له اصل في الشرع و لم يسمي عرف الشرع بدعة لفظ محدثا بفتح وال جمع محدثۃ لکے ہے اور محدث وہ چیز ہے کہ نکالی جاوے دین میں اور نہایت میں اور کسی اصل نہ ہو اور کسی شرع میں

و ما کان له اصل يدل عليه الشرع فليس بدعة فالبدعة في عرف الشرع مذموم بخلاف اللغة) انتہی بدعت کہ جس میں اصل نہ ہو و بدعت نہیں ہے پس بدعت مطلقا شرع میں مذموم ہے اور بدعت میں مذموم نہیں ۱۔

اور عینی کے شرع بخاری میں لکھا ہے (قوله محدثا تھا و المراد بها ما احدث و ليس له اصل مراد محدثانگہ وہ چیز ہے کہ ایجاد کیا جائے اور نہایت میں

في الشرع و سمي في عرف الشرع بدعة و ما کان له اصل يدل عليه الشرع فليس بدعة) انتہی اور کسی بدعت اصل نہ ہو اور کسی شرع میں بدعت کہ جس میں اصل نہ ہو و بدعت نہیں ہے وہ بدعت نہیں ہے

اور معین ابن صفی کے شرع اربعین میں لکھا ہے (والمراد بالبدعة ما احدث ما لا اصل له في الشرع مراد بدعت سے وہ چیز ہے کہ ایجاد کیا جائے اور شرع سے اس کا کوئی اصل

و اما ما کان له اصل فليس بدعة مشرعا و امکان بدعة لغة) اور کشف بزرگ وی میں کہ بدعت نہ ہو اور جو چیز کا اصل اسکی شرع سے ثابت ہے وہ بدعت شرعی نہیں ہے چنانچہ امام ابو القاسم نے بیان کیا

معتبر کتاب ہے کہ ہے (البدعة الامر المحدث فی الدین الذی لم یکن علیہ الصحاہ و التاجون) انتہی
 بحث وہ امر محدث ہیں جو حکم صحاہ و تاجین سے نہ کیا ہو ۱۲
 اور شرح مصابیح ابن ملک میں ہے (من عمل فحلاً او قال قولاً فی الدین و لم یکن فی القرآن
 فیہ صریح کفری کہ کفر یہ اگر کسی قول میں ہو کہ جو قرآن اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و لانی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز قبولہ و لم یجوز ذلک القطع و القول بدعتاً) انتہی اور امام
 بیہقی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے شرح مسند میں کہا ہے (البدعة ما احدث علی غیر کتاب
 بدعت وہ ہے جو کہ صحابہ و تابعین و

اصل من اصول الدین) انتہی اور امام خطابی نے کہا ہے (کل شے احدث علی غیر مثال اصل
 یعنی نہیں ملے گا واحد و برتہ ۱۳
 من اصول الدین و علی غیر عبادۃ و قیاس فہو بدعة و ضلالتہ یا اما کان مبنیاً علی قواعد
 دین سے اور عارضہ و قیاس تو کثرت جو وہ دعوت و ملامت ہے اور جو ہر کسی کے لئے اصول اور مثال
 الا اصول و لا لہا غلبہ بدعتہ و لا ضلالتہ) انتہی اور کنز العرفان میں لکھا ہے
 یہ جو وہ دعوت اور ملامت ہیں ۱۴

واما البدعة فہو فساد یا بدعت یا بدعت مطلقاً عبادۃ او عبادۃ لا تہا اسم من الاشیاء
 عبادت سے کہ جس میں کوئی چیز ہے اور وہ دعوت مطلقاً عباداً پر عبادۃ اس سے کہ وہ اسم ابتداء سے ہے
 یعنی الاحداث کا ارتقاء فہو ہی البدعة فی عبارت الفقہاء یعنون بہا
 جو یہ ایجاد سے مراد ہے ارتقاء سے اور بدعت ہوتی ہے علت تقابین مراد لینے میں بدعت سے وہ چیز کہ کثرت
 ما احدث بعد الصدور الاول مطلقاً) انتہی اور طریقہ محمدیہ اور مجالس الابراہیم ہی
 بعد مدد اول کے ہر مطلقاً ۱۵

اس طرح ہے پس جان سے معلوم ہوا کہ جو بدعت شرعی ہے وہ سنہ نہیں ہوتی اس واسطے
 کہ جو مبارکین کتب معتبرہ سے منقول ہوئیں ان میں سب کا ملخص یہی ہے کہ جو بات ایسی ہو کہ حکم اصل
 شرع میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور جو بات ایسی ہو کہ حکم اصل شرع میں ہو وہ بدعت نہیں ہے
 اور کشف بزدوسی میں جو کہا ہے وہ بھی قریب اس کے ہے ہر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بدعت سنہ
 کا قائل بہت علماء ہوتے ہیں مثل ملا علی قاری اور طہی اور شیخ وغیرہم کے اور تم کہتے ہو کہ بدعت سنہ
 کوئی چیز نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ جن لوگوں نے بدعت کو بدعت سنہ کہا ہے ان کا قول ضلالت
 تحقیق ہے اس واسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے (اما کم و محدثات الامور فان کل

من أحدث فی امرناذالمسلم منہ فہو ردیس مگر شیخ نے اخرج ہونے والی حدیثوں میں مخالفت
 فرمائی ہے کہ وہ دن میں ایک بار اور ایک بار سے قبل و بعد ہے
 ہوگی اگر کوئی اعتراض کرے اور کہے کہ یہ حدیث جو تفسیر کے لئے تشریف کفیل کی اس کے معلوم ہوتا ہے
 کہ بدعت ایک ضلالت ہوتی ہے اور ایک غیر ضلالت اور تم کہتے ہو کہ (کل بدعت ضلالت) جواب اس کا
 یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ اسی حدیث میں لفظ لا یرضانا اللہ
 رسولہ بھی بعد لفظ بدعت ضلالت کے موجود ہے کیونکہ الفاظ حدیث کے یہ ہیں ومن اتبع بدعت ضلالت
 لا یرضانا اللہ رسولہ الی آخر پس موافق فہم کتاب کے لازم آتا ہے کہ بدعت ضلالت بھی دو قسم سے ہو
 ایک بدعت ضلالت جیسی اللہ اور رسول راضی ہو دوسری وہ بدعت ضلالت جیسی اللہ اور رسول
 راضی نہ ہوں وہ باطل لا اجماع پہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا ہے تراویح کے حق میں
 لغت البدعت ہذا پہرغم کیونکہ انکار بدعت حسنہ کا کرتے ہو جواب اس کا یہ ہے کہ بدعت دو قسم سے ایک
 لغوی دوسری شرعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں مراد بدعت لغوی ہی صواب ہے مولفہ میں کہ بہت
 کتاب ہے لکھا ہے (وقول عمر رضی اللہ عنہ لغت البدعت انما ارادہا معنای اللغوی) انتہی اور شرح
 البدعت سے مراد قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں اور کہ چنانچہ
 الراغبین معین ابن عصفی میں مذکور ہے (وقول عمر فی التراویح لغت البدعت مراد بدعت لغویہ اور اسی طرح
 سبب السلول میں ثانی شمار اب پانی نے لکھا ہے اور کیونکہ یہ کتاب ہے کہ سنہ خلفاء
 رہتین بدعات شرعیہ میں داخل ہو دے حال آنکہ آنحضرت صلعم نے اونکی سنت کی تابعداری کا
 حکم فرمایا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث تشریف تین آیا ہے کہ (باراد اسلام حسنات فہو
 عن الحسن) اور تم کہتے ہو کہ بدعت حسنہ کو بھی چیز نہیں ہے اور ہم ایسی چیز کو کہ مسلمان اپنا
 بدعت سمجھتے ہیں تو اس کا جواب کئی طور پر ہے اول یہ کہ مراد مسلمان سے تمام مسلمان ہیں

توضیح میں محبت اجماع کے بیان میں لکھا ہے (الاشیخ المعنی علی الضلالة وقوله علیہ السلام ما راہ المسلمین
 حنیئاً فہو عندہ حسن یاہ ہی الاولیٰ المستہدۃ علی ان الایمان حجۃ) دروس سے یہ کہ افسوس
 چیرہ کو مسلمان بہتر سمجھیں وہ خدا کے نزدیک ہی بہتر ہے۔ یہ ظاہر شدہ میں اس بات پر کہ اجماع استحب ہے نہ تنہا
 لازم مسلمان پر جائز ہے کہ عہد کے واسطے ہو اس واسطے کہ امام احمد و ربیع و ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد و طحاوی

کی روایت میں ہے (ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختر لہ اصحابہ جعلہم القصار وینہ و وزیراء بنیہ
 یہ لکھا کہ دیکھا ہوں کہ کوئی کلمہ نہیں ہے واسطے تحفظ کے اور لکھا کہ اصحاب کو بیکار نہ رکھا گیا
 فارادہ مسلمان حسنہ فہو عندہ حسن و ما راہ المسلمین قبیحاً فہو عندہ قبیح) استنبی اور یہ
 اور مذکور ہے کہ اگر کوئی مسلمان نے بہتر سمجھا وہ بہتر ہے عندہ اور جس چیز کو مسلمان نے قبیح سمجھا وہ عندہ قبیح ہے
 حدیث مرفوعہ اور موقوفہ روایت کی گئی ہے اور صحیح موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ مراد

سے اصحاب رسول اللہ صلعم ہیں و ہذا لا یغید مرام مخالفین تیسرے یہ کہ مسلمانوں سے اگر وہ

مسلمان مراد ہوں کہ جو غیر عوم مخالفین میں تو جاپے کہ ایک چیز کو بعض مسلمان قبیح و کبیر تعقیب

ہو جاوے اور کسی چیز کو بعض مسلمان حسن و کبیر تو حسن ہو جاوے و ہو باطل و حقیقی یہ ہے کہ اگر فرعون

اہل بدعت کا صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ اکثر بدعات مثل قنبر و غیرہ اس کے کہ اس کو اکثر مسلمان چاہا

جانتے ہیں حسن ہو جاوے صاحب مجلس الا برار نے اس حدیث کی بہت عمدہ شرح کی ہے صاحب

سیف الاسلام نے جو بعض وجوہ میں کلام کیا ہے سو وہ نہایت یوچ ہے پہلی وجہ میں یہ کلام کیا (بلکہ

بر تقدیر حسن بودن مسخ جاعت از علماء اعلام جم حسن بودن سخنان مجموعہ افراد مجتہدین

انت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے جم استدل اہل اصول تام و ہم استدل فقہاء کرام و دیگر

علما کے نظام) انتہی غور کر نیکان مقام ہے کہ یہ کتنی یوچ بات ہے کہ اہل اصول اس حدیث کو حجت

اجماع میں لادیں اور یہ صاحب بعض علما کے قول کو بھی حجت گردانیں اور حدیث سے استدل لال
 کریں اگر دونوں مضمون اس حدیث سے ثابت ہوتی تئیں صاحب توضیح کو کہنا مناسب تھا کہ

اگر حیب بعض کا قول محبت ہو تو کل کا کوئی نہ ہو گا علاوہ برین جو کہ صاحب سرائف الاسلام نے
 استغراق کے باب میں لکھا ہے اور اسے عام ہوتا ہے کہ ہر فرد مسلمان کا قول محبت ہے اس سے قبل
 اہل اصول کا کہ محبت اجماع میں اس حدیث کو لانے میں محض غلط فہم تیار ہو سکتا ہے کہ ستر اجماع کیونکہ اس
 حدیث قول ہر مسلمان کا محبت تھوڑا اور وہ ہمارے نزدیک بھی محبت نہیں ہے ہر سہم کہہ کر تھوڑا ہر سہم
 نفع ہو گا اور دوسری وجہ میں یہ کلام کیا کہ یہ احتمال مخترع ہے اور بعض علمائے اسکے خلاف کہا ہے اور
 اس حدیث کے ان امور میں تسک کیا کہ جو صحابہ کا بہت نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہنسی امام احمد اور
 بزار اور طبرانی کی روایت سے ثابت کر دیا کہ احتمال عہد کا بہت قوی ہے جس کو کوئی مسئلہ اس حدیث
 سے ہو گا اور کو لازم ہے کہ اس احتمال کو باطل کر دے اور تیسری وجہ کے باطل کرین جو کہ کیا و نہایت
 پیچھے الفاظ حدیث اس کے ایا کرتے ہیں کہ کوئی نہ کرے معنی حاجت کے یہ ہیں کہ جس چیز کو مسلمان اچھا
 دیکھیں وہ چاہیے اور جسے قبیح دیکھیں قبیح ہے پس صاحب سرائف الاسلام کی تفسیر سے یہ بھی لازم
 آتا ہے کہ اگر بعض علماء اسلام کسی چیز کو قبیح کہیں اور بعد اوس کے چند عالم اوس کو حسن کہیں تو جو چاہوں گا
 اعتبار نہیں اگرچہ وہ امر نبیل بدعت حسنہ سے عند الخائفین ہوا و حصہ الامر ہے کہ جو ہی شرفی
 ہے اصل میں قبیح ہے حیب تک کسی دلیل شرعی سے خصوصاً اس کا حسن ثابت نہ ہوا پس کو حسن
 نہ کہنا چاہئے اور اعلیٰ و بہت جو مذمت بدعت میں وارد ہیں اوس کے قبیح کے لئے کافی ہیں ابن حجر

کی رسالہ الاختلاف بیان لما جاء في ليلة النصف من شعبان من لکته میں (واخال انی الام
 السنوی فی فتاواه الدینیة وما فیہ من النکات ہی امی حلاوة الزعمایب بدعت قبیحہ منکرہ
 فکما فی ال تقریر حلاوة الزعمایب اور تازہ شہاد کا ہوا و نہایت ہے اور کہ حلاوة الزعمایب بدعت قبیحہ اور حجاب
 ایشد الاکار شہاد علی منکرہ استغنی عنہا والاعراض عنہا والاکثار علی فاعلم او علی ولی الامر

آتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام باطل پر ہوں اور غیر با حق پر اس واسطے کہ اس کے ساتھ جماعت ہو
 کیونکہ یہی اگر کوئی سوال کرے کہ کل بدعت ضلالت سے جو تم ہر بدعت ضلالت ہونا ثابت کرتے ہو
 سو غلط ہے اس واسطے کہ یہ تمام مخصوص النجس ہے اور کل بمعنی بعض آیات قرآن مجید ہمہ کل
 شئی بافر رہا و اوست نین کل شئی نین کہ ہوا اور طہیس کے حقیقین ہے مستحل ہے جواب اس کا یہ
 کہ سمیت کیا کہ کل ان استون نین اپنی معنی حقیقی نہیں ہے لیکن یہ بات وہاں ہوتی ہے
 جہاں قرینہ ہوا و شریعت عادت کے خلاف ہو یہ دونوں آئین جو تم نے ذکر کیں اس طرح کی ہیں
 اس واسطے کہ عورت کو جو طہیس تھی سب چیزیں عطا نہیں ہوتیں اور ایسی ہی ہوا آسمانوں اور
 پہاڑوں کو غاۃ نہیں کہیر سکتے بخلاف اس حدیث کہ زمین کوئی مخصوص جس اور غاوی نہیں پایا جاتا تو تمام
 قیاس قیاس مع الفارق ہوا علاوہ برین معنی حدیث و کتبنا چاہے کہ اس میں طرح کی تاکید ہوا و فرمایا یا کم و
 محدثات الامور اور نہ فرمایا ان کل محدثہ بدعتہ و کل بدعتہ ضلالتہ اس صورت میں اس حدیث شریف معنی
 مخصوص النجس کہنا خطا ہے اور فتح الباری میں مرقوم ہے (اما قولہ فی حدیث العرائس فان کل بدعتہ ضلالتہ معنی قولہ
 وکل بدعتہ ضلالتہ معنی ان کا بدعتہ ضلالتہ حدیث عرائس میں خود قولہ واکم
 یا کم و حدیثات الامور اور نہ بدل علی ان الحدیثہ ہی بدعتہ و قولہ کل بدعتہ ضلالتہ قاعدہ شرعیہ کلیہ منطبق تھا و مقبول
 حدیثات الامور اور نہ بدل علی ان الحدیثہ ہی بدعتہ و قولہ کل بدعتہ ضلالتہ قاعدہ شرعیہ کلیہ منطبق تھا و مقبول
 منطبق تھا و کان لقال حکم کذا بدعتہ و کل بدعتہ ضلالتہ فلا یكون من شرع لان الشرع کل بدعتی فان ثبت ان حکم
 شرع ہی اور بدعت کراہی ہی نہیں وہی شرع سے نہ کہی اسے شرع ہی ہے اگر اس کے کا بدعت ہو یا نہ ہو یا جہاں فی
 بدعتہ صحت المقدسات و احتیاج المطلب اور بعض حکما جو یہ بات کہی ہے سو مبنی عدم مدبر ہے اور ان کے حکام میں
 دلیل کا وہ تو بدعت ثابت ہو جاوے گی اور مطلب حاصل ہو جاوے گا ۱۲
 ہو کہ جو چیز محدث فی الدین اور ثابت ممال شرعیہ و غیر شرعیہ ہو کما ینکر او فقہا کما ینسان یا بن مختلف ہی لیکن قول
 اور راجح وہی جو یہ نہ کہو کہ حدیث الدین میں غیر دلیل شرعی ضلالت اور بدعت اور معنی غیر و کلام جو مخالف اس کلام کو تحریر
 نقل کیا وہی غفلت ہے یا تقلید دیگران انہوں نے لکھا ہے اور اس طرح عالمی قاری نوطنی و نوطنی کمال قاری کہ کوئی غفلت یا غلطی

انتہی جو شخص اہل اصف ہو گا اور کو شہید باقی نہ رہے گا اسباب میں کہ اہل سنت کا ہر حد کو ظاہر ہی
 حسن بدعت حسنہ قرار دینا خواہ اوکی سند کتاب اور سنت ہو یا نہ ہو محض غلط ہے اور یہ بھی یاد کرنا
 چاہیے کہ شرائع باقرین تقسیم بدعت اور عدم تقسیم میں قرین نزاع لفظی ہے جو کہ یہ لوگ بدعت حسنہ کہتے ہیں
 ہم کو سنت میں داخل کرتے ہیں اور مراد مخالفت تعریف بدعت حسنہ میں موافقت ہی میں مطلب ان
 لوگوں کا گزرتا ثابت نہ ہو گا اور نہ بات ہی قابل غور ہے کہ جو لوگ بدعت حسنہ کا بل میں
 ہی بدعت حسنہ کے علی سبیل الدوام کر نیکی موجب ظلت اور قیاس و تلبس سمجھتے ہیں شیخ عبدالحق
 نے ترجمہ مشکوٰۃ میں تحت حدیث ما احدث قوم بدعت الا رفع مثلها میں ہشتاد فالتک باسنہ
 خیر من احدث بدعت لکھا تو یہ دیکھ دیج تو میری بدعتی را بگو اگر بدعت بدعتی نہ اندازن و عقلاً اور مجتہد
 و سنت و چون احادیث بدعت رافع سنت باقی ہیں قیاس اقامت سنت قانع بدعت خیر
 پس چنانکہ در وزن سنت اگرچہ انک باشند بہتر است از نو بدعت بدعت اگرچہ حسنہ است
 و نیز کہ باتباع سنت پیدا میشود و نور و بگرفتاری بدعت در حق آئین ظلت مثلاً رعایت ادب است
 بدعت بہتر است از بکار باط و بدعت چہ سالک بر رعایت ادب سنت ترقی نمی کنند مقام قرب و نیک
 آن نہیں می کنند از ان و این مودی میگرد و بہرک افضل از ان نامہ ترقی و ات قلب کہ آمد ازین
 قلب و طبع و ختم می گویند بدعت بدعت و انک از قرین طبعی اور علایق فارسی نہ ہو
 لکھا ہے نسبتہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھا ہے جانا چاہیے کہ طیب حاذق
 جب مطلع ہوتا ہے اسرار مرض پر حالانکہ بعد از شفا میں جو کہ نہیں پہچانتے ہیں ایسے ہی ایسا طیب و لون
 کے نہیں اور عالم اسباب حیات انجروی کے کہ پس نہ حکم کرتو اوکی سنت پر اپنی عقل سے ہلاک ہو جاوے گا

نو بعض اوقات جو کچھ شخص کی ادنیٰ میں جو فعل آجاتا ہے تو اسکی عقل تقاضا کرتی ہے کہ اسے اسکو
 یہاں تک کہ اگلا کرتا ہے اسکو طبعی مانق کہ علاج اسکو یہ ہے کہ ملا جائے موندے یا بدن کا دوسری شے
 پس تعب جاتا ہے اسکو اس سبب کہ وہ نہیں جانتا ہے ہون کی ترکیب اور کیفیت کو ایک ایسی
 ہر طریقہ آخر میں اور شے کی بحث کی وفاق میں کہ عقل و کو عالم نہیں کر سکتی خیریکہ پھر دن کی
 قاصبت ہم نہیں جانتے ہو کیا معلوم ہے کہ اس سبب کو پختا ہے مفاد میں ہے کہ اور عجائب عقاید اور اعمال
 میں زیادہ تر میں نسبت اسکو کہ دواؤں میں ہیں پس جسکے عقلین قاصر میں دواؤں کی منافع معلوم
 کرتے ہیں باوجود اسکے کہ تجربہ راہ ہے اسکو معلوم کر نیکی پس ایسی ہی عقلین قاصر میں معلوم کرنے اور حیرت
 کیسے کہ لغو و حیرت آخر میں متعینہ تجربہ ہی رہتا نہیں ہوکتا تجربہ جب میں رہتا ہو گناہا کہ اسکا
 بہرہ گیری ہماری طرف اور وہ خبر ہے ہو کہ ان عقاید اور اعمال سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے اور اسے
 دوسری اسوہ یہ محال ہے پس کہ یہ حاصل ہو تجربہ پس عقل کی منفعت یہی کافی ہے کہ رہتا کی کہ رہتا ہو
 نبی علیہ السلام کے تقدیر کی طرف اسکا سمجھنا جو ان دواؤں کے اشارات کے پس اعراض کر کے صرف کرنے سے
 اور لازم کر کے اتباع کو کہ تو سالم نہیں ہے آفت سے انتہی اس فعل امام غزالی سے معلوم ہوا کہ
 جسکو ظاہری عقل چاہیچھے وہ اچانک نہیں ہوتا بدن بیان شائع ہے اچا اور ہر ہوتا شے یا
 متعینہ ہے اہل دین سے صدنا چیر کو اپنی عقل سے بدعت سے قدر دیا ہو یہ بات اسکی ہرگز قابل
 اعتبار نہیں سوال دوم حواہل کہ بالفعل مختلف خیمہ ہیں انہیں عوام کو قلیل کسی کرتا
 الجواب جو مسائل مختلف فیہ میں علما میں اور شیعہ میں ان لوگوں کی پیروی کر لی جاتی ہے
 جنکا قول کتاب اور سنن اور تفسیر سلف موافق ہو اور جو لوگ احادیث اور ترویج بدعتوں کی کرتے

اور نیک قول کی تابعداری ہرگز نہ چاہیے امام غزالی اور علا علی قاریؒ کا یہ ہے وان کیون بشدید
 التقی من محذات الامور وان التقی علیہم بہر تعینی آدمی مومن کو چاہیے کہ بہت بچتا رہے کلمہ
 اور باہتوں سے اگرچہ تنقہ سہل اور چہرہ پر یہ بات بھی قابل غور ہے بدعات میں قول جمہور کا استنباط
 نہیں علاوہ برین جو مسائل مختلف فیہا مومن اور کفار ترک چاہیے بموجب قاعدہ مقرر فقہاء کرام
 اذا اختلف احوال و احرام غلب الحرام یعنی جس وقت ایک چیز کی حرمت اور حلیت میں اختلاف ہو تو
 حرمت کی جانب کو ترجیح دیجاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب اختلاف ایک چیز کی حرمت اور حلیت
 میں یا اگر بہت جوازیں اختلاف ہو تو حرمت اور کراہت کو ترجیح دیتی ہیں اس طبع جس چیز کی
 درست میں اختلاف ہو تو ایسی چیز کے منع ہو نیکو ترجیح دیتے ہیں سوال سوم استیفاء
 بتو سے جاری ہے یا نہیں اور سفر کر کے خاص واسطے زیارت اہل فہر کے جانا اور ہر سال قبر پر یا حوالی میں
 لڑن سے چارغ جلا نا کہ حکو عرس کہتے ہیں اور قول اول کاراگ با مزا میر مونا اور قبر سر غلاف
 الی ان اولیت کی جاو خط پانا اور طواف کرنا اور قبرستان اور مسجد کرنا درست ہے یا نہیں
 جواب استیفاء اہل مشور سے دو طرح میری طرح ہے ایک یہ کہ مردوں کی حاجت روا نہ کر خود
 مانگنا کہ یا حضرت میری حاجت کو پورا کرو سو یہ باتفاق اہل بدعت اور اہل سنت کے ممنوع ہے
 دوسرے یہ کہ اولیٰ دعا طلب کرے کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں میری طرف سے دعا کرو سو یہ
 مختلف فیہ ہے صحیح یہ ہے کہ بہر بھی ممنوع اور بدعت سیئہ ہے شیخ عبدالحق دہلویؒ نے ترجمہ
 شکوہ شریف میں لکھا (اما الاستعداد بالقبور فی غیر النبی صلعم فقہاء اکثرہ من الفقہاء
 اور بدعت کا اہل فہر سے سوائے حضرت علیؓ کے فقہاء کرام کی یہ ہے اور کلمہ انہوں نے اور بدعت
 قالوا لیس الزیارة الا للہ علیہ والیہ والستغفار لہ والیصال النفع الیہ بالذکار و تلاوة القرآن
 سوائے دعا کے واسطے مردوں کے اور طلب مغفرت کے واسطے اور کلمہ اور ذکر کو نفع پہنچانے کے واسطے اور تلاوت قرآن شریف سے

اس ساری قصہ سی مطلع ہونا ہرگز ثابت نہیں اور جو شخص مدعی اسکا ہوا و سکو لازم ہی کہہ سبند
صحیح اور سکو ثابت کرے علامہ برین حضرت عمر فاروق رضی کا طریقہ تھا کہ جب خط پڑتا تو حضرت
عباس سے توسل کرتے اور کبھی اکابر صحابہ سے آنحضرت صلعم سے دعا بعد انتقال کے نہ منگوائی
اور عمر ابی کا فعل ایسا ہی جیسا کہ بعض صحابہ نے منس قبر بشریف کر لیا اور وہ فعل علمائے نزدیک
حجبت نہیں پہنچے اس فعل کا بھی خیال ہے پس معلوم ہوا کہ جب جناب سرور کائنات صلعم سے
استغاثت یا دعوت ٹھہری تو اور اولیا و سببہ بدرجہ اولیٰ جائیز ہوگی شایع المرام میں ہے (قال الشيخ
الامام الاجل ابو جلال محمد بن ابرہیم الشیرازی بالیقین قیلا و العجب من سلب المفسرین و ضرب الحکام
اجل ابو جلال محمد بن ابرہیم الشیرازی نے جو کہ ملا و اعجم میں حبش بچائے اور تیرہ کرا کر لیا اور باوٹے مقبرہ کے پاس پہنچے
عند مقبرة الاولیاء الکرام والعوام سیدون مہم و شیعوں و یثیریون الیہم فکلہ مکرو و ذوالمکروہ
اور عوام نوک کوٹنے سے بددعا لگے ہیں اور انکے دیکھنے میں اور انکے روبرو عاجزی کرتے ہیں سبب گروہی اور مکروہ قبر خطم
اقرب الی التحرام) انتہی اور عز سب فی تحقیق المذہبات مرقوم (راوی الامام ابو جلیل من دانی
ہے)
الامام ابو حنیفہ ایک شخص کو کہہ کیا کہ
القبور اہل الصلاح فیہم یسخطون و تکلم و یقولون یا اہل القبور اہلکم من خبر و سل غنہ کم نہیں
ایک درگاہ کی ایک باغیچہ اور سلام کیا اور مخاطب ہوا اور کہا کہ اہی اہل قبور یا تم کو کچھ ہے اور کچھ نہیں ہے پس انہوں نے
اشرافی انتہی و نادیکم میں شہور و مس سوائی منکم الا الدخار قہل و یرسم ام عقلتہم فسمع ابو حنیفہ
منہا رہے پس آگیا ہوں اور میں نے سے مگر بچا یا ہوں اور تم سے دعا جاتا ہوں تم ہائے ہو بائیں اسام ابو حنیفہ نے اسکا
یقول یسخطون فقال بل اجابوا کہ قال لا فقال لہم سخطا کانت و تریث یداک کہت یسخطون
کہا کہنا اور نہ کہنا کہنا کہنا نے جواب دیا اور سے کہنا کہ نہیں ابو حنیفہ نے کہا کہ وری ہر تجھے اور خاک اور وہ ہوں ہاتھ ترے ایک چمک
ایسے شیعوں حجاب و لا یملکون شیئا و لا یستیعون ضوئاً و نوراً انت یسخطون من القبور انتہی (مولا
سے تو کلام کرتا ہے کہ نہ کہ جواب دینے کی طاقت ہے اور ہر کسی چیز کے تاک میں اور نہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہ پیشی کو برین یثیریون
عاشی بن قاسم سند کی تفسیر المرام میں کہا لا یجوز الاستغاثہ یا اہل القبور و علیہم جہور یعنی
اور کو نہیں سنا سکتا
جائز نہیں اہل قبور سے اور نہ ہی مذہب جہود کا ہے۔ چاہتا چاہیے کہ مسئلہ استغاثت اہل قبور
کا مبنی ہی ثبوت سباحت موتی پر جو لوگ سماعت قائل ہیں انکے نزدیک ضرور سچ استغاثت
ہو سکتی ہے اور جو لوگ منکر سماعت ہیں انکے نزدیک استغاثت یعنی دعا منگوانا ضرور سچ ہے

متصور نہیں لہذا بحث سماعت ہونی کہ یہی اس جگہ بطریق اجمال مناسب ہے اور بیان پر چند
 دلائل اس کے لکھی جاتے ہیں بعدہ جو اب شبہات منکرین سے دیا جائیگا اور اس سبب مضمون
 کو ہم چار ملک اور ایک افادہ پر منقسم کرتے ہیں ملک اول میں اتہات عدم سماعت
 ایسے کا جو قرآن مجید سے لیکن اثبات عدم سماعت کا قرآن مجید سے موقوف ہے چنانچہ سورہ کے
 بیان پر چیک وہ بیان کیجئے جاویں گے مطلقاً مایل ہوگا اور میرات یہی باور کن ہے کہ قابل ہے کہ جس
 کو علم معانی اور بیان میں کچھ داخل ہوگا اور خداوند کریم نے اسے اس کو فہم یارب عطا کیا ہوگا وہ کہات
 میں تبہ نہ کرے گا کہ اس میں مخالفین جو ناویل کرتے ہیں محض باطل ہے آپ یاتین ضروری سنو قال
 تعالیٰ (و اما انہ سبح من فی القبور) یعنی نواہی محمد صلیم ستائے ہو الا ایل تفریز کا نہیں ہے آیت سورہ فلان
 جین اور سورہ نمل اور سورہ روم میں ہے (انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الدعاء الی و لو انہ
 یعنی نواہی محمد صلیم ستائے ہو ان کو اور یہ دونوں کو جس وقت وہ پیٹھ پھیریں یعنی اچھے وقت
 پیٹھ پھیریں اس وقت ان کو نہیں سنا سکتا آیت (و اما انہ سبح من فی القبور) مرشح ہے
 بل تمثیل اور آہ کریمہ ایک لا تسمع الموتی تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہے جب غیبت تمثیل
 یا ترشح کا آیت نہیں ہو جائیگا عدم سماعت موتی قرآن مجید سے ثابت ہو جاوے گی اور تاویل
 سماعت کی خبر سی اکثر جاوے گی تفہیم الہی جلال کی یہ ہے کہ استعارہ کسی طرح پر ہے ایک استعارہ
 اور ایک استعارہ مرشح ہے کہ ترشح ہی کہتے ہیں اور ایک استعارہ تحقیقہ اور ایک استعارہ تخیلیہ
 اور ایک مطلقہ اور ایک مجرورہ اور ایک مصرعہ استعارہ مصرعہ اس کو کہتے ہیں جنہیں اطلاق
 اسم مشبہہ کا مشبہہ پر ہو کر جیسے لفظ اسید کا کہ مومنوں کے شیر کے لئے ہے رجل شجاع کے لئے

مستعار کرنا مثلاً رایت اسد فی الحمام یعنی دیکھا بیٹھنے کو حمام میں اور مراد اس سے سور و شجاع ہو
 یا قمل کا نرب نہ دیکھ لے مستعار کر لینا جیسے قتلۃ یعنی مارا لینے اور سکو بضر شد یہ لفظ اسد کو کہہ معنی
 مستعار نہ کہتے ہیں اور جل شجاع کو مستعار لے اور مطلقہ اسکو کہتے ہیں جس میں نہ مناسب استعارہ
 مذکور ہوں یہ مستعار کہ جیسے عندی ہمد یعنی پاس بیکر شیر ہے اور مستعار لے اگر مستحق حساباً عقلاً
 ہو اسکو استعارہ تحقیق کہتے ہیں جیسے لفظ اسد کا جل شجاع کے لئے مستعار کر لیا اور جل شجاع
 مستحق ہے یا آیتہ انما الصراط المستقیم میں مراد صراط مستقیم سے دین حق ہے اور دین
 مستار الیہ بانشارہ عقلی ہی اور تحقیق اسکا عقلاً ہو ہر اگر کوئی شئی مناسب مناسبت کے مذکور ہو
 مجرورہ کہیں گے جیسے قول عرب کا مشہور ہے کہ فلان شخص غمر الردا ہی یعنی کثیر العطا ہے اور انکا استعارہ
 اولاً عطا کے لئے کر لیا کیونکہ جیسے چادر سو آدمی کی آبرو محفوظ رہتی ہی اس طرح عطا سی بھی پہنچا
 لفظ جو عطا کے مناسب ہے اسکا ذکر کیا اور عطا مستعار لے ہی اگر کوئی امر الیا کہ مناسب مناسبت کے
 اسکو ذکر کر بن تو وہ ترشح ہوگی مثلاً خدا تعالیٰ فرماتا ہے اولئک الذین اشتروا الضلالتہ بالهدایہ
 تجارتهم اشترا کو پہلے بدلتی کے معنی میں لے لیا بطریق استعارہ تبتی ان کافرون نے بدل لیا اگر
 کو عوض ہدایت کے پس فائدہ دیا تجارت او کی نے اصل معنی اشترا کے مول لینے کے ہیں لیکن یہاں
 بدلتی اشتبدال ہے فارحبت تجارتهم میں ربح بمعنی فائدہ کی ہے اور مول لینے سی ربح مناسبت کہنا
 ہے جو مستعار منہ الغرض ترشح اسکو کہتے ہیں کہ مستعار منہ کوئی چیز مناسب مذکور ہو اور استعارہ
 باکثاریہ اسکو کہتے ہیں کہ او میں سو ہے شبہ کہ اور کوئی چیز ان کاں تشبیہ سے مذکور نہ ہو جیسے انبیت
 اخفارا گاڑی موت لئے ناخن اپنے موت مشبہ ہی اور جانور و زندہ مشبہ ہے اور ناخن جو موت کے لئے

نامیکہ شبہ بخارہ تخیلیہ ہے اور یہ بھی معنی کے ہر شے کے انوار سے مجاز سے نہیں اور ممکن بخارہ سے معنی تعالیٰ
 حقیقی مراد ہوا کرتے ہیں اور شبہ اصطلاح میں اس کو کشتہ بن کہ دلائل کے ساتھ شاکرک ایک امر پر دوسرے
 امر کے ساتھ کسی معنی میں اور یہ دلائل بطریق استدلال و تحقیق اور اخبار کتبہ اور تجربہ کے منہ
 جیسے زید اسد یعنی زید بنیر ہے یعنی مثل شیر کے ہے یا جیسے صم کہ معنی فہم اور جہون یعنی کفار ہر کے ہیں
 اور گونگی اور امیر صلس وہ نہیں رجوع کرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ شبہ بلع ہے ساتھ
 حذف حرف تشبیہ کے اور بخارہ نہیں کیونکہ استعارہ وہاں ہوا کرتا ہے چنانچہ ذکر مستعار
 کو انوار بہا نہ لفظ ہم محذوف ہے حکم منطوق میں اور ایک تمثیل علی سبیل الاستعارہ ہوتی ہے
 اور کی مثال یہ کہ اراک نقدیم رجلاً و تاخر افری یعنی دو بکتا ہوں میں بھجگو کہ آگے کہنا
 تو باؤن کو اور سچے رکنا ہی اس بات سے اس شخص کو تشبیہ دیا کرتے ہیں کہ جو کسی بات میں
 ہنر و ہر کوئی ارادہ کنہو لو لکنے کا کرے اور ہر بلا آخر خلاصہ تمثیل علی سبیل الاستعارہ کا یہ ہے
 کہ ایک صورت چند چیزوں کے مشترک ہو اور اس کو دوسری صورت جو مشترک چند امور کے ہو ہے
 تشبیہ وہ ہے کہ اس شخص کو جو ہنر و جواب میں ہوا اس شخص کے ساتھ تشبیہ دین کہ جو باؤن کہی
 اوٹا نا ہے آگے کو پھر سچے رکنا ہے جب یہ باتیں سب معلوم ہو چکیں انواب ہم کہتے ہیں کہ آہ
 کہ یہ و ما انت بسبع من فی القبور میں ترشح ہی اس طرح ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا اے
 اہل آباد و لا اہل موت یعنی نہیں برابر میں مکرر اور زندہ سے کفار کو اموات کے ساتھ تشبیہ دی
 یہاں سب چیز اموات کے عدم سماعت بخیر اور سکا ذکر فی الجملہ ہے کہ یا و ما انت بسبع من فی القبور یعنی
 تو سنائیو الانہیں اہل قبور کو پس نہ سننا مردوں کا اس آیت سے ثابت ہو گیا لیکن اس مقام پر

پر اگر کوئی شبہ کری کہ تثنیٰ ہی معنی آپ کو ہیں اگر اہل تفسیر سے نقل کر تو نوہم ہاں جائے اگر چہ کہنا اور کہنا
 تمہارا ہی قواعد معانی بنایا کہ موافق ہو لیکن تسکین بدون ذکر عبارت اہل تفسیر کے نہ ہوگی توجہ
 اسکا یہ ہے کہ ہم یہاں بزرگ مفسرین سے جو علم معانی اور بیان میں یکناسے عصر تھے اس مطلب کو نقل
 کرتے ہیں منقولہ کون ہیں علامہ مخدومی اور قاضی ناصر الدین بخاری دی کہ جبکی تفسیر کشف اور
 بیضاوی تمام عالم میں مشہور ہے بیضاوی نے تفسیر آیت کریمہ میں کہا (و اما انت سمع من فی القبور
 شیعہ التمثیل العصرین علی الکفر بالاسرار وباللہ فی قتالہ عنہم) یعنی قول الصدق کا و اما انت سمع
 برحق القبور شیعہ ہے واسطی تمثیل اور تشبیہ عصرین علی الکفر کے ساتھ مردوں کے اور باللہ ہے شیعہ نہیں
 کرتے انھیں صلح کے انس انھیں تو اب کیوں ہمارے لکھنے میں اور بیضاوی کے لکھنے میں کچھ فرق نہیں اور
 یہ ہے جسے آگے لکھا یا کہ شیعہ کے سفراء میں تغیر نہیں ہوتا تو موتی اور سماع کا لفظ اپنے معنی
 حقیقی پر زرا اور زخشری نے اس آیت کو تمثیل علی السبقارہ قرار دیا چنانچہ کہتا ہے
 (ان المدیسم من لیس ابیانیانہ قدر علم من بدخل فی الاسلام ومن لا یدخل فیہ الذی قد علم
 ان الہدایۃ متغیر فیہ وتبدل من علم انہا لا متغیر فیہ و اما انت ففنی علیک امر ہم فلذا الکاتب تخرص وتہاکک
 علی اسلام قوم من النخذ ولین و مشکک فی ذلک مثل من یرید ان یسمع القبورین و ذلک مما لا یل
 الیہ) انتہی یہ قول اسکا کہ مثال تیری مثال اوس شخص کی ہے وہی تمثیل علی السبقارہ
 کہ صورتاً بجز عہد امروں کے لی جاوے اور دوسری صورت اسکی تشبیہ و بجاوی الخرض اس تقدیر
 بھی سماع اور من القبور سے مراد معنی حقیقی ہے کہ تمثیل علی السبقارہ کے سفراء میں
 ہوتا زخشری کا قول اس سے ہے کہ وہ علمائے عربیت پر پیشوا کے نحو میں کا ہی نقل کیا گیا اور چونکہ

عام سماعت مولیٰ مسخر لوگ کچھ نہ شخص نہیں بلکہ جو ہر اہل سنت کا مذہب ہے اس واسطے اقرار کا شبہہ
 پیش نہ کیا گیا اور یہی نافی ناصر الدین میناوی نے تفسیر کربہ (الک لالتبع المولٰی میں لکھا ہے) (وہم
 لما سدد عن الحق مشاعرہم یعنی جبکہ فارش مل رو و گچھ میں ہر گاہ کہ بند کیا انہوں نے حق سے جو اس
 اپنی کو تفسیر معالم التنزیل میں ہے) (ومعنی الایز انہم لفظا عراضہم عایدعون الیہ کالمبتد الذی لا یزال
 اسما و الصم لہدی لیسع یعنی بہ کفار سبب باوقی اعراض انہ پر کہ اوس چیز سے کہ بلائے جاتے ہیں ہر
 اوس کے مثل مردوں کہ میں کہ نہیں سبب ہر اوس کے اسماع کی اور مثل بہر سے کہ میں کہ نہیں سننا اور
 بہانے سے بھی مثل ظاہر مولیٰ ہر اور تہیل مفید ہمارے مدعا کو ہے اور مخالفین کو سر سر مسخر اور اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ لفظ مولیٰ اور اسماع سے معنی تحقیقی اوس کے مراد ہیں نہ جیسا کہ مخالفین بوجہ سبب
 کے سمجھتے ہیں اور ایک فقرہ مختصر زبان پر اور یہی کجانی ہے کہ جس سے مطلب غور و اضح ہو جاوے
 بیان اوس کا یہ ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے اوس وصف کے اور چہ اوس کا مقتضی ہے عمل نہیں کرتا تو اوس
 وصف وجود کو بمنزلہ عدم کے قرار دیتے ہیں مثلاً ایک شخص انکھوں والا ہی اور وہ کسی سجد میں یا کسی
 ایسے فرائض پر جو ناہنک چلا جائے تو اُس سے کہا جاتا کہ تو اندھا ہے یا کوئی شخص کسی عالم حلیل اللہ یا
 کسی حکم و عزت کے سامنے ایسی باتیں کرے کہ جو کد لایق نہیں ہے تو عرف میں بولتے ہیں کہ تو اندھا ہے
 ویکہنا نہیں کہو بلکہ تفسیری انکھوں کا یہ نہ کہ ایسے فرائض عزتوں کے سامنے ہر حرکت نکرتا لیکن گویا اوس
 ویکہنا نہیں اور بمنزلہ اندھونکے ہے اور یہ طرح کسی شخص کو کوئی پکارے اور وہ جواب دے کہ ویکہنا
 کہ بیان ہے کہ بعض اہل علم اندھوں اور بیرون کا کام ہی کہ وہ دیکھتے اور سنتے نہیں ایسی ہی اس
 انکھوں کا حال ہے اس طرح ان دونوں آیتوں میں خداوند تعالیٰ نے کاہنوں کو برا اور مردہ قرار دیا

یعنی جیسے کام مردے اور ہرے کا ہے کہ وہ کشتے نہیں اس طرح ان کافروں کا سبب فطرۃً انہیں کے
 حال ہے اور اسی جہت سے خداوند بے خالی نے دوسری جگہ بھرا اور اندھا اور گویا قرار دیا ہے یعنی جیسے
 ہرے اور اندھے اور گونگے کا حال ہے اس طرح یہ کافر کشتے اور دیکھتے نہیں لیکن اس تہذیب سے
 یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہرے اور اندھے اور گونگے اور مرد کا کام بھی ہے کہ وہ کشتے دیکھتے بولتے
 نہیں میں شہر سماع آیات نے آیات مذکورہ میں تین توضیحیں کی ہیں اول یہ کہ موتی اسے مراد کا
 بطریق استعارہ کے نہ مرد کا دوسری یہ کہ سماعت سے مراد قبول کرنا ہے کہ ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرف خطاب ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے نہ یہ کہ مردے حقیقت میں نہیں سنتے اور یہ تینوں جہات
 میں غلط ہیں چنانچہ ہماری تقریر سابق کو جو کوئی دیکھ سکا سوسکا لکھ کر لکھا لیکن جو امین آخرین
 کے باب میں یہاں کچھ اور بھی ہم کہتے ہیں سو سننا چاہیے کہ سماعت کو بھی قبول لینا معنی مجاز کی
 ہیں اور حقیقت کے سوا معنی مجازی بغیر قرینہ کے لینا غیر جائز نہیں اور مجاز معارف کے کو کثرتاً بھی غلط
 ہی سماعت یعنی قبول ہرگز مجاز معارف نہیں ہے یہ جواب کا یہ حال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کو بھی نہیں سنا سکتے تھے قادر حقیقی اسد ہے حالانکہ اسی آیت میں ہے (ان تسمع الا من یرید)
 بایمانا یعنی تو نہیں سنا سکتا ہے مگر اس شخص کا کہ ایمان لاوے یا نہایت ہماری کے اور اگر
 باعتبار عادت کے لیا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہ جنہیں شہداء اور قوت سماعت
 ملی ہے نہ سنا سکیں نہ یہی تعجب کی بات کہ حضرات اہل بعثت اپنے مردوں کو سنا سنا کر ہر
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ سنا سکیں اور حقیقت میں بات وہی ہے جو شاعر نے عربی میں کہی ہے
 - لقد سمعت لونا دیت جا + ولكن لا چاہے لمن تنادی - ترجمہ یعنی تو دیکھ سنا سنا

اگر کیا تو کسی زندہ کو لیکن نہیں جانتے واسطے اس شخص کے تو پکارنا ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
 اپنی تابعدا میں قرآن مجید سے ایک قسط لکھوں کہ اس کو دیکھ کر سب اہل انصاف عدم سماعت مولیٰ
 کے مقرب و جادین تیسرے پارہ کے دو سر رکوع میں ہے (اد کا لڈی قر علی قریمہ وہی خاویہ علی
 عروتھا قال الیٰ یحییٰ ہذا بعد موتہا فاما امواتہ عام ثم نبثہ قال کم لبثت قال لبثت یومًا و
 بعدہن یوم قال بن لبثت یامہ عام الا یہ ترجمہ اس کا یہ ہے یا ند کیا تو نے او میں شخص کو کچھ گزرا
 ایک گاؤں یعنی بیت المقدس یا اس کی قریہ پر اور وہ گاؤں گرامواتھا اور چہتوں اپنی کے
 یعنی ویران تھا اس گزرنے والے نے کہ حضرت عزیر یا اس شخص تھا کہ کہہ کر زندہ کر گیا یعنی یاد
 کر گیا اس کو امیر پارس ڈالا اس کو اس نے سو برس تک پہر چلا یا اور پوچھا کہ کنسی ویر پھر رہتا تو
 تھا پھر میں یعنی مردہ پڑا یا اب کن باکم فرما یا بلکہ مردہ پڑا یا تو سو برس تک وہ کیسا رہا تھا
 اور چنے کو کہ نہیں پڑا اور دیکھ یہ ہے کہ ہر کو اور نا کہ کرین ہم محکومتانی واسطے لوگوں کے اور کو
 طرف پڑیوں کی کہ نہ ہر جنس و جنس میں ہم ان کو بہر ہوتا ہے میں ہم گوشت جیسا ہوتا ہے اس کو معلوم
 ہوا قرار کیا کہ اس سے پر قادی ہر انتہی پہا نیک بطلب قرآن کا خلاصہ کر کے بیان کیا گیا حضرت عزیر کے
 گدہ کی بیانیاتی رہ لیکن نہیں اور یہ کی قدرت ہے کہ نایابانک نہ تھا اس گدہ کی کو زندہ کر دیا تھا
 سے صاف واضح ہے کہ مردہ کو دنیا کی چیزوں کا ادراک نہیں ہوتا اگر اور اک ہوتا تو آفتاب کا
 نینا اور زات کا ہونا اور پانی کا برسنے اور لوگوں کے گزرنے کا حال اور جو جہاں پیش آئے ہر
 شے ان کو معلوم ہوتے یہ کہوں کہ کہ میں اب کن باکم مردہ رہنا اس غفلت کو خال کرنا چاہیے
 مخالفین کے نزدیک علو ابر ماڈا جو کچھ چاہتا ہے ان کے اور بار اس کو خبر ہوتی ہے بلکہ چاہا تو

کو مرو سے بچا سکتے ہیں بہر کیا وجہ ہے کہ حضرت غزیر کو ایسی عقالت ہو گئی فقط + دوسرا مسلمان
 اثبات عدم سماعیت کا حدیث شریف سے ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور سیفی نے حضرت
 اوس ابن ایس سے روایت کی کہ آنحضرت معلوم فرمایا کہ افضل ایام تمہارا کار و زحمہ ہے کہ اس میں آدم
 پیدا کر کے اور آدمین قبضہ کئے گئے اور اس میں نفع نہ ہوگا اور اس میں صحت نہ ہوگا کہ ایک مومن انسان
 مر جاوے یا گئے پس اکثر و تم اوپر میری ورد کو او میں پس تحقیق کہ درود تمہارا عرض کیا جاتا ہے اوپر پیر صحابہ
 نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر عرض کیا جاتا ہے درود ہمارا اوپر تمہارا و قدریت یعنی تم گھبراؤ گے آپ نے فرمایا
 کہ (ان انس خرم علی الارض اجداد الانبیاء) مقررہ حال میں نے حرام کیا اوپر زمین کے کھانا جس میں انبیاء
 اس حدیث کے بابت معلوم ہو ہیں ایک یہ کہ صحابہ کے نزدیک یہ بات مقرر تھی کہ عرض سلام و کلام
 بغیر حیات کے نہیں ہوتا اور جو گلجھاتا ہے اس کو شعور واحد اک نہیں رہتا دوسرے یہ کہ انبیاء و ائمہ زہدین
 نے یہ کہ گھلنا بے لکھا خاصہ انبیاء علیہم السلام کا ہے الا ما در جو تھے یہ کہ اگر او مرو سے بھی نکلتے
 تو آنحضرت صلعم جواب میں بون فرما کہ سب مرو ایسے ہیں کہ او نہ بابت عرض کیجانی میں تخصیص
 انبیاء کے کرتے ہیں معلوم ہوا کہ مرو اپنی قبر میں سوا انبیاء علیہم السلام کلام زائرین اور ملائکہ کا جو
 ہشتین اہل دنیا پر ہیں نہیں سنتی بخاری اور مسلم میں ابوقتاوہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم پر ایک جنازہ
 گذرا پس فرمایا آپ نے کہ سترج ہی یا سترج منہ یعنی وہ شخص خود آرام پاؤں والا ہے یا اس سے لوگوں
 کو آرام ملا صحابہ رضی عنہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا سترج اور سترج منہ پس فرمایا آپ نے بندہ مسلمان
 آرام پاتا ہے تکلیف دینا اور اس کے صدمات طرف رحمت اللہ کے اور عبد فاجر کی موت عباد اور ملاؤ
 شجر اور چوب آرم پاتے ہیں پس اگر مردہ کلام اچھا کو سن کر تانہ روز اس کو تکلیف دینا کی پہنچتی رہتی

کوئی دسکو گالی دیتا اور بڑا گناہ کوئی ایسی اولاد کو ستاتا کہ کوئی اور کو مال کو غصب کرتا ہی علی بن ابی طالب
 شکایت سوم اثبات سماعت یعنی کاشا ہے ہر ہم دیکھتے ہیں کہ جب آدمی کی انگلیوں پر بند کر دیا آدمی کی
 انگلیوں جاتی رہیں یا کان بند کر دیا اور کان جاکر ہیں تو وہ سنتا اور دیکھتا نہیں باوجود کہ اس میں
 روح موجود ہوتی ہے اور ایسی ہی جب آدمی سو جائے تو اس کو کچھ نظر نہیں پڑتا اور کچھ دیکھتا ہے اور
 اسی واسطے حکما محققین لکھا ہے کہ عقل نفس النانی مد رک جزئیات بالالات ہیں یعنی بواسطہ انکسار
 کے چنانچہ شرح سلم قاضی اور شرح اشارات محقق طوسی میں شرح ہے اور یہ بات جو اشخاص کہا کرتے ہیں
 کہ جب تک سمع اس جسم میں رہی ہے تب تک محتاج حواس کی ہوتی ہے اور بعد مرگے سب چیزیں اور مشکلف
 ہو جاتی ہیں اور سب چیزوں کو دیکھتی ہے اور سب کی آواز سنتی ہے محض بنیاد بات، مخالف قرآن وحدیث
 کے مشکک چارم اقول فقہا حنفیہ کے ہیں اور چونکہ ہمارے مخالفین کو نزدیک تقلید امام اعظم صاحب کی
 فرض اور واجب ہے تو ان کو نزدیک بہ افعال افادہ مدعا میں بخوان اور حدیث کم نہون کے بیان اسکا
 علی ہدایہ الجمل ہے کہ کتاب ہدایہ اور غایہ حاشیہ ہدایہ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ اور فتح القدیر حاشیہ
 ہدایہ اور تہذیب حاشیہ ہدایہ اور عینی شرح کنز اور تخلص شرح کنز اور عینی شرح ہدایہ اور شرح جامع کبیر
 حیری اور شرح جامع صغیر میں یہ بات مصرح ہے کہ مردہ نہیں سمجھتے چونکہ ان عبارات کی نقل میں غلطی
 بہت ہو جاتی لہذا ابن فتح القدیر پر کہ محقق ابن الہمام رئیس حقیقہ کی تصنیف ہے انکشاف کرتا ہوں (و
 محصلہ عند اکثر مشائخنا ہوا ان البت لا یسمع عندہم علی ما صرح بہ فی کتاب الايمان لو حلف لا کلیمہ
 لا یجث لا یسجد علی الفہم والبت لیس کذلک لعدم السماع) خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہمارے مشائخ حنفیہ
 نزدیک مردہ نہیں سمجھتے اس واسطے تلقین کی حدیث میں انہوں نے سونے کے لفظ کو معنی مجازی پر مچھول

کہا ہی یعنی جو قریب الموت ہوا تو تصریح اسکی مشائخ حنفیہ نے کتاب الایمان میں کی ہی اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں
 فلان شخص سے کلام نہ کروں گا اور بعد میں اس شخص کے کلام کیا تو اس شخص پر قسم نہ آوے گی کیونکہ کلام سے
 مقصود سمجھانا ہوتا ہے اور جس کو قسم سبب نہ سننے کے نہیں غور کرنا کیا مقام ہے کہ تمام کتب فقہ میں یہ
 مسئلہ لکھا ہے اور باوجود اسکے یہ حضرات نہیں تھے کافی شرح وافی جو صاحب کسے کے لکھیف ہے اور میں ہی
 مسئلہ عدم سماعت مولیٰ کا بتفصیل تمام مرقوم ہے جس میں شیخ و فلینظر فیہ البتہ بعض صاحب اس مسئلہ
 کا جو کتاب الایمان میں مذکور ہوتا ہے بغیر سمجھ موزے یہ جواب دیتے ہیں کہ مبنی ایمان کا عرف
 ہے تو غایت الامر عدم سماعت عرفی کتب فقہا سے ثابت ہوگی نہ نفی سماع حقیقی کی جواب اسکا یہ ہے
 کہ عرف جو معتبر ہوا کرتا ہے وہ الفاظ یمن میں ہے مثل واعد لا اکلم فلانا تاؤ اگر یہ کہتے کہ مردے کے
 ساتھ کلام کرنے کو عرف میں کلام نہیں کہتے تو البتہ کچھ گنجائش مناسب حال کے ہوتی اور فقہاء
 کرام بیان اسکی علت عدم سماعت مولیٰ کہتے ہیں اور آریہ کہ یہ انک لا تتبع المواتی سے عدم
 سماعت کے اوپر استدلال کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی ایک کہ یہ
 سے عدم سماعت پر استدلال کیا ہے چنانچہ بخاری شریف میں موجود ہے فقہائے کرام اسکو پیش
 کرتے ہیں احتمال اس بات کا کہ مبنی ایمان کا عرف ہے پیش کرنا کمال تعصب پر دلالت کرتا ہے
افادہ جواب شبہات متبیین سماع اموات میں نہ جانتا چاہیے کہ متبیین سماع اموات چند احادیث کے
 اپنے مدعا کو ثابت کرتے ہیں اول یہ کہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں
 کفار قریش سے بعد مرنے کے خطاب کیا اہل وجہ تم ما و عدہ تم حکم تھا اور حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ
 آپ مردوں کے کلام کرتے ہیں کہ جنہیں روح نہیں آپ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سننے آؤ کو

اسکو جو میں اپنے کتابوں میں جواب اول اسکا یہ ہے کہ لوہی روایت بخاری کی تین نہیں دیکھ سکے کہ
 اس میں فتاویٰ سے مراد جی (جہاں ہم اس حدیث کا معنی قول یعنی زندہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسکو کہ سننا
 قال آنحضرت صلعم کا نا کہ اسکو جو حیرت اور زبانت ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ آنحضرت صلعم کے
 ساتھ مخصوص تھا دوسرا یہ کہ وہ معجزہ آنحضرت صلعم کا نہا چنانچہ صاحب مشکوٰۃ نے
 اس حدیث کو کتاب العجرات میں ذکر کیا ہے اور محقق ابن الہمام نے بھی فتح القدیر
 حاشیہ بابہ میں اسکو معجزات میں لکھا ہے اور دوسری دلیل اسکی یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف میں
 موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ مردہ جسوقت قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ فرشتے ایک
 منکر اور ایک نکیر اس کے پاس آتے ہیں اور اسکا حال پوچھتا ہے کہ وہ اسکی جو چیز کی آواز
 سننا ہے جو اسکو دفن کر دیا جائے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ سنج کمال الدین ابن الہمام نے
 فتح القدیر میں بطریق لکھا ہے کہ حج کرنے اس حدیث اور دو تین آیتوں سے کہ وہ انکس التسمیہ
 اموتی و اما انت بسیع من فی القبور میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسوقت کا حال ہے کہ جب وہ
 سے سوال کیا جاتا ہے یعنی یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ مردہ کو قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب
 کے لئے زندہ کرنے میں پس یہ حال وقت خاص کا ہوا اور میں کسی طرح کی قیامت نہیں آنحضرت
 آدمی جو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ مردہ سننا نہیں تو اس سے سلام علیک کیوں کہ جانی ہے حالانکہ
 حدیث میں آیا ہے زیارت قبور کے وقت سلام علیک یا اہل القبور کرنا چاہیے جواب اسکا
 یہ ہے کہ خطاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ مخاطب سننا ہی ہو دیکھو بخاری شریف میں ہی کھنڈہ
 عمر نے پتھر سے کہا کہ انی لاعلم انک حجرا لاتفیع ولا نصیر اور کہ عظیمہ سے آنحضرت صلعم نے بیخفا
 کہا (یا اطلبک من لبد واجبک الی مولانا ان فوجی اخیر جونی منک ماسکت غیرک یعنی تو

اور جو میں اپنے کتابوں میں جواب اول اسکا یہ ہے کہ لوہی روایت بخاری کی تین نہیں دیکھ سکے کہ اس میں فتاویٰ سے مراد جی (جہاں ہم اس حدیث کا معنی قول یعنی زندہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسکو کہ سننا قال آنحضرت صلعم کا نا کہ اسکو جو حیرت اور زبانت ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ آنحضرت صلعم کے ساتھ مخصوص تھا دوسرا یہ کہ وہ معجزہ آنحضرت صلعم کا نہا چنانچہ صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو کتاب العجرات میں ذکر کیا ہے اور محقق ابن الہمام نے بھی فتح القدیر حاشیہ بابہ میں اسکو معجزات میں لکھا ہے اور دوسری دلیل اسکی یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ مردہ جسوقت قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ فرشتے ایک منکر اور ایک نکیر اس کے پاس آتے ہیں اور اسکا حال پوچھتا ہے کہ وہ اسکی جو چیز کی آواز سننا ہے جو اسکو دفن کر دیا جائے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ سنج کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر میں بطریق لکھا ہے کہ حج کرنے اس حدیث اور دو تین آیتوں سے کہ وہ انکس التسمیہ اموتی و اما انت بسیع من فی القبور میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسوقت کا حال ہے کہ جب وہ سے سوال کیا جاتا ہے یعنی یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ مردہ کو قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب کے لئے زندہ کرنے میں پس یہ حال وقت خاص کا ہوا اور میں کسی طرح کی قیامت نہیں آنحضرت آدمی جو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ مردہ سننا نہیں تو اس سے سلام علیک کیوں کہ جانی ہے حالانکہ حدیث میں آیا ہے زیارت قبور کے وقت سلام علیک یا اہل القبور کرنا چاہیے جواب اسکا یہ ہے کہ خطاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ مخاطب سننا ہی ہو دیکھو بخاری شریف میں ہی کھنڈہ عمر نے پتھر سے کہا کہ انی لاعلم انک حجرا لاتفیع ولا نصیر اور کہ عظیمہ سے آنحضرت صلعم نے بیخفا کہا (یا اطلبک من لبد واجبک الی مولانا ان فوجی اخیر جونی منک ماسکت غیرک یعنی تو

شہر دین میں ہر طرف محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو بخشے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا اور
 ہمیشہ مخالفین رمضان میں پڑھتے ہیں (الوابع الوضاع یا شہر رمضان) اجالا لکن شہر رمضان
 سماعت کا کوئی معقد نہیں ہے اور شاعر کہتا ہے سحر اسے نسیم سحر اگر نگہ یار کجا است ؟ خالاً
 نسیم سحر کی سماعت کا کوئی اعتقاد نہیں کہ کتاب پس معلوم ہوا کہ خطاب مستلزم سماعت کو نہیں علماء
 برین صحیح حدیث میں لفظ غیبت کا بھی آیا ہی اسلام علی اہل الدیار میں المؤمنین لیکن چونکہ اسمیں ایک
 طرح کی تنظیم سب کی پائی جاتی ہے اس واسطے بہر خطاب مقرر ہوا اور یہ جو بعض اشخاص کہا کرتے کہ حضرت
 عایشہ صدیقہ نے اپنے انکار سے رجوع کیا سو محض باطل ہے کسی صحیح روایت سے رجوع اپنا ثابت نہیں
 ومن اوسع فضائلہ البیان اور سفر کرنا واسطے زیارت کے موافق مذہب تحقیق کے جائز نہیں رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تشد الرحال الا الی ثلاثہ ساجد یعنی سفر کیا جاوے مگر طائف
 تین مسجدوں کے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر کرنا
 سوا سے ساجد ثلاثہ کے جائز نہیں اور مستثنیٰ منہ اس حدیث میں لفظ موضع منبر کے ہے یا موضع منبر
 اور بعض اشخاص جو کہتے ہیں کہ امام احمد نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تشد الرحال
 الی مسجد نبوی فی الصلوٰۃ سوا اسمین و طلع سے کلام ہے اول یہ کہ اس حدیث کی اسناد میں
 شہر بن حوشب ہے اور اس کے توثیق میں اختلاف ہی امام مسلم نے نقل کیا ہے کہ وہ موطعون اور
 منروک ہے اور بعض محققین نے اسکو صاحب اوام کہا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
 تقریب میں لکھا کہ وہ صاحب اوام ہی اور واقعی یہ روایت مخالف صحاح کے ہے بخاری اور مسلم
 اور موطا کسی میں یہ روایت نہیں مذکور ہے دو جہر یہ کہ امام مالک نے موطا میں نقل کیا عن ابی اسیرہ

واز انکہ قبور انبیاء اساجا سازند و درو شد و دعا میں است کہ دین عمل اکثر جہاں را اعتقاد می کہ منکر
را بنبررگان خود بہر سید است بہم سیر و زوہالی اند صرف محض باقی نمی ماند مگر در پردہ و حجاب آن
ارواح انتہائی اگر کوئی کہو کہ جب تمہارے نزدیک اس حدیث کے بہ معنی ٹھہرے تو آنحضرت معلوم کی زیارت
کے باب میں تم کیا کہتے ہو جواب اوسکا یہ ہے کہ سفر آنحضرت معلوم کی زیارت کے واسطے ہمارے نزدیک و تر
ہے اسلئے کہ اس باب میں احادیث و روایات ہیں اور اکثر علماء کا یہی اندیشہ ہے اور حضرت کی زیارت اسکا
مستثنیٰ ہے اور ہر سال قبر پر چاروالی میں اوسکی کثرت سو چراغ جلانا منع ہے حدیث شریف میں ہے
(الحسن رسول اللہ صلعم و ائمتہ القبور المتخذین علیہ السلام السراج المبین لعنت رسول اللہ صلعم نے اوس
عورتوں پر جو زیارت قبر کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو قبروں کو مساجد بنا تے ہیں اور اوس چراغ جلاتے
ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے قاضی ثناء اللہ بانی نجی نے ترجمہ ارشاد الطالبین میں لکھا قبر
اولیاء علیہ السلام و لو گنہبران ساختن و عرس فامثال آن و چراغان کردن ہمہ بدعت است بعضی
از ان حرام است و بعضی مکروہ پیغمبر خدا صلعم پر چراغ افروزان نزد قبر و سجدہ کہندگان لعنت
نفتہ و فرمود کہ قبر عابد و سجدہ کنندہ مسجد مسجد ہی کنند و روز عید بکر جمع روزی و سال
مقرر کردہ شد رسول کریم صلعم علیہ السلام فرما کہ قبر پر شاہد بکن و ہر جا کہ تصویر میں یا اثر چھوٹا
نہنئی اور قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر طبری میں لکھا کہ نہیں جائز ہے ہر جہاں کیا کرتے ہیں
فجرون پر اولیاء کے طواف اور سجدہ اور چراغ جلاتے ہیں اور اسکا نام عرس کہتے ہیں اور اسکو
ہر سال کرتے ہیں انتہی بہ اوس صورت میں ہے کہ اوسین چراغ فجرون پر جلائے جاوے اور اگر
بغیر چراغ جلائے ہوئے کوئی شخص عرس کرے اور فقط اجتماع پر قناعت کرے جیسا کہ بعض

کے جیسا کہ عوام کرتے ہیں شرک ہے نصاب الاحتساب میں اس کو غیر مشروع کہا ہے اور حضرت محمد
 علی رضا اندیسے روایت ہے کہ انہوں نے ایک قبر پر غلاف دیکھا اور اس سے منع فرمایا اور مجموعہ خانی
 ہے کہ قبر کو چھپانا نہ چاہیے کہ علماء مکہ نے اس سے منع کیا ہے ہذا بخبر کہ در حضرت می گوید گور را
 نباید پوشید زیرا کہ عادت انصاری است و جامہ بگور نہادن نباید و نیز اگر علماء مکہ مکروہ و مستند
 انتہی اور سنت کی جا و چرچا نہا شرک ہے

اور طواف کرنا یہ حال ہے نہ الفائق میں معراج الدرایہ سے نقل کیا و صرح فی المخرج
 بآیہ لوطاف حول المسجد رکعتہ بخشی علیہ الکفر اور نہایہ حاشیہ ہادیہ میں بھی کہ بری ہے
 طواف کرے سو کہ یہ دوسرے طرف کفر کا ہے
 کتاب ہے اسپر چہر ہی مولوی شاہ عبدالغفر صاحب نے اپنے فتویٰ میں لکھا کہ پرستش آنت کہ
 مسجدہ بکنند یا طواف نمایند نام اور الطریق تقریب عدد و ساز و پای و شیخ جانور بنام او بکنند یا
 حوزہ بندہ فلانی بگوید و نہ کہ از مسلمانان جاہل یا ہل فہو از ابن خیر یا بعل کہ و فی الفور کا فر گو
 واند مسلمانانی برآید تصحیح المسائل میں ہی یہ فتویٰ منقول ہے ملاحظہ علی قاری نے شرح میں لکھا
 میں لکھا کہ لا یطوف اسی لایا و حول النقطۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفة
 اور کسی جگہ بیک کا طواف کرے کہ طواف خصوصاً کہ کعبہ میں سے ہے حرام ہے ایسا اور اولیا کے
 منیم حول قنوز الامیاء و الاولیاء و الاعتراف بالفضیلة العامة و الجملة ولو کالذافی صوتۃ الشیخ
 مجور کا طواف کرنا اور فعل جملہ عوام قابل اعتبار نہیں اگرچہ شیخ باعلا کی صورت میں ہوں
 والعلماء قاضی شام الدیالی جی سے بالابدین لکھا مسجدہ گردن برائے فہو را نبیا و اولیا
 و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و غیرہ چہر ہی ایشان قبول کردن حرام است بلکہ حیر
 از ان بکفری رساند انتہی اور جو بعض علماء نے غیر معتبر کتب ان میں طواف کو درست لکھا ہے سو
 محض غلط ہے اور ہرگز قابل اعتبار نہیں اور مسجدہ کرنا غیر ائمہ کو کفر اور شرک ہے اور

بعض لوگوں نے تقسیم کیا ہے کہ سجدہ عبادت مٹ کر ان کے کفر ہی اور سجدہ تحیت حرام لیکن یہ
 بات خلاف تحقیق ہے۔ ملا علی قاری ہی اپنے شرح مشکوٰۃ میں لکھا (سبب اعتقاد اہل انہم کا ان
 اسجدوں انہوں نے انبیاء اعظمیہ علیہم السلام کو ایک ہوا (شک ایلی) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری نے
 رد نہیں کیا کیونکہ شیعہ کے واسطے سجدہ کرنا واجب ہے نہ تو شرک ہے نہ کفر
 سے خوب تحقیق اس بات کی ہو جاتی ہے اور جو لوگ سجدہ کی تقسیم کرتے ہیں سو وہ یہ وجہ
 بیان کرتے ہیں کہ اگلی مثل لعنوں میں سجدہ و تعظیم درست تھا اور اس میں شریعت میں ممنوع ہوا
 جیسا سجدہ قریشیوں کا حضرت آدم کو اور سجدہ بہائیوں حضرت یوسف کا اونکے لئے پس
 کفر کیونکر ہو گا اور اس کا جواب یہ ہے کہ سجدہ قریشیوں کا اور حضرت یوسف کے بہائیوں کا
 بطریق ایٹھا اور چھیننے کے نہانہ بطریق پشانی رکھنے کے نفسیر جلالین اور نفسیر معالم النہج
 کو دیکھو تو علامہ ہر بن زہرہ کے چھین تمہارے گمان کی موافق جائز تھا نہ مردوں کے واسطے
 اور یہ جو باریق میں لکھا ہے کہ بعض فقہانے سجدہ کو درست کہا ہے سو یہ بات غلط ہے۔
 مولوی شیخ عبدالعزیز صاحب نے رجوم الشیاطین میں لکھا اگر کسی نقیب نے اسکو خوجہ نہیں
 کیا اور جو یہ دنیا ہی قرار دیت نہیں اور نصاریٰ کی عادات میں سے ہوا چار العلوم میں
 لکھا ہے (ولا تمسح القبر ولا یسبہ ولا یقبلہ فان ذلک من عبادۃ النصارى) اور شیخ عبدالعزیز
 نے درالہج النبویہ میں کہا و بزرگواران قبر را وسجدہ و گردن آرا و کلمہ نہادان حرام و ممنوع است
 و قد بوسہ داون قبر والد بن ہرایت یقینی فضل می بکنند و صحیح است کہ لایحوزہ است اور ترجمہ
 سیکوۃ میں لکھا بوسہ کن قبر را بہت و بوسہ ہمہ آرا و منحنی نشود و رو بخاک نما لا و این جائز
 نصاریٰ است اور ملا علی قاری نے معین العلم کی شرح میں لکھا (ولا یقبل فانہ زیادہ

علی الحسن فوج اولی بالنہی) اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ شاہ عبدالغفر صاحب بوسہ قبر کے مجوز
 تھے سو یہ بات محض غلط ہے شاہ عبدالغفر صاحب بوسہ کو منع فرماتے تھے البتہ شاہ ولی
 صاحب کی قبر کا بوسہ لیتے تھے تمام شاہ جہان آباد میں یہ نہایت مشہور ہے اور بوسہ جہاں
 کہ نافع اور ضار سمجھ کر لیتے ہیں شریک ہی اور حضرت پیران پیر نے غلبۃ الطالبین میں بوسہ
 کو منع لکھا ہے (وَاذا زار قبر لم یضع یدہ علیہ ولا یقبلہ فانہ عاودہ الیہ) یعنی جنہوں نے
 زیارت کری قبر کی نہ رکھے ہاتھ اپنا او سپر اور نہ بوسہ لے کر کیونکہ وہ عادت ہو کر
 سوال چارم۔ کہا نا سانسے رکھ کر ہاتھ اوٹھا کر فاتحہ پڑھا گیا ہی تو پھر تین سو م و
 دہم و چلم وغیرہ کی جو واسطے ایصال ثواب کے کرتے ہیں درست ہے یا نہیں انچواب کہنا نا
 سانسے رکھ کر ہاتھ اوٹھا کر فاتحہ پڑھا بدعت ہے اور رسوم ہندو سننے سے عربستان میں بہت
 سی بدعتیں ہیں چند کہ مروج ہو گئیں لیکن یہ بدعت و مان مروج نہیں رسالہ شوارق کلکتہ
 مطبوع ہوا علامہ نے لکھ کر کہ وہاں موجود ہیں کہ منجھلہ اونکو شیخ جمال شیخ المکتہ اور مفتی
 شیخ محمد ابن حسین کنبی حنفی اور شیخ صدیق بن عبدالرحمن کمال بدین کہ اور عبدالحسین کی محدث
 مالکی مصلح کے امام اور مفتی محمد و بہت صاحب فقہ بدین کلکتہ اور فاضل عبد الباقی قاضی کلکتہ
 میں البتہ ثواب پہنچانا ضرور کے کو باتین اور بغیر اسے کہا نا رکھنے کے امام عظیم صاحب کے
 موافق جائز ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی اسطرح ہے کہ عبادت میں قسم پر عمل نہائی اور نہ
 اور کرب مالی کا ثواب اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق پہنچتا ہے معزز اللہ کے منکر ہیں اور بدنی
 مثل تلاوت قرآن مختلف فیہ ہے امام شافعی کے نزدیک اوسکا ثواب نہیں پہنچتا اور

حقیقوں بن اختلاف ہی لیکن نزاج غنیوں کے نزدیک بھروسہ کہ بدنی کا بنی قیاس ہے چھٹا ہے
اور ان قیود اور تخصیصات سمجھنا کہ مروج ہے کسی عالم کے نزدیک جو قابل اعتبار ہو انبیال کو اب
دست نہیں اگر کامیابوں کو دیگر کچھ قرآن اور تفسیر پر وہاں کہین تو فقہاء کے نزدیک جائز ہے
اور تیسرے سوم و دہم و چہلم کی جو ذابطہ انبیال کو ایک کرنے میں نسبت نہیں شیخ عبدالحق رحمہ اللہ
وہابی نے شرح سفر السعادت میں لکھا اور عبادت ہو کہ برابر سے مہنت و غیر وقت غارت جمع شود
وہ قرآن خواند و ختمات خواندہ برستہ گرد و غیر قرآن و ابن محبوب نے بدلت است و مکر وہ نعم تعزیت
اہل شہد بلکہ وہ بد فرمودن نسبت و منتخب است آئین اجتماع مخصوص ہر روز سوم و توار کتاب
تکلیفات دیگر و کثرت ممالک و نسبت از حدیثی بدست شہاد و حرام اور شیخ نے بدلت است و العنود
میں بھی اس طرح لکھا ہے شاد و لی الد صاحب نے مقالۃ الوصیستین لکھا دیگر اذہادات
مشنیہ نامہ مردم سرف است و نام نا و چہلم و شش ہی و فاختہ حمالینہ و ابن ہشیر و ابن عربی
وجود ہو و معلقت است کہ غیر تعزیت و انبیان مہنت یا سہ و بد و طعام ایشان یکش بار و
رسمی ثابت پیمانہ می ہر ازین لکھا اگر کہ استخاف الطعام فی السوم الاول و الثانی و الثالث و
و نقل الطعام الی القبر فی النہم و استخاف و المدعوۃ لقرآن و جمع الصلحی لا و القدر المخرج
او کلاوات سببہ من اربعین دعوت کے واسطے نماز و قرآن کی اور جمع کرنا صلحی و غیر کا واسطے جمع ہوا ہے سورہ انعام و
او لقرآن سورۃ الانعام او الا خلاص ایہی اور شیخ نے منہاج نبوی میں ہے الاجتماع علی القبر
افلاس کے
فی السوم الثالث و قسم الیور و العرو و طعام الطعام فی الايام المخصوصہ کا الثالث و
اور چہل و او شہر کا تقسیم کرتا اگر واسطے لکھا کہ ایام کے مقرر کرنے جیسے شہر یا چھان ان دن و سوان بیوان واجب
و الثالث و العاشر و العشرین و الاربعین و الشہر الاول و الاستہ بدعتہ ممتوعہ است
سورہ یا شہدای اور بری بدعت ہے اور منع ہے
اور حاجی کی تجارت جو بعض لوگ سندین جو لڑکے لائے ہیں خود وہ نہ لڑکے اور لڑکے نہیں

اسو سے کہ اوسین اجتماع یوم ثالث کا ہرگز ذکر نہیں بلکہ ہر اوافس سے یہ ہے کہ جو لوگ ایصال
 ثواب کے واسطے اکثر مجمع ہو کر قرآن شریف پڑھ کر تے ہیں اور دلیل تین اس مراد کی یہ ہے کہ وہ
 اس مسئلہ کو اجتماعی مبادی سے اور وہ مسئلہ فی نفسہ حالانکہ صحیح ہی نہیں جو جائیکہ اجتماعی ہو اور
 نہ ہر عصر اور زمانہ میں اور کما حقہ تاجامید کہ عینی ہے کہا اور علامہ فطہی نے اس مسئلہ کو تذکرہ میں
 بہ سبب لکھا ہے اور یہ قول عینی کا کہ مالکیہ اور شافعیہ سے کسی نے انکار نہیں کیا محض غلط ہے۔
 سوال پنجم گچہ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا درست یا نہیں احواب گچہ کرنا قبر پر اور مقبرہ بنانا
 درست نہیں چنانچہ احادیث صحیحہ اور کتب فقہ معتبرہ سے یہ امر ثابت ہے عن جابر بن عبد اللہ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلحوا القبر وان یشی علیہ وان یقعدوا واہ مسلم وعن ابی الہیاج الا
 کہ شیخ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے اور عمارت بنانے اور بیٹھنے سے منع ہے۔
 قال قال علی بن ابی طالب لا یغش علی ولا یغشی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تدع تمثالاً الا لم یستند
 لا قبر مشرقاً الا سویۃ زواہ مسلم یعنی ابوالہیاج اسدی نے کہا کہ جناب مرتضیٰ علی نے
 مجھے کہا کہ آگاہ ہو جا کہ بیعتا ہوں میں شجرہ اوس کام پر کہ جب پہنچا تھا مجھ کو رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے چوڑا کوئی تصویر مگر یہ کہ ناپید کر دے تو اوس کو اور نہ چوڑا کوئی قبر بنانے مگر یہ کہ
 برابر کرے تو اوس کو راہیت کیا مسلم نے اور شرح شامی میں ہے اختلاف فی البناء فی قبر
 احوال والی حقیقت فی روایت والرافعی والبیہقی والظاهر انہ حرام مطلقاً سوا کان فی مقبرہ
 اور امام ابو حنیفہ کا کہ روایت ابن ابی شیبہ اور امام ابو حنیفہ کا کہ یہ کہ وہ مطلقاً حرام ہے خواہ مقبرہ ملک بانی میں ہو یا نہ ہو اور
 آؤ فی ملک البانی وقل مالک واثنا فی النوری والا وراعی والوحیۃ فی زوائد اخری
 امام مالک اور ثانی اور حنفیان ثوری اور داؤدی اور ابو حنیفہ ایک روایت میں اس طرف سے کہ بنانا اس مقبرہ پر ملک بانی میں حرام
 حرام ان کان فی مقبرہ مسبلہ و مکر وہ اشکان فی ملک البانی انتہی امام نووی نے شرح صحیح
 ہے وہ حرام۔
 مسلم میں حدیث جابر کے متعلق لکھا کہ اما البناء عامۃ فان کان فی ملک البانی فکر وہ وان کان

بنا علی القیور کہ جائز لکھا ہے غلط ہے عبارت و مختار کی یہ ہے (لا یطین ولا یزق علیہ
 بنا و قیل لا یاس بہ وہو المختار کذا فی کراہیۃ الراجحہ) اب یہاں پر دو وجہ بیان کرتے ہیں
 اور کہایا ہے کہ اسکا کہ معاذ نہیں اور یہی مختار ہے ایسا ہے کہ کیا کراہیہ سراجیہ میں
 کہ جس سے عدم فہم مطلب صاحب تصحیح کا ظاہر ہو جاوے صاحب در مختار نے حوالہ

سراجیہ کا کیا اور سراجیہ میں یوں ہے (و ذکر فی تجرید ابی الفضل ان لطنین
 اور ذکر کر تجرید ابو الفضل میں یہ کہ لیس فی قول کا مکروہ ہے
 القیور مکروہ و المختار نہ لائیکرہ) ضمیر لا یاس بہ کی لطنین کی طرف کہ جو مفہوم
 اور مختار یہ کہ مکروہ نہیں ہے ۱۲
 لا یطین سے ہے راجع ہے اور خود سراجیہ میں بنا کو مکروہ لکھا ہے دوسرے یہ کہ

خود صاحب در مختار نے آگے بڑھ کر آخر باب الوصیت لاقاب و غیر ہم میں اس
 امر کو تبدیل قول مائن اوصی بان لطنین قبرہ او یضرب غلبہ قبتہ فہی بالخلع کہ اولد یا
 وصیت اس امر کی کہ او کو قبر لیس یا دے یا او پر قبر لگا یا دے بادل ہے ایسا ہے عاقبتہ وغیر
 حیث قال کما فی البخاریۃ وغیرہ و قد سناہ عن سراجیہ و غیرہ لکن قد سناہما فی الکراہیۃ
 میں انفرادی سراجیہ و غیرہ تا یہ ہم پہ نظر کر کے لیکن اب الکرامیہ میں سراجیہ سے ہم ذکر کر کے کہ یوں کا صاحب علی قول
 ان لائیکرہ لطنین القیور فی المختار فیغنی ان یكون القول بطلان الوصیۃ بالطنین بنی
 المختار مکروہ نہیں پس بطلان وصیت کو تو کسی امر سے برہنہ سمجھنا چاہیے اس واسطے کہ وہ اس نقد پر ضرورت
 علی القول بالکراہیۃ لانہا جسد و وصیۃ بالکروہ اور بعض علما نے ایک وجہ اور بھی لکھی
 بالکروہ ہوگی ۱۳

ہے کہ خود صاحب در مختار لکھتا ہے یکرہ الزیادۃ علی ما خرج منہ لانہ کثر لہ البنا بطول
 مکروہ ہے زیادتی اور یہ جو بڑے طالع ہر ایک مکروہ و کثر البنا علی القیور کہ
 حاشیہ در مختار میں ہے قولہ بمنزلۃ البنا بطول خاصہ در مختار میں ہے قولہ بمنزلۃ البنا

و البنا مکروہ فلذلک ہذا انہی اور بعض محشین نے جو مرجع لا یاس بہ کا لطنین اور
 اور بنا مکروہ ہے پس ایسی ہی ہے ۱۴
 بنا کو قرار دیا وہ بھی عقلت پر ہے شامی نے در مختار میں اسکی شرح بخوبی کی ہے

اور بھی صاحب تصحیح نے نیز ان شعرانی سے نقل کیا قول الامیۃ الثلثۃ ان القیور لایطین علیہ
 قول ابن ماسون کا یہ ہے کہ خبر بنا اور یہ کہ بنا کا بنا
 و لا یخصص مع قول ابی حنفیہ سراجیہ ذاک فالاول مند و الثانی محض استہ
 مع قول ابی حنفیہ کہ اسکے جواب میں کہتا ہے
 پس اول مند وہ ہے اور دوسرا محض استہ

سوا مین بھی دو وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ نقل مخالف کتب معتبرہ و حنفیہ سے مثل حصی
 شریح کثر اور فتاوی عالمگیری اور سحر الراہین اور در مختار اور مواہب الرحمن
 کے بلکہ بعض کتب معتبرہ میں بالنسخ کلمہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بنا علی القبر مکروہ
 و ممنوع ہے چنانچہ بریل شریح مواہب الرحمن اور محیط اور قاضی خان اور ستلے
 شریح منیۃ المصلے میں مذکور ہے اور دوسری جگہ کہ میزان میں ہے قول الائمة الثمۃ
 استجابا لقراءۃ القرآن عند القبر مع قول الی حنفیہ مکرر ہوتا حالانکہ خود صاحب تصحیح
 قوت قرین کو ہے نزدیک قبر کتب قراۃ بوسلۃ کے اور کتب کلاہ کے ساتھ ۱۳
 نے نقل کیا و مختلف فی احکام کس القادسین للقرآن عند القبر و المختار جامع الکرامات بس اگر
 اور مستند و کبار راہنما کے ہونے میں مذکور ہے کہ قاضی قزاق نے نور معارف میں لکھا ہے
 قول امام ابو حنیفہ کا بھی اس کے نو غیر مختار ہے اور مخالف راہ و پیشہ صحیح کے اور مرقات
 و بعض اشخاص نقل کرنے میں وقد اباح السلف النار علی قبر المشائخ و العلماء المشہورین
 لہ و رسم انیس بسبب شجرہ بانجلوس فیہ سبب قول ملا علی قاری کی کہ نہیں ملا علی قاری فی
 کتبہ و درمکین جگہ کلام ہوتا
 شریح کل بدعتہ ضلالتہ میں لکھا ہے یا انکرہ الائمة المسلمین کالانار علی القبور و خصوصہا
 بدعت ضلالتہ ہے حکوایہ مسلمین کے منکر ہے یا اس میں سے فریب جائز ہے یا نہ
 اور ہر بدعت سے قبل کرتے ہیں کہ اس کے مصنف نے ایسا کیا حالانکہ خود مسافر میں کل
 بدعتہ ضلالتہ کے بیان میں مرقوم ہے و بدعتہ السوء یا انکرہ الائمة المسلمین کالانار علی
 القبور و خصوصہا قال ابنی معلوم نہیں غرض واک معلوم نہیں کہ وہ سلف کون ہیں کہ جنہوں
 نے مخالف احادیث صحیحہ اور کتب شامہ فقہیہ کریم کی نیکو مباح یا ناجائز نہیں اشخاص مخالفین سے
 سنا کہ شامی نے یہ رد مختار میں بنا کر جانزد کہا ہے اس واسطے عبارت شامی کی بھی لکھی جا
 ہے قولہ و فیہ لا یسب بہ آراء المناہب ذکرہ عقیب قولہ و لا یطین لان عبارت ہذا

سخاوی نے بھی لکھا اعلیٰ المولد الشریف لم یقل من احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة
 واما صحت بعدہ یہ بات رسائل مخالفین میں مذکور ہے نوجب سنت اور سبب شرعی ہونا اسکا
 مفقود ہوا اب اختلاف ہے اسباب میں کہ آیا یہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ نوبغیر مذہب نظر سے
 معلوم نہیں ہو سکتا اس سبب سے پہنچ رہے ہیں کہ مخالفین و موافقین کے رسائل اور دلائل اس
 باب میں دو یکہیں ہیں جو کچھ حق معلوم ہوا اسکو لکھیں لیکن قبل اسکے اسبات کا جاتا ہی ضرورت
 کہ جو مولد علم میں اکثر شہر و ہندوستان میں ہوتا ہے وہ بالاتفاق ممنوع ہے اور اگلے
 علماء مجوزین نے اسکو جائز نہیں لکھا جلال الدین سیوطی نے جو بڑے مجوز مولد کے ہیں انچہ سال
 میں لکھا میرے نزدیک اصل مولد کی یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں اور کچھ قرآن مزین پڑھیں
 اور کچھ حدیثیں جو ابتدا سے پیش آئیں حضرت صلعم میں وارد ہوئی ہیں اور جو کچھ عجائب
 حضرت کی میاں لیس کے وقت واقع ہوئے ہیں اور پیر دسترخوان بچا یا جاوے اور لوگ کمانا کما کر چلے
 جاویں اس سے زیادہ کوئی اور چیز نوو سے چنانچہ لکھتے ہیں عندی ان اصل المولد الذی ہو
 اجتماع الناس وقراءة ما یتسم من القرآن وروایۃ الاخبار الوارثۃ فی مبداء البی صلعم وادخل
 فی مولدہ من الاباب ثم تمہلک ساط یا کونہ ویصرفون عن غیر زیادۃ علی ذلک من البدع
 احسنہ التی ثیاب علیہا صاحبان ما فیہ من تعظیم قدر البی صلعم واطہار الفرج والاستبشار
 بمولد الشریف انہی اور جس مولد میں روایتیں ہے اصل اور جو ٹی پیڑ ہیں جاوین اس کے منع ہونا
 میں بھی اسکو کلام نہیں جیسا کہ تمام دیار ہندوستان میں جاری ہے الا ما مذکور لیس معلوم ہو
 جو مولد ہندوستان میں مانج ہے اس میں شرک ہونا جائز نہیں ہے اور علماء مجوزین نے

جس طرح لکھا ہے اور سطح پر ہرگز کہیں نہیں ہوتا مگر شاید کہ شاذ و نادر ایسا ہونا ہو سبب طبعی کا
قول گذر چکا صاحب سیرت شامی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اب وہ دلائل اور براہین
لکھتے ہیں کہ جس نے مولد کا جائز ہونا مخالفین ثابت کرتے ہیں اور اس میں تفصیل بہت سی کرینگے
اور منصف عاقل کو انصاف کرنا ضرور ہے اور سہراپتی دلائل مبالغت کی پیش کرینگے اول
ہل جو نہایت قوی ہے وہ یہ ہے کہ ابن حجر حقیقی نے کہا (قد ظہر لی تحریف علی اصل ثابت
بیشک ظاہر ہوئی واسطے کے تحریف کی ایک اور
ہر ما ثبت فی الصحیحین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد البہود یصومون عاشوراء فلم
یصل ما یصلون وہ کہ وہی صحیحین میں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آیا ہو تو روزہ رکھتے عاشورہ کا استفسار فرمایا
قالوا انہذا یوم اغرق امیر المؤمنین فید و سجا موسیٰ فخن لضموم شکر اللہ تعالیٰ فقال اننا حق
و لیسے کیفیت اس روزہ کی کہا انہوں نے کہ یہ روزہ روزہ ہے جس میں غرق کیا تھا امیر المؤمنین کو اور نجات پائی جن میں ہوتا
و سی فصامہ و امر بصیام انتہی مخالفین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے حواز تعین نہ ہو اور ظاہر
روزہ رکھنے میں ہم شکر کا واسطہ لگا کر فرمایا حضرت کہ میں نے ہون ساتھ ہی کے پسند روزہ عاشورہ کا بذات خود ہی کر لیا اور روزہ کو
و شی ہر سال میں ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات پائی ہوئی نہایت عرصہ گذرا
یا یوجروا و اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ خوشی کی واسطے رکھا پس خوشی کرنا بدوین تجد و نعمت
ثابت ہوا اور تابعین جو کہتے ہیں کہ بدوین تجد و نعمت کے خوشی کرنا خلاف عقل ہے باطل
کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیحین میں دوسری جگہ موجود ہے فصامہ موسیٰ شکر اللہ فخن لضموم
نال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخن لضموم و اولیٰ موسیٰ شکر اللہ فخن لضموم و اولیٰ موسیٰ شکر اللہ فخن لضموم
ہی روزہ رکھنے میں اور کچھ یا رسول خدا کہ ہم حق و اولیٰ میں ساتھ ہی کے پسند کرتا ہے
عن رضوم موافقہ موسیٰ الامور فقط لکم انتہی لضموم معلوم ہوا کہ روزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انظار اللہ
یہ روزہ رکھنے میں واسطہ موافقت موسیٰ کے نہ واسطہ موافقت ہوا ہے
دون تجد و نعمت کے بعد امت اور زمانہ کے تہا جیسا کہ اہل مولد گمان کرتے ہیں بلکہ محض واسطہ
وافقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تہا ابن حجر اور سیوطی سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ

اس حدیث سے اتوں نے استدلال کیا تھا جب سینہ اسلام نے اس جواب کے رو بہن لکھا حالانکہ
 کہ ہر گاہ حضرت موسیٰ علیہ السلام درویم معین شکر یہ نعمت و استبشار عبادت صوم ہر اول و ثانی
 آورد و آنحضرت صلعم مثل آنروز کہ فاعلمہ صد سال مہدشت بے تجدد و نعمت اولیٰ شکر این
 سابقہ کہ مثل آن روز شدہ بود و بواقف حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمود مرد اصل مقصود و حاصل
 ابن حجر و غیرہ بہ ثبوت رسیدہ انتہی آورد و کہیمین لکھا حافظ ابو الفضل ابن حجر و امام سیوطی استدلال
 خودیہ کہ بابر بودن صوم آنحضرت بجا الفت حضرت موسیٰ مبنی منوہ اند تا از بودن و بقیم و کجبت
 ملافت استدلال شان مخدوش گردید آئم سویدہ بلیت نہایت پرجہ ہے کہ استقدر بھی نہ سمجھ کہ
 کلام اسباب میں ہے کہ ایک خوشی کو بعد از بر سر گئے ہوں اور اسکے بعد خوشی کرنا اپنی طرف سے
 نہایت بمعنی بات ہے مثلاً آنحضرت پیدا ہوئے اور بعد اسکے اس جہان سے رحلت فرما ہوئے
 اور اس پیدائش کو بعد از بر سر گذرے اور اسکے بعد بوجوشی کرنا محض شادیانی ہے اور حضرت پورے
 جلیہ اسلوة کی نجات اور عراوق قرعوں میں جو اپنے روزہ رکھا وہ صرف حضرت موسیٰ کی ملافت کے
 سبب ہے تہا یعنی بطریق اجماع سنت اور متیقن کو جب مفید نہ تاکہ ابتدا و نہ فعل آنحضرت صلعم
 سے بعد مرد و ہوئے واقع ہوتا جس صل مقصود و حاصل ابن حجر کا ہرگز حاصل نہوا آورد کہ لکھا
 کہ ابن حجر نے اپنے استدلال کو کہاں پر اور ہر نہ روزہ آنحضرت کے بجا الفت موسیٰ پر مبنی کیا
 مبنی بے فنی پر ہے اس واسطے کہ ابن حجر نے اس فقرہ کا لحاظ نہ کیا نصایہ موسیٰ شکر اللہ اور
 جب اس فقرہ کا لحاظ کیا جاتا ہے تب یہ استدلال انکا محض بے اصل ٹھہرتا ہے اور
 دوسری دلیل یہ ہے کہ سیوطی نے کہا کہ محکمہ ایک دلیل اور معلوم ہوئی ہے کہ روزہ یہ ہے کہ

اللائی یوم الحجۃ (اظہار ان ہرہ الفضائل المعدودۃ بہت لکھ کر فضیلتہ لان اضلاع آدم و قیام
 ایس دن میں ہوتی ہے نہایت عزیز و محبوبہ ظاہر ہے کہ گزیرہ فضائل معدودہ میں فیصلے ذکر نصیحت جسکے واسطے کہ اولیٰ آدم
 اس اعتبار سے فضیلتہ و اتمام بیان لما وقع فیہ من الامور العظام و ما مستفیع لنسب العبد فیہ بالاعمال
 قیام ساعت کا تین بجے فقیر نے بیان فرمایا کہ جو روز جس کا ذکر کیا کہ اس میں امر عظام کا مستفیع ہو گا اور دوسرے واسطے
 الصالحۃ لئلا یرجعہ احد و وقع لفقیر استغنی صاحب غیب الاسلام نے بیان فرمایا کہ اس کے اول یہ کہ اگر
 اعمال مالک کے واسطے پانچ رحمت لکھی ہو تو وہ حققت ہو گا

علامہ قاضی عیاض کچھت کتبناہ سعد و بنو دن خر مروج حضرت آدم و قیام ساعت بحسب ظاہر در
 فضائل جو میں ان احوال بین دلیل و خصوص حدیث جمود ظاہر فرمودند اولاً کہ مستلزم انت کہ ولایت
 شریف حضرت صلعم میں شریف فضیلت یوم مبارک اثنین ثابت و انکار شرف آیت ہم باہر جو بنمودہ
 از متنبی کہ کلام دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صاحب را نے مقصد صاحب را کہ غایتہ الکلام کا نہ سمجھا
 مقصود صاحب غایتہ الکلام کا یہ ہے کہ یہ قول یعنی فیہ ولدت و فیہ انزل علی غایت صوم
 اوس دن کی نہیں ہے اور ذکر اس کا علی سبیل الاتفاق ہے جیسے کہ مسلم کی حدیث میں ذکر
 خر مروج آدم و اہل قیام ساعت کا جن میں بیان واقعہ کے واسطے ہے اس اعتراض کو اس مطلب سے کیا
 علاقہ یا تو یہ کہا جاوے کہ یہ قول بیان فضیلت اس دن کے واسطے ہے نہ علت روز و کہنے اس دن کی
 اور یہ دوسرا اعتراض یہ کیا نا نیا دیگر محققین در حدیث جمعہم ان احوال و اہمیت عدم سوا
 بسیان و بسباق حدیث شریف قبول نفرمودہ اند امام زودی اور شرح صحیح مسلم بعد قول ناہی
 بنو شتر الخ میں کہ اشہون کہ یہ بات بھی خالی کائن سے نہیں ہے اس واسطے کہ خر مروج حضرت
 آدم کا جنین سے وجبت ان کے رنج و طال کا ہوا اور وجود و زہدیت اور وجود و صلحا اور زمین اور
 آخر ہے یہ خر مروج بنفہم کہ فضیلت نہیں در نہ لازم آتا ہے کہ کہا نا گیون کا جو حضرت آدم
 سے در تاریخ میں آیا موجب فضیلت ہو و تقد قال احد لقالی ولا تقربا نہ الشجرہ فتکونا
 حالاکم و قال احد لقالی لا تلمسوا و اما ترک شجرہ میں ذکر ہو گا

اسن الظالمین والبیض قال اللہ تعالیٰ وعصی آدم ربہ فغوی اور حضرت آدم کا انتقال بھی موجب فضیلت
 الامین ہے اور توفیق کے نام نہ اپنے رب کی پس ہجرت ۱۲
 نہیں ورنہ موت انبیاء علیہم السلام موجب سرور اور شادمانی ہو اور مخالفین حضرت امام حسین علیہ السلام

کی شہادت میں بہت غم کیا کرتے ہیں اور ان کے لئے عجائس منعقد کیا کرتے ہیں حالانکہ اس قول کے موافق

اور انکی شہادت بھی موجب قرب الہی ہے تو چاہئے کہ اوس میں خوشی کیا کریں اور ہمارے واسطے موت

اور انکی موجب نعمت الہی ہو اور ایک دلیل پچلے علماء کی کتابوں میں دیکھنے میں آئی وہ یہ ہے کہ بخاری

شریف میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے ان رجلا من الیہود قال لہما امیر المؤمنین آیتہ فی کتابکم

ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا امیر المؤمنین ہمارے قرآن میں ایک آیت

تقرؤنہ ولعلنا معذ الیہود و نصرت لا یخذنا ذلک الیوم عید اقال امی آیتہ قال الیوم اکملت لکم دینکم

چہ کو تم پر چھہ ہو اگر تم لوگوں پر وہ نازل ہو تو اس کے روزے نزل کر عید مقرر کرے حضرت عمرؓ کا وہ آیت کون سی ہے کہا وہ آیت الیوم اکملت

والتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام و بنا فقال عمرؓ قد عرفنا ذلک الیوم والمکان الذی نزلت علی نبی

کہ وہ ایک آیت ہے جس کے روزے نازل کر دیا جائے شمار ا دیں اور عمرؓ فرمادی جیسے کہ آیت نبیؐ نے نازل کیا ہے ہمارے واسطے وہی اسلام کو مضبوط

صالح ہو قائم بعرفۃ یوم الجمعۃ خیر الجاری مشحون بخاری میں ہے یعنی قد اخذنا ذلک الیوم عید اقالہ و کذا

نے فرمایا کہ ہمارے روزے نزل کر کے اسلام ہے اور وہ جگہ بھی کہ یہاں پر ان حضرتؓ نے مقام عرفہ میں عید کا روزہ منی مقرر کر دیا ہے

قال النبوی امنی من کتابوں کہ یہ حدیث بھی مفید دعا انہیں کہ روزے نزل اس آیت کریمہ پر جو

نزل کر کوئی شخص ختم نہیں کرتا اور نہ اوس روز کو عید گردانتا ہے فرماؤ حضرت امیر المؤمنین عمرؓ

فاروقؓ ارض کی یہ ہے کہ ہکو وہ دن اور وہ مکان معلوم ہے کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی اخرج

ابن جریر عن قتیبہ بن ذویب قال قال کعب لوان غیر ہذہ الامۃ منکرت علیہم ہذہ الایۃ لفظ ذوال

کیا ابن جریر نے قتیبہ بن ذویب سے کہا بیان کیا کہ اگر ان اسلام کو اس آیت پر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ اس کے روزے نزل کر دیا کرتے

الیوم الذی انزلت فیہ علیہم فاتخذ وہ عیداً یحتجون فیہ فقال عمرؓ وای آیتہ یا کعب قال الیوم اکملت لکم

اور اس کو عید مقرر کر کے کو جمع ہونے میں اور یا غیر وہ کوئی بھی آیت ہے جسے کعب نے کہا آیت الیوم اکملت لکم دینکم کہا انہوں نے خاندانوں

و عینک فقال قد علمت الیوم الذی نزلت فیہ والمکان الذی انزلت فیہ نزلت فی یوم جمعۃ یوم عرفۃ و

میں اس کے روزے نزل کر دیا اور محل نزل کر دیا اور عرفہ کے دن اور وہ دونوں جگہ کے فضل سے ہمارے واسطے عید ہیں

کلا ہما سجدا اللہ تعالیٰ لنا عید خیر الجاری کا بیان الفاظ حدیث سے مربوط نہیں اور بالقرض والتقدیر

الکبریٰ معنی ہوں بن بھی مراد ان صاحبوں کی حاصل نہیں ہوتی اس واسطے کہ کوئی شخص صحابہ میں سے

[illegible]

بشر مشکوۃ میں لکھا و انکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم فی الترویج و نصب المناہج و بین انہ
 بر اجانہ طرطوسی نے مجمع کراؤ و اوج کے ختم کلمات میں اور اکثر نامیرون کا ذکر کیا کہ یہ
 بدعت منکرہ قلت رحمہ اللہ ما اظنہ وقد ابتلا بہ اہل البحرین حتی فی لیالی الختم یحصل الاجتماع
 بدعت سیدہ ہے میں کہتا ہوں خدا رحمت کرے طرطوسی پر عجیب ہے کہ کس چیز نے بتلادیا طرطوسی کو یہ حالانکہ بتلا
 من الرجال والنساء والصغار والعبید ما لا یحصل فی الحجۃ والکسوف والعبید و میرتب علیہ
 ہیں اس بدعت میں کہ سیدہ ہے کہ جب ختم میں ازہام مردوں اور عورتوں اور لڑکوں اور غلاموں کا آکر
 الفیاء العبدید والشکرا احدید ویستقبلون النار ویستبد برون بیت الملک الخبار ولقیفون
 کثرت سے ہوتا ہے گوشت اور کھانے کی چیزیں اور کسوف و عید میں بھی نہیں ہوتا اور مشرب ہونے میں اس پر بہت فساد اور بے شکرات
 علی بکتیۃ عبیدۃ النبیان فی صحن المطاف حتی یضیق علی الظانفین المکان ویشوشون علیہم
 اور یہ منکر ہے میں لوگ طرف آگ کے لید پیٹ کر دیتے ہیں طرف بیت اللہ شریف کے اور کبیرے تو ہیں آتش پرستوں کی طرح
 و علی غیرہم من الذکرین والمجصلین وقرء القرآن فی ذلک الزمان فسل اللہ العفو والعافیۃ
 میدان طواف میں حتی طواف کرنا ہوں کہ جگہ طرف کی نہیں رہتی اور گریہ ہوتے ہیں طواف کرنا ہوں اور خدا کے ذکر کرنا ہوں
 والفقراء والبلد المستعان انتہی تمہی نے بخاری کی شرح میں متعلق حدیث ان الذین یأزر
 اور علم حاصل کرنا ہوں اور قرآن پڑھنا اور ان کو اس وقت میں پس طلب کرتے ہیں ہم اللہ عفو و عافیت وغیر ان کو اللہ عفو و عافیت
 الی المدینۃ کما تبار الختمۃ الی حجرہ لکما قال الذادوسی کان ہذا فی حیاۃ النبی صلعم والقرن
 کہادوسی جاسٹنا دین کا مدینہ میں زمانہ جناب نبی صلعم اور اس قرن میں
 الذی کان فیہم والذین یلوئہم والذین یلوئہم خاجتہ لانہ کان الامر مستقیماً وقال القرطبی
 کہتے حضرت امین اور قرن حاجتہ والذین یلوئہم خاجتہ لانہ کان الامر مستقیماً وقال القرطبی
 فیہ تبیۃ علی صحبۃ ندیمہم وسلم انتہم من البدع وان علم حجتہ کما رواہ مالک قلت ہذا اما کان
 البدیع اور دو طرح کی بات ہے پر بدعت اور سہاوت پر عمل البدیعہ حجت ہے جیسا کہ روایت کیا ہے امام مالک نے میں کہتا ہوں
 فی زمن النبی صلعم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلاثۃ وہی تسعون سنۃ
 کہ یہی یہ بات زمانہ نبی صلعم اور خلفاء راشدین میں گذر فی قرون ثلاثہ تک اور یہ سہ سو برس ہوئیں اور بعد قرون ثلاثہ
 ما بعد فقد تغیر الاحوال وکثرت البدع خصوصاً فی زمانہ لکما لا یخفی اور غایتہ التوضیح للجامع
 کے بدل گئے احوال اور کثرت ہو گئیں بدعات خصوصاً فی زمانہ میں جیسا کہ ظاہر ہے

مشرح صحیح بخاری میں لکھا قال الدارودی بذا کان فی حياة النبی صلی علیہ وسلم والقرن الذی کان فیہم والذین
 یلوئهم والذین یلوئهم خاصیتہ و قال القریطی فیہ تبیہ علی صحیحہ مذہب اہل المدینۃ و نسلا متہم من النبی

وان لعلہم حجۃ کما رواہ مالک اسامی و ہذا من سلم انقص لیسیر النبی صلی علیہ وسلم والخلفاء الراشدين و ابابکر
 اور یہ کہ کیا یہ ہے تو خاص ہو گا رادہ نبی صلی علیہ وسلم ابداً و خلفاء راشدین

ظہور الفتن و انتشار الصحابۃ فی البلاد و لاسیما فی اواخر المائۃ الثانیۃ و لم جوا و تہو بالمشاہد
 کہ بعد نماز ہر پنجہ فتنوں کو منتشر ہو جانے کی وجہ سے کہ لو تہو و نین خصوصاً آخر و تہو و نین صلی علیہ وسلم بالمشاہدہ کہ کھانا
 بخلاف ذلک اور علامہ علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا و لو اورک الاولون ما انتہی الیہ الاخرین
 اگر یا لینے مقدسین آپ کے کو اختیار کیا ہے

کما علیہ الخ زماننا الخالفون حکمو اسحرمۃ الحجا و رۃ فی الحرمین الشریفین من شیوع الفتن و کفرۃ
 پیچھے لڑکے کی جیسا کہ تاہم میں جو سپرد آدمی و داخل میں ہارے و تہو و نین صلی علیہ وسلم حرام مکہ کے مجاہدین حرمین میں رہنے کو بہت ظاہر ہے
 الجمل و قلۃ العلم و ظہور البیوع و مشو المنکرات و انسیات و اکل الحرام و المشبہات انتہی ابو یوسف
 مشن کو کثرت جہل کہ کہہ غلت علم اور تہو و نین صلی علیہ وسلم حرام ہے مسکرات اور بری مانوں کے اور گایہ حرم و سنہات

امخاص تہو و نین پیش کرتے ہیں کہ ہر ایہ میں ہے الاذان قبل الوقت یجوز للفجر من النصف الاخر
 اذان قبل وقت فجر کے جائز ہے یہ کہ نہ نصف فجر کے
 سن التیل المتوارث اہل الحرمین اس سے معلوم ہوا کہ قول اہل حرمین کا حجت ہے صاحب ہدایہ کے
 قرار ت اہل حرمین کے

برو یک کہ اکابر خفیہ میں سے ہیں قین کتاہون کہ یہ دلیل نہایت ضعیف ہے بلکہ باطل علیہ

کی عبارت یوں ہے قال ابو یوسف ہو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخر من التیل المتوارث
 کہا ابو یوسف اور یہی قول ثانی کا ہے کہ جائز ہے اذان فجر کی اخیر نصف شب میں واسطے وقت
 اہل الحرمین و الحجۃ علی الکل تو کہ علیہ السلام لیلال لا توذن حتی یسبغین لک الفجر کذا و مدیدہ
 اہل حرمین کا وہی ہادی ہر ما بھرت کا ہے حال سے مستعد ہوں کہ می ظہر ہوا کہ تہو و نین صلی علیہ وسلم اور ہر ایک حضرت

عرصہ عنائہ حاشیہ ہدایہ میں تحت قول **واحد علی الکفر** کے لکھا ہے **آی علی ابی یوسف و اشافعی**
ابن جہون سے عرض **تھان کی طرف ۱۲**
و اہل الحرمین یعنی ان کی پیشہ خجہ **علی الاخذ و الماخوذ** منہ سیف الاسلام میں اس مسئلہ کی طرف
 سے یہ توجہ کی کہ اس کلام سے علی العموم احتجاج تو اہل حرمین باطل نہیں ہوتا بلکہ اس وقت میں کہ
 مخالفین ہوائی احقر کہتا ہے یہ بات مبنی عدم فہم پر ہے اس واسطے کہ مسئلہ ہدایہ کے متعلق
 ہوتا اور ہدایہ سے وہ بات پائے ثبوت کو پہنچتی پس استدلال مسئلہ کا کیونکر صحیح ہو گا اور
 جو عبارت ہدایہ کی سیف الاسلام میں بیان تراویح سے نقل کی اس سے بھی یہ بات ثابت
 نہیں ہوتی کہ عادت اہل حرمین شرع میں ہر جگہ معتبر ہو خود صاحب ہدایہ کے لکھنے سے حسب قرار
 رسالہ سیف الاسلام کے ثابت ہوا کہ قاری اہل حرمین خلاف حدیث بھی ہو کر تائب ہے اور کوئی
 عالم العلوم شرعیہ اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ عمل اہل دینہ و مکہ مفرع میں حجت ہے حالانکہ کتب
 حنفیہ اور کتب حدیث مثل مؤطا وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیوں کے نزدیک یہ
 بات مقبول نہیں البتہ کسی مقام پر مثل تراویح وغیرہ کے جو ان پر علماء حنفیہ نے معیار کیا ہے قابل
 قبول ہے سو وہ بھی مقلدین حنفیہ کے نزدیک عادت اہل حرمین تو اہل حرمین اور شیخ اور بدعت اور
 چیز جس فعل کا بدعت ہونا معلوم ہوا وہیں قول اور فعل اہل حرمین کا پرگز حجت نہیں تعجب
 ہے کہ یہ لوگ فتویٰ اہل حرمین مولد میں پیش کرتے ہیں اور جو فائزہ رسمہ اور صلوة غوثیہ اور
 کبر اشیر سند و اور تکفیر معتقد عتب والی حضرت صلعم اور اولیا کریم میں لکھا او سکول پرست
 ڈالتے ہیں اور سبطرح جو استغاثہ اہل فہر میں اہل مکہ نے لکھا وہ بھی ان کے نزدیک غیر مقبول
 ہے ایک دلیل مجوزین مولد کی یہ بھی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے **انتموا السوا و الایام**
 اتباع کرو جو روزہ کا احکام

فان من شئت في النار مولد کے کر نیوالے لند جانے کئے واسے بہت سے ہیں اور مگر قلیل بس مجتہدین
 کہ جو کس نے یہ کہہ کر دیا ہے کہ لا باوجود زندقہ کیا
 حق پر ہوئے اور مگر بن باطل جو جواب کا یہ ہے کہ کثرت اور قلت کو حق اور باطل بن و دل
 نہیں اگر کثرت علی الاطلاق موجب حقیقت ہو تو چاہیے کہ کفار اور شرکین مقبر ہو دین اور
 اسبطر نشان کہ بنسبت اہل تقویٰ کے کثرت سے ہیں اور چاہیے کہ حضرت امام حسین ۱۲ ثامن
 ہون اور بنیاد حق پر ہو و ہر باطل بالانفاق عند المسلمین اور اس حاکمیت معنی یہ نہیں جو تم سمجھتے

ہو ابو شامہ اسناد شیخ متذوی نے جو تھا یہ نزد یک مجوز مولد ہیں کہا حیف تجارت الامر طویل
 جس کو تم کہتے ہو کہ اس کا
 الجماعۃ فالمراد یہ لزوم الحق و اتباعه وان كان المتكبر به قليلاً والحق الف لکثیر الان الحق
 مراد اخبار کران کا لند اتباع اس کا کہ اگر ہر مومن ایک تھیل بولے اور علماء کثرت ہو اس طرح کہ وہ چیز ہے کہ جبر باطل
 بالان علیہ الجماعۃ الاولى وسم الصحابة ولا عبرة لکثرة الباطل بعدہم لورفضہل بن عباس
 یعنی چاہیے کہ نور بعد لکثرت جابل افکار اگر استار نہیں ہے ہمارے
 سے غیر یا الزم طریق الہادی حوالہ نصرت قلین ابک و طریق الفضائل ولا لکثرة کمزور
 اور کہ ترا اتباع طریقت مذہب کا اور کہ کثرت مذہب کا اور سچا یا کو طریق فضائل سے اور مذہب کا کما کہ
 الدالکین اور حضرت خضبان ثوری نے کہا کہ ابراویاہ اور اوسہ جتہ بن مین سے تھے فرمایا وان فقہا
 علیہ اس الجبل لکان ہوا الجماعۃ شاہ عبدالعزیز صاحب لبنان الحیث بن مین لکھا کہ اسحاق بن
 علی ۱۲

برقی بیانیہ صحیح ثابت ہے
 راہو یہ راؤ معنی ابن حدیث سوال کر دیکہ علیکم بالسوا والا اعظم گفت محمد بن اسلم الطوسی
 و اتباعہ بجا مال است کہ اور امتحان کردم ہرگز خلاف سنت از وخر کئے موقوف بنیادہ و چون

وفات یافت بر کوبہ کک کس نماز گذار و نہ و منهم سفیان الثوری انتہی بخبر کثیر اور بنیاد
 خبر کثیر ہے اور جو کہ مابین

بہ قلیل اخرہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر مرفوعاً و اخیر کثیر و قلیل قاعلہ اخرہ الخطیب فی
 او کثرتہ و خور نہ بن روایت کیا اسکو طبرانی نے ائمہ زمان عمر سے مرفوعاً اور حیرت چلوہ نوٹ سے من فاعل او کے روایت
 التاریخ عن ابن عمر مرفوعاً وقال المدقالی الا الذرق امنو و عملوا الصالحات و قلیل اہم وقال
 اسکو حدیث تاریخ میں ابن عمر سے مرفوعاً و فرمایا مدقالی نے کثرتہ و کثیرہ اہل ان کا عمل صالح کے لئے شیعہ و مد
 لکھا و منهم المؤمنون و التہائم الشافعیون وقال المدقالی و قلیل من عادی التہائم و بعض
 مدقالی کے سے مومن ہیں اور کثرتہ اہل ان کا عمل صالح کے لئے شیعہ و مد

مختلہ پس فی حق ولا بدعۃ اصل الان الفسق لورث البتہ نہ لیسقط الحدالہ و صاحب البدعۃ بدعوہ
 جس میں مطلق فتنہ بدعت نہا یا جاوے گا اور اس کے فرق پیدا کرنا ہے تحت کو اور اس کا قطع کرنا ہے عدالت کو اور صاحب بدعت بلا تاہیہ کو اس کا
 الناس الی البدعۃ ولا یكون من الاثمۃ علی الاطلاق لان الامر اوبالاثمۃ المطلقة اہل السنۃ و
 طرف بدعت کے اور نہیں ہو سکتا وہ مہضوف ثبوت کا علی الاطلاق ہو سکتا کہ خلاف اہل سنت و جماعت میں اور وہ وہ لوگ ہیں کہ
 الجماعۃ وہم الذین طہر لقیہم طہر لیس فی النبی عم و اصحابہ و اول اہل البدع و الضکال کما قال الفنی علیہ
 طریقہ اور جماعۃ لہی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا ہے نہ اہل بدعت و ضلالہ جیسا کہ فرمایا بنی صلعم نے کہ امیر میری وہ شخص ہے جو میری سنت کا انکار
 السلام امی من استن بسنتی و لیس فی ان براد یا منی جمیع الاثمۃ بنا و علی ان الاضافۃ کا اللام
 کہے اور میری ہو سکتا ہے کہ مراد امت ہے اس حدیث میں جمیع امت ہو سکتی کہ اضافت ہی مثل الف لام کے کہی جاوے اسٹرائی کے کہ
 قد یكون لا استغراق فلیكون المعنی لا یجتمع جمیع امی فی زمان من الاثمۃ علی الفضالۃ کما اجمع
 ہے پس معنی حدیث کہ یہ ہو سکتے کہ جمیع منوں کا میری امت میری کسی زمانہ میں گراوی چھوٹے کہ جمیع جو نہیں ہو سکتے اور بعد میں
 الیہود والنصارى بعد تبیین علی الفضالۃ فلیكون ہذا الحدیث موافقا لقولہ عم لا تزال طایفۃ من
 بنی کے فضائل پر اس صورت میں یہ حدیث موافق ہوگی واسطے قول آنحضرت کے کہ ہمیشہ ہم کا ایک گروہ میری امت کے قائم
 امی قائم باہر البذل البصر ہم من خدامہ و لاسن خالفہم حتی بائی امر البعۃ انتہی اگر کوئی کہے
 خطا کے دین پر اور نہ ضرر نہ کر گیا اور مگر جو آدمی کہ سوا کی کہ وہ آدمی مخالفت کرے قیامت تک ۱۲
 کہ اگرچہ مجوزین اسکے تختہ نہ تھے لیکن تمام امت اس پر مجتمع ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات محض غلط
 ہے نہ ہر آدمی علما اور فضلاء سے اسکو شکر میں اور بعض لوگ جو نہایت دعویٰ ہند فقیہ اور
 تحقیق کار کہتے ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ تعامل مولد کا تمام اسرار اور اطراف اور
 اکناف میں ہو گیا ہے اور تعامل علما کے نزدیک حجت ہے اسکا جواب یہ ہے کہ درختار میں ہے
 و جز بعض شاخ بلع صبح الشرب تعامل اہل بلع و القیاس ترک للتعامل فینقض بانہ تعامل
 اور جائز کہ بعض شاخ سے بنے ہونے کے واسطے تعامل اہل بلع کے قیاس سے تعامل کے مقابلاً میں ہو و یا جاتا ہے
 اہل بلعۃ واحدۃ انتہی خلاصہ کلام یہ ہے کہ تعامل درویش کا ہے ایک یہ کہ جمیع بلا و دین ہو
 اور یہ بلا واسطہ روکا گئی ہے کہ یہ فقیر ایک نامہ و ان کا تعامل ہے یہی یہ تعامل قیاس میں ہو سکتا ۱۲
 اور ایک وہ کہ بعض بلا و دین ہو وہ تعامل حجت ہے کہ جو جمیع بلا و دین ہو اور صدر اول سے
 مستمر جلا آیا ہو اور تعامل مولد الیہ انہین علاوہ برین تعامل محض معاملات میں ہو تاہیہ
 نہ جہاوت میں فضول شرح اصول شاشی میں یہ بات مذکور ہے صاحب سیف الاسلام نے تعامل کے
 معنی نہ سمجھے اور کس طرح توارث اور تعامل اور عرف میں ہی فرق کیا عمدہ ذوالبصائر شاہ

[illegible]

فی المسقط تاکثره المتأخر بعد اداء الصلوة علی کل حال لانها من سنن الروافضی ویکثر احکام فی المسقط
مکروه من مضاف بعد اداء نماز کے چالیس سو ایک مرتبہ سنن روافضی سے ہے اور مضافہ کا یہی ہی حکم ہے ۱۲

اور ایضاً میں سے المتأخر بعد الصلوة من سنن الروافضی اور محمد بن اسحاق کے مکررہ ان ایضاً فتح
مکروه ہے بلکہ مضافہ سے ہے ۱۳

الرجل بعد اداء صلوۃ العید فی کل حال لان الصحابة ما صابحو وکسبوا البراقضی اور حنفیہ الفقہاء
کوئی تہنہ نماز کے بعد ہر حال میں سو ایک مرتبہ مضافہ نماز کے متعلق نہیں کیا ہے اور یہ فقہاء رافضیوں کا ہے ۱۴

میں ہے اما المضافہ بعد اداء صلوۃ العصر فلا اصل له انتفی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ
مضافہ کرنا بعد نماز عصر کے سبب منکر دہلوی نہیں کرتا ۱۵

مشکوۃ میں لکھا انکہ بعض مروج مصنفین نے کثرت بعد نماز یا بعد نماز جمعہ چیز ہی نیست و عدت
است از جہت شخصیت و سنت اور خلافتہ الفقہاء میں ہے مکرر و دست مضافہ کر دین بعد از فجر و عصر کرنا

فی الکافی منتہی یہاں سے معلوم ہوا وہ جو حقاچی نے شرح شفا میں کہا وہی بعد الصلوة بدعت عند مالویح
مضافہ بعد نماز کے ہمارے نزدیک عید ہے

انہما مباحۃ محض غلط ہے اور مجوزین مولد ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بخاری
اور صحیح میں مکررہ مباح ہے ۱۶

نہروایت کیا عن ابی الشعثاء انه قال من تقی شیا من البیت وکان معاویۃ یستلم الارکان
اور الشعثاء سے روایت ہے کہ کہ انہوں نے کہا کہ ان سے جو چیزیں کرنا ہے بیت اللہ سے تاکہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فقال لہ ابن عباس انہ لا یستلم الارکان فقال لہ ابن عباس انہ لا یستلم الارکان فقال لہ ابن عباس انہ لا یستلم الارکان
تھے مگر کوئی کہہ کر فرمایا ان سے حضرت ابن عباس سے کہ ان سے نہ کرنا اور نہ کوئی کہہ کر فرمایا ان سے حضرت ابن عباس سے کہ ان سے نہ کرنا

ابن زبیر رحمہ اللہ کلہن الی آخرہ کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ استلام غیر رکن یا نہیں کیا
نہیں ہے اور ابن زبیر ہی کہ رکن ہر کسے سے ہے ۱۷

باوجودیکہ حضرت صلح سے ثابت نہیں ہے مضافہ نے انکی تفصیل کی اور عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ

سے اس طرح بر منقول ہے جواب اور کیا کہہ ہے کہ ہمارے علماء کے نزدیک یہ بات درست نہیں ہے

ہا یہ میں ہے ولا یتلم غیرہا الا بالنی صلواتہا ان یتلم بدین الرکنین ولا یتلم غیرہا اس سے
اور یہ ہے کہ اور کہ رکن کے سو ایک مرتبہ مضافہ نماز کے متعلق نہیں کیا ہے اور یہ ہے کہ رکن کے سو ایک مرتبہ مضافہ نماز کے متعلق نہیں کیا ہے

معلوم ہوا کہ جو فعل ان حضرت سے ثابت نہ ہو وہ جائز نہیں مگر امام احمد بن حنبل میں ابن عباس
نہیں آیا ۱۸

سے روایت ہے کہ انہ طاف مع معاویۃ بالبیت فجعل معاویۃ یستلم الارکان کلہا فقال لہ
طواف کیا ابن عباس بیت اللہ کے متعلق کیا معاویہ نے کیا شریعت کیا معاویہ نے کیا شریعت کیا معاویہ نے کیا شریعت کیا معاویہ نے کیا شریعت

طواف کیا ابن عباس بیت اللہ کے متعلق کیا معاویہ نے کیا شریعت کیا معاویہ نے کیا شریعت کیا معاویہ نے کیا شریعت کیا معاویہ نے کیا شریعت

[illegible]

و درو عن السلف الصالح ما یؤکده فی مواضع الاثری ان ابن عمر قال فی صلوة الضحی انها بدعت لانها لم تثبت
اور وارید سلف صالح سے وہ جو روایات کی ہیں چہرہ دیگر کہ انہیں ماننا تو کہ ابن عمر نے کہا صلوة الضحی میں کہ وہ بدعت ہے اس واسطے کہ ان
عندہ فیہا دلیل و لم یروی اور اچھا سخت عموماً ان الصلوة اتحدت فیہا بالوقت المخصوص انشائی السبب و ان
ہوئی ابن عمر کے نزدیک صلوة الضحی کی کوئی دلیل نہ تھی کہ انہوں نے اسے اعلیٰ کرنا اس نماز کے عموماً نمازین و بعض صحیحین کی جیسے اس وقت
نہ ذکر ہے سے جواز و استحسان صلوة الضحی بنفسہا باوجود محدث ہونیکے عبد اللہ بن عمر کے نزدیک
معلوم نہوا اسطے کہ چاہیے کہ حسن اس بابت کا اور کئے نزدیک اضافی ہو ان البتہ اگر عبد اللہ

بن عمر خود اس نماز کو پڑھتے تو گنجائش اس قبل و قال کی تھی اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ عبد اللہ
بن عمر نے نہ نزدیک موانعت و التزام کرنا یا مسجد و بن بن پڑھنا اس نماز کا بابت ہے نہ اصل نماز

اور بدعت ہے مراد معنی لغوی میں مراد اب اللہ نیت میں ہے ارادہ صلعم لم یروم علیہا او ان اخبار را
یہ روایت کیا کہ انھوں نے صلعم نہ پڑھا و بدعت نہیں کہ باہر کے
فی اس حدیث بخلاف بدعتہ و بالجملة فلیس فی احادیث ابن عمر بایدفع منہ و صلوة الضحی لان نفیہ محمول
مسجد بن بالمثل کے بابت یہ ظاہر ہے کہ احادیث ابن عمر سے غیر شرع ہر صلوة الضحی کا ثابت نہیں ہوتا اسطے کہ فی ابن عمر کا کہ
علی روایتہ لا علی عدم الوقوع فی نفس الامر والذی نقاہ صفۃ مخصوصۃ تفصیل اس حال کی چاہیے
بمحمول ہے نہ اس کے عدم جوت پر نفس الامر میں کوئی بھی وجہ غف مخصوصہ ہے
کہ گنجائش میں نہ گناہ عن صلوة تہم فقال بدعتہ اس قدر ہے سو اسکی توجہ میں علماء
ہو کہ اسکی جگہ بن عمر سے لوگوں کی روایت ہے کہ انہوں نے کہ یہ بدعت ہے
مختلف میں کوئی ممنوع ہونا اس نماز کا اس سے نکالنا ہے اور کوئی تاویل کرتا ہے جو تاویل کرتے

ہیں وہ یہ روایت لاتے ہیں کہ انہوں نے کہا و لغت البدعة و ما ابتدع المسلمین افضل من صلوة
اور اچھی بدعت ہے اور نہیں اچھا کہ مسلمانوں نے کوئی صلوة افضل صلوة
الضحی منکرین جواز کے نزدیک یہ روایتیں صحیح نہیں اور جنکے نزدیک صحیح ہیں ان کے نزدیک
صحیح ہے
یہ معنی ہوئے کہ مداومت اور التزام یا مسجد و نہیں پڑھنا اسکا بدعت ہے اور افضلیت اور حسن

بدعت باعتبار معنی لغوی کے ہے اور منکرین جواز کے نزدیک اگر یہ روایتیں صحیح ہی ہوں تو
معنی اس کے یہ ہیں کہ اس بدعت میں حسن اور فضیلت اضافی ہے نسبت اور بدعتوں کے جسکو
لوگوں نے احداث کیا ہے قطع نظر اس کے مولد مقیس علیہ اسکا نہیں ہو سکتا اساطے کہ یہ نماز

انحضرت معلّم سے موافق رہے مجوز بن اسنّ نماز کے ثابت ہے بخلاف مولد کے اور بعض انخاص مجوزین
مولد ہے بلکہ دلیل نہیں کہ ہر یقین ہی بیان تلبس یہ قدمیہ سنون کے کہا و لوز او فیا
اور زیادہ کہ تلبس

جابر خدا قائلشافی فی زوایا الریح عنہ و اعتبرہ بالاذان لست بدین حیث انہ ذکر منقولہ و
جابر علیہ السلام فی حدیثہ عنہ و اعتبرہ بالاذان لست بدین حیث انہ ذکر منقولہ و
ان اجلہ الصحا بتر کابن مسعود و ابن عمر و ابیہریرہ و قتادہ و اعلی المانور و لان المقصود ان
ذیل ہر یکہ انما بحیثیہ مثل ابن مسعود و ابن عمر و ابیہریرہ و قتادہ و اعلی المانور و لان المقصود ان
و انما العبد ذوقہ فلا یستغنی عن الزیادۃ علیہ صاحب سیف الاسلام نے بھی اپنے بعض شراصل میں اس
کو اظہار عنہ ہے جابر نے منہم و ابیہریرہ و قتادہ و اعلی المانور

کسی طرح طلب تجارت کو ذکر کیا ہے جواب اوستا کا یہ ہے کہ مولد کو تلبہ یہ پر قیاس کرنا قابل
سبع الفاسق ہے و حوض ہے اولیٰ کہ زیادت تلبہ کی تسفیل صحابہ کرام سے ہے جاسمجھ دیر

میں صریح ہے بخلاف مولد کے تو یہ کہ مقتضی قیامیہ ہے اظہار ثناء اور عیوض ہے باعتبار اسل
مقتضی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کہ مجتہد مستقل تھے اس نزاد کی کو توجہ نہ کیا ہے بخلاف مولد کہ

کہ مقصود اس سے اظہارِ شریعت اندر سرور و ولایت آنحضرت علیہ السلام ہے اور کسی تبدیلی کے
تجزیہ نہیں کیا خود ہدایہ میں مذکور ہے لا تفضل فی القمل قبل القمل لانه علیہ السلام لم یفعل مع
منزلتہ بوی حداد من ذلک عذر کسبوا مشکوہ کا املا

حضرت علی الصلوٰۃ اور سب اوسین سے کہہ کر کہ شیخ عبدالمعز الفجر یا اکثر من رقی الفجر لا یتکلم
علیہ السلام لم یزید علیہا مع حضرت علی الصلوٰۃ انتہی صاحب سبب الاسلام نے جو جواب میں

لکھا کہ قیاس بجائے دل و انصاف سے برتنی علیہ التعمیر نمودن و حکم با شناع عقاب بجائے شریعت
بدان جهت دادن محض اخوت است فعل غلطی که مشروط خاص و موقت باوقات و مقایرہ بود

مخلصه است برخلاف ذکر آنحضرت سلام که مقصود از این سطلق احوال و نبودن در دلب و عظیم است

وزن مائیل مجلس اذکار اور شرع شریف وقتی و پستی معین نسبت انتہی سو محض غلط ہے کسی وجہ سے اول یہ کہ جو فقہاء علت منوعیت ان چیزوں کی ذکر کرتے ہیں وہ مولد مروج میں بھی جاتی ہی دوسرے یہ کہ تلبیہ وغیرہ کو مفیس علیہ مولد کا ٹھہرنا بھی غلط ہے کہا بیانا تیسرے یہ کہ جو لوگ مجوز بدعات میں وہ عین نماز میں بھی کہ مقید بقیود خاص اور شروط بشروط خاص ہی احکامات بخیر کرتے ہیں چنانچہ صاحب فیہ الاسلام نے صفحہ ۴۳ میں درمختار سے نقل کیا

و ندب السباۃ لان زیادة الاخبار بالواقع عن سلوک الاذنب فهو افضل من ترکہ و کرہ اور صاحب ہی روضہ نے کتاب سبکدہ کا اسو اسبکدہ زیادت واقعی کا نام عین ترکہ ادب ہے پس یہ کہنا انقل سوا کے ترک سے جیادہ کر گیا البریلی الشافعی وغیرہ اور شرح منیۃ المصلیٰ سی نقل کیا ولا یقول ربنا انک حمید مجد لعدم سکر علی شافعی وغیرہ ۱۱

و ر وہ فی الاحادیث و لہ قال ذلک لا باس بہ اسی لاکرہ اذ ہو زیادة نذر اور لقاویٰ میں اسطیغ نہیں آیا اور اگر کہے تو کچھ مضائقہ نہیں یعنی کرہ نہیں ہے اسو اسبکدہ زیادہ بجا نہ نکال سکتے ۱۲ اور صفحہ ۳۱۴ میں نصر السینی نے لکھا حاشیہ ثامی وغیرہ سی ثابت ہی کہ پڑنا لکیم السلام کا و میان

سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ کی نماز میں امام صاحب کی نزویک حسن ہے باوجودیکہ غنیۃ المصلیٰ

وغیرہ سی ثابت ہی کہ یہ سبب ثابت نہیں انتہی چوتھی یہ کہ صاحب فیہ الاسلام کی نزویک

مقصود مولد سی مطلق اجلال اور توقیر اور تعظیم آنحضرت صلعم سی اور اسکے الی کوئی وقت

اور حکایت شرع میں نہیں ہی تو پھر کس واسطی تمام اہل بدعت ہیئت اور وقت اسکی واسطی خلاف

شرع قرار دیتی ہیں اور سبب میں رسائل لکھتی ہیں اجلال اور تعظیم آنحضرت سی کون ہنگام

کر تا ہی اور کون شخص کو ممنوع بتلاتا ہی یہ بیان صاحب لکھتا قاطع مادہ نزلع ہی منکرین

مولد مروج لغین وقت اور ہیئت ہی کو تو خلاف سنت کتب میں اور وہ اجلال و عظیم اور ذکر
 آنحضرت صلی علیہ وسلم ہرگز مانع نہیں بلکہ وہ اسکو جان سعادت سمجھتی ہیں اور مجوز مولد خود مقرر
 کہ توقیت اور ہیئت شرع میں کچھ اصل نہیں رکھتی پس تعنیف سائل اسباب میں کرنا اور اس بحث
 کو تطویل دینا صاحب سیف الاسلام کی فرائض کی موافق محض عبت ہی احمد صد علی انعام بحجہ مسمول
 اگر کوئی کہی کہ اعراب قرآن مجید اور صرف و نحو اور ایسی ہی تفسیر قرآن مجید اور سورۃ ن کا نام
 لکھنا اور تعین کو عون کی جو کلام اسد میں ہوتی ہی وجود کا زمانہ آنحضرت معلوم میں نہ تھا تو چاہی کہ
 مستحبت اور ممنوع ہو یا دین جواب اسکا یہ ہے کہ اعراب قرآن باجماع علماء درست اور جائز ہیں
 اور ضرورت شرعی ہی اسکی فجز ہی اگر اعراب قرآن مجید میں منوئی تو عالم کو کو بھی اسکا پڑنا واجب
 ہوتا اور عوام کا تو حال قابل لکھنی کی نہیں اور صرف و نحو بدعت نہیں ہے حضرت امیر المومنین علی رضی
 اللہ عنہ فی الخواتب ہی اول ابن عساکر فی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا کہ انھوں نے ابوالاسود کو وضع نحو کی مشق
 حکم کیا تھا وہ برین اگر صرف و نحو نہ پڑی جای تو عجی لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف کو بخوبی نہیں
 سمجھ سکتی اور تعبیر وغیرہ کا حال یہ ہے کہ اس پر بھی سی روایت ہی کہ اندر کہ لفظ المصاحف اور
 ابن سیرین کی انکہ وہ النقط والفواصل والخواصم وعن ابن مسعود و مجاہد انھما کہوا ان العشر واخر
 ابن سیرین نے کہہ دیا ہے لفظ و فیہ کو اور سورۃ ن کی نماز و عاتقہ کہنے کو اور ابن مسعود و مجاہد روایت ہی کہ کو
 ابی داؤد عن الحسنی انہ کان کرہ العشر والفواصل و تفسیر المصحف وان یکن فیہ سورۃ کذا
 انھما صحیح کلام الدین صحیح مشورہ و غرہ و بانکوا اور ابن ابی داؤد فی تفسیر حدیث کی کہ کہ وہ جانتے تھے وہ کلام اللہ صحیح اور
 و کذا و اخری عنہ انہ الی المصحف کنون فی سورۃ کذا و کذا آیتہ فقال امح فان ابن مسعود کا
 سورۃ ن کی لکھ کر اور تفسیر قرآن کو اور کہہ کہ لکھا جو کہ اس میں سورۃ ن میں ہی روایت کی کہ لکھا و ذکر کہ کہ

اور میں کیا سبب بتا رہا ہوں دوسری سیدہ کہ قول راجح اسباب میں من حیث الدلیل کیا ہی جانتا جا رہی کہ
 فقہای حنفیہ اسباب میں مختلف ہیں کہ آیا جو امر شارع علیہ صلوٰۃ و سلام ہی ثابت نہ ہو اور محدث فی الدین
 اور کیا حکم ہی انکی بعض جزئیات ہی میں ثابت ہو تا ہی کہ ایسی شی منوع ہی اور بعض سپردالکتاب
 کہ ایسی چیز جائز اور مباح ہی بلکہ ایک ہی شخص اپنی کتاب میں دونوں طرح کی باتیں لکھا ہی و زمین
 میں الدین بطریق نو کی ذکر کیجاتی ہیں مثلاً فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہی فی المحيط فزکاة الکفران
 الی آخرہ مع الجمع مکرمہ لا نہایتہ تم نقل عن الصحابة والتابعین امتی اور اسی عالمگیری میں ہے
 ولا باس باجتماعہم علی قراۃ الاخص جہر عند ختم القرآن لو قرأ واحد واستمع الباقون فلو قرأ
 امتی اور یہی جو میں ہی الدعا عند ختم القرآن فی شہر رمضان مکرمہ لاکن ہذا شیء لا یفتی بہ کذا
 خزانۃ الفتاویٰ اور یہی جو میں ہی لا باس بکتابتہ اسمی لمسور و عدل الی و ہوان کان ا
 منہا ہی ہے " معاہدہ نہیں چھوڑن انہم کتابتہ ان مجیدین امیر المؤمنین کا اور چھوڑ بیٹھے
 فہو بدعت حسنۃ اسطرح ہدیین ہی لا ینقل فی الصلی قبل العید لانہ علیہ السلام لم یفعلہ مع صحبہ
 علی الصلوٰۃ اور یہی جو میں ہی یکروان ینقل لجب طلوع الفجر اکثر من کعتی الفجر اور یہی جو میں ہی
 لا باس بتجانیۃ المصحف لما فیہ من تظہیر اور یہی جو میں ہی کہ نیست زبان ہی کرنی درست چنانچہ شرح
 منیہ میں ہی لاکن عدم النقل و کو نہ بدعتہ لا ینافی کو نہ حسنۃ المقصد اجتماع الخیرین علی ما اشار الیہ فی
 الدعا تہ و صرح بقی التجنیس امتی الخوض حبس جزیر کو بعبیدم نقل ان حضرت صلعم کی ممنوع اور مکرمہ بلا
 میں اسی چیز کو باوجود عدم نقل کی جائز اور میں کدیتی ہیں اگرچہ حسب تدقیق نظر کے بعض افعال

بخلاف فقہانی مسلح کہ ہاں اور اون چیزوں میں جنگو عجب دم نقل کی منوع کہ ہاں منہرق معلوم ہوتا ہے چنانچہ ہم
 اہل بیان کر نیکی باقی رہی تحقیق دوسری بات کی کہ آیا کون ان دونوں شخصوں میں احق بالاتباع ہے سو بیان
 اوسکا یہ ہے کہ موافق اقوال سلف اور صحابہ کرام اور حدیث حضرت خیر الانام کے قول اُن لوگوں کا جو
 محدث فی الدین سی منع کرتی ہیں احق بالاتباع ہے اور لہل بدعت اسباب میں خطا پر ہیں تفصیل
 اوسکی یہ ہے کہ ترمذی میں مجاہد ہی روایت ہے کہ انہوں نے کہا و قلت مع عبد اللہ بن عمر المسجد و قاذن
 فیہ فتوب الموزن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد و قال اخرج من عندہ المبتدع یعنی حضرت عبد اللہ
 بن عمر ایک مسجد میں گئی اور ایک شخص نے ان کو تنویب کہی یعنی الصلوۃ الصلوۃ پس حضرت عبد اللہ بن عمر
 سے نکلی اور کہا کہ نکل اؤ اس بدعتی کی پاس سنن ابو داؤد میں بھی اس طرح ہے باعتبار اصل مطلب کے
 دیکھو حضرت عبد اللہ بن عمر نے تنویب پر انکار کیا باوجودیکہ یہ مخالف اور فرائض سنت کی تنہیں
 اگر لگنا اُن لوگوں کا جو محدثات فی الدین کو بغیر دلیل شرعی جائز کہتی ہیں درست ہوتا تو عبد اللہ
 بن عمر اسکو کیوں برا کہتی صاحب سیف الاسلام نے اسکی جواب میں کہا کہ ملا علی قاری نے شرح موطا
 امام محمد میں لکھا عن بلال قال امرنی رسول اللہ صلح ان لا اؤنب فی شئ من الصلوۃ الا فی الفجر اور
 بلال کہتے ہیں کہ حکم دیا مجکو رسول خدا صلح اللہ علیہ وسلم نہ کہ اگر بغیر کون میں کسی نماز کے وقت بجز فجر کے ۱۲
 کہا کہ انکار حضرت ابن عمر پر مخصوص امر کیہ بظاہر فرائض و مخالف کہ امی حدیث شریف باشد مؤید
 مذہب طہ اسماعیلیہ نیست الخ جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ روایت بلال کی ہی اور حضرت ابن عمر

سی یوں منقول ہے کہ مروی مجاہد قال دخلت مع ابن عمر مسجد لصلی فیہا اظہر و سمع الموزن
 اور بیان کیا مجاہد کہ کہ قال ہا میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا تو اظہر کے اظہر کے اظہر کے

منسوب فخریہ قال قم حتی تخرج من عند المیتع و ما کان التوفیق علی محمد رسول الله صلعم المانی
 موزون و غیر محض غصہ برقی اگر کسی کلمہ پڑھے یا ذکر کند یا کسی کو بتائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر
 صلوة الفجر کذا فی الغایتہ پس معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کلمہ محمد رسول اللہ
 ایا ہی ہے نہ پڑھیں
 میں اس شخص کو جنت کی مانند اس جنت میں کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملے کہ موافق روایت حضرت بلال کی وارد ہے اور
 تعجب یہ ہے کہ صاحبین اسلام کے لکھار ثانیادین خصوصاً اعلیٰ مسئلہ توثیق ہم ہر گاہ بسیاری آثار
 دین حکم استخوان فرمودہ اند پس حکم برعت شریعہ خانیچہ اسماعیلیہ ایجاد و نہ اند بران جاری نمودن
 سرکشتہ انتہا جواب او کا یہ ہے کہ ہر گاہ موافق اقرار صاحبین اسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فجر کے پڑھنے
 کو کر دیا ہو بہرہ کو نہ حکم استخوان ائمہ دین کا صحیح رہ گیا یا انہوں نے اس امر کو اپنی راسی سی لکھا لایا کیا
 حدیث سی اگر امر ثانی ہو تو ادکا بیان کرنا چاہیئے اور اگر امر اول ہی تو صاحبین کی نزدیک
 آیا باوجود مافساد دینی آنحضرت صلعم حکم استخوان آنرو دین مردود ہے یا مقبول اگر مردود ہے تو
 طعن کرنا بجا ہے اور اگر مقبول ہے تو رام ہی اس ایمان پر بخاری فی عکرمہ سی روایت کی قال ابن
 عباس و انظر السیج من الدعا و اجبتہ فانی عدت رسول الله صلعم واصحابہ الایضاح و انک طبرانی
 میں کی قال کہ سیج کا دعائیں احمد پر کرنا کہ اس سے ہر جگہ و کجا تینہ رسول خدا صلعم کو کہیں کہ احباب کو کہیں کرتے تھے اس کا
 فی قیس ابن حازم سی روایت کی ذکر لاسن مسعود و ناصر بن یحییٰ بن النلیل و یقول للناس قولوا انما یوقا
 ذکر کیا گیا ہے میں مسعود و یحییٰ بن النلیل و یقول للناس قولوا انما یوقا
 ا و اریتمہ فانی فی فیہ فجا عبد اللہ متعقفا فقال من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانی غایب
 حضرت عبداللہ ابن مسعود کہ جب کو دیکھو تو مجھ کو خریدنا چاہیے جو دیکھو تو کو کو گونہ گونہ عبد اللہ بن مسعود ہی بلکہ عبداللہ بن مسعود
 بن مسعود و علون انکم لادی من محمد صلعم واصحابہ یعنی انکم لم تخلقون بدین صلاۃ و فی روایت
 جس آدمی نے مجھ کو یا انہوں نے مجھ کو دیکھا تو مجھ کو خریدنا چاہیے جو دیکھو تو کو کو گونہ گونہ عبد اللہ بن مسعود ہی بلکہ عبداللہ بن مسعود
 حضرت عبداللہ بن مسعود کہ جب کو دیکھو تو مجھ کو خریدنا چاہیے جو دیکھو تو کو کو گونہ گونہ عبد اللہ بن مسعود ہی بلکہ عبداللہ بن مسعود
 سلم انکا صاحب بنی تمیزی ہر خدا کا لکھن میں اور ایک آدمی نے کہ کسی نے نہ بتایا کہ یہ کلمہ یا ذکر ہے کہ صاحب محمد صلعم سے اہل بیت

ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ ہاشمی مخالف حضرت کا افس شخص کو قرار دیا اور اس کو اس فعل سے منع کیا اور حضرت
 برحق سے نہ سیدہ میں جو بخلاف مخالف کی معنی سمجھتے ہیں وہ بھی جناب مرتضیٰ علی کی قول سے باطل ہو گئی
 اس واسطے کہ اہل بدعت کی نزدیک معنی بدعت سیدہ میں کہ مخالفت اور کسی حدیث میں آئی ہو اور اگر
 شخص نے جب کہ حضرت مرتضیٰ علی نے منع کیا تھا باعتبار اس معنی کہ ہرگز مخالفت آنحضرت مکی نہیں
 اور یہی مزاحمت سنت کا بدعت سیدہ میں وہی لگ اعتبار کرنے ہیں کہ تقسیم بدعت قائل ہیں اپنے سن چنانکہ
 رشیدین اور کئی زعم میں بدعت سنہ میں داخل اور جیسا حال افعال خلفائے راشدین کا بقول محقق النزاع
 سنت محدود ہو اس بنا بقا ثابت ہو گیا کہ ایسا مفصل مفہوم بدعت سیدہ میں مزاحمت سنت کا اعتبار
 خلاف تحقیق محققین اس سے باطل ہو گیا فرمایا مولانا عصمت الدین سمار نمبر پانی رسالہ جہاں الفنا میں فلانہ
 باقیل انما البدعة المخطوۃ الممنوع عنها بدعت تزام سنتہ بالورۃ و بالمال یکن کہنا فلا یاس بدعت
 احادیث اس قول کا کہ بدعت سیدہ منوعہ وہی ہے ہرگز بدعت کی تعریف ہو اور وہی ہو اور میں کچھ قیاح نہیں
 فقہانی بالتصیح مملوۃ قبل عید کو منع لکھا ہی برلمان شرح مواہب الرحمن میں یہی و کہہ منتقل قبلہا
 مطلقاً یعنی فی المصلی وغیرہ و بعدہ اسی بعد اصلوۃ فی المصلی فی اختیار الجہود بقول ابن عباس
 علیہ السلام جیسا کہ دربارہ بدعت سیدہ میں بدعتی نہیں کہ وہی بدعت ہے ابن عباس کی یہ دلیل حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی بہم العید و المصلی قبلہا ولا بعدہا متفق علیہ الخم اور جو بعض کتابوں میں
 لکھا ہے کہ بدعت سیدہ میں بدعتی نہیں کہ وہی بدعت ہے ابن عباس کی یہ دلیل حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ
 فقہ کی عدم گاہت اسکی گویا ہی سودہ منی خطا پر ہی بدعت شمار ہدایہ برلمان شرح مواہب الرحمن
 موجود ہیں اور نہیں دیکھ لو ترمذی فی ابوابک شعری سی روایت کی قلت لابی بابت کہ
 فی حدیث خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر و عمر و عثمان و علی ہنا بالکوۃ نحو اس خمس سنین
 مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بکر و عمر و عثمان و علی ہنا بالکوۃ نحو اس خمس سنین
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بکر و عمر و عثمان و علی ہنا بالکوۃ نحو اس خمس سنین

لقد توفى قال ای بنی محدث اور تیزی نے عبد المدین معقل سی روایت کیا کہ قال سمعی الی وانا فی
 بڑا کوئی توحید بنام سے کہ ای بنی محدث

الصلوة اقول سلم عبد الرحمن الجهم فقال لی ای بنی محدث ابانک والحدیث قال ولم ارا احدا من اصحاب رسول
 سلم عبد الرحمن الجهم انہوں نے مجھے کہا کہ کیا یہ دعوت ہی اور کیا ہے انکو دعوت سے اور کہ انہیں دیکھا جیسے کہ اسکا ہوا
 المد صلعم کان الغرض الیہ الحدیث فی الاسلام یعنی منہ وقت صلعت مع البنی صلعم ومع الی بکر وعمر ومع عثمان
 علیہ السلام کی دوسری دعوت سے زیادہ رکھتا ہو محدث فی الاسلام کو اور یہ کہ غازی ہی ہے جسے سنانہ حضرت عامر الدوبیری نے ارشاد کیا
 قال سمع احدا منهم یقولون فلا تفلحوا اور انہ صلعت قفل الحدیث رب العالمین انتہی اور جواب اس قسم کی
 کہ تو نہیں جانتے کہ کیا اور نہیں کہ کلام تم کو نہیں کہنا اسکو اور یہ غازی ہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا
 روایت کیا جو سیف الاسلام میں لکھا ہے کہ غازی اور غیر غازی میں فرق ہی اسکو چلکے غازی میں ہیست اور وقت شارع

کی طرف سے اچھا سو محض بوج ہی اسکو چلکے بطرح فوقیت اور ہیست مخصوصہ غازی میں بغیر شارع کی ثابت نہیں
 ہوتی اس طرح ہر دو میں میں سمجھ لینا چاہی جو افعال قبل عبادت کے ہیں اور میں بغیر شارع کی وقت مقرر کرنا
 اور تخصیص کرنا خطا ہی علامہ زبیر صاحب کرم فی نقطہ دعوت ہو چکی سبب ان چیزوں سے منع فرمایا یہ کہ حدیث

ان چیزوں خاص میں منع ہی اور کہ احداث درست ہی یہ تفرقہ ہی محض غلط ہی تیزی فی عمارہ بن سبجہ

نقل کیا کہ ابن کثیر مروان خطبہ پڑھتا تھا اور بنی ائمہ وعامین اٹھاتا تھا فقال عمارۃ فوج اعدا تلین البدین
 پس کہا کہ عمارۃ عمارۃ عمارۃ کہ خدا یا ان دونوں

نقصہ تلین اقدار است رسول المد صلعم وانیہ علی ان یقول کہذ وانشاء ششم بالسبابة سجاری اور
 انہوں کو کہہ دے جو تہ میں بیٹک دیکھا جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خطبہ پڑھتے اور میں زیادہ کرتی تھی اس بات پر کہ انہوں نے

مسلم فی ابن عمری نقل کیا عن جھض بن عاصم قال کنت مع ابن عمر فی سفر فقلی بنا رکعتین ثم انصرف
 اس طرح اور انہوں نے کیا ششم نے گفت نہادوں اخص ابن عاصم کہتے ہیں کہ تہ میں ابن عمر کے ساتھ ایک مسقر میں بنی غازی اور کثرت

فانکلی علی حشبتہ فرارنا ساقا ما فقال لی ما تصنع مولانا قال قلت سبحون قال لو کنت جانا
 اور کہہ دے یا ای وہ کی کڑی پر اور دیکھا انہوں نے تو میں کو کڑی ہو گئے مجھے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں جیسے کہ کہ یہ لوگ نقل ہے کہ

لا تمیت صلوتی یا ابن اخی صحبت رسول المد صلعم حتی یصلہ ثم زد علی رکعتین ثم قال لقد کان
 ابن عمر کے ساتھ کہ لو میں نقل ہے انہوں نے غازی بنی غازی نے کثرت ای جیسے کہ مجتہدین راہیں مگر خدا صلعم کی بات کہ انکا انتقال فرمایا نہیں زیادہ

فی رسول المد اسوۃ حسنۃ صاحب غنی جو نقل کیا ان عبد المد بن عمر کان بری ابن عبد المد بن قفل
 کہ تہ میں جو کثرت بربر کہہ ہی تھامی وہ علی اتباع مولد مدین ہنری عبد المد بن عمر کہتے تھے یا بچے عبد المد بن قفل پڑھتے سفر میں اور

فی الشرح لا یکنی علیہ تسوفا فی ہاری دعا کی نعتیں مدم انکار عبداللہ بن عمر کا جائز ہے اس سے پہلے کہ
 کسی شخص نے نقل فی الشرح کو مستند جانتی تھی اور انکی بیٹی بھی اسی قسم کی لوگوں بن ہوں کہ نہ سہل
 مختلف فیہ تھا اور بعض حکماء خلیفہ مخالفت میں انکار لازم نہیں آتا اس جہت سے کچھ کشتہ نہ تھی ہمنما و جہا
 لیکن جن شخص بن ہا صم سی جو انہوں نے کہا اس صاف معلوم ہو تاہی کہ انکی نزدیک یہ فعل اچانہ تھا اور
 رہا تبین بھی انسی کتب حدیث میں منقول ہیں منسی معلوم ہو تاہی کہ انکی نزدیک یہ بات مضرت
 تھی کہ وہ بات سنت ہی ثابت نہ ہو سکے مگر ناچاہی لیکن اس قسم کی مسائل کے جس طرح فقہین ہی متکلم
 ہوتا قابل انکار اور ملاست نہیں ہوتی اور جو کوئی اہل سنت و جماعت کی طرف نسبت اس امر کی کرے
 حضرت مخالفین کرتی ہیں کہ ہر چیز میں جو مختلف فیہ بین الایہ میں یہ لوگ نسبت نکالت کرتی ہیں
 بعض غلط ہیں چند ابلیس تبیین ہی کہ ابن عمر کی ایک قوم کو کیا کہہ سیکھ سنوں فجر کی لیٹ گئی یہ
 ابن عمر کی ایک قوم نے کیا انہوں نے کہا کہ ہم ان سے کچھ انعام کا کرتے ہیں ابن عمر کی کہا کہ اوشی کہہ دے کہ بہت
 ہی اس روایت صحیح معلوم ہو تاہی کہ عبداللہ بن عمر کی نزدیک جو چیز بدعت تھی انکی ماعل کو اور انکو
 اچانہ نہیں جانتی تھی صاحب جمع الاسلام نے جو اسکا حوالہ دیا وہ بہت ضعیف ہی اس واسطے کہ اگر بعض علما
 کی نزدیک یہ فعل فرض ہو تو یہ کچھ مفید دعا مخالفین نہیں اس واسطے کہ کلام اسباب میں ہے کہ حضرت
 کی نزدیک جو چیز بدعت ثابت نہ تھی اور سکودہ بدعت اور بڑا جائز نہ تھی اہل بدعت کی طرح بدعت تھی
 کہ اسکی مخالفت نہیں کی اور میں کیا قیامت ہی اور یہ جو صاحب سیف الاسلام لکھا ایں از ہم تا بدعت

[illegible]

من المحیط لا یکبر الا قدر بالامام فی النواقل مطلقاً نحو القدر والغائب ولیلیہ نصف شعبان و
 نہیں ہے اتقد الامام کا نوافل میں مطلقاً مثل غائب کہ اور غائب اور غائب غائب شعبان وغیرہ میں اس واسطے کہ مسلمانان
 نحو ذلک لان مارا المسلمون حسناً فہو عند احمد حسن خصوصاً اذا استقرت فی البلاد والاصار لا
 کو مستحسن جانے میں وہ خدا کا نزدیک ہی بہتر ہوئی ہے خصوصاً جب رائج ہو جاوے وہ بلاد اور اصار میں اس واسطے کہ عرفہ رائج
 العرف اذا استقر منزل منزلة الاجماع وكذلك العادة اذا استمرت وکثرت وفي اکثر بلاد الاسلام
 ہو جاوے تو قائم مقام اجماع کی ہوتا ہے اور کہ یہی ہے عادت جب غور شد ہو جائے ہے اور اکثر بلاد اسلام میں ہر جہے میں صلوة وغائب
 الغائب مع الامام وصلوة لیلیۃ القدر ولم یثبت ان البنی صلے لیلیۃ نصف شعبان ولیلیۃ
 امام کہ مساندہ لیلیۃ القدر کو طاکہ غیر مشہد ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ماہ کو شب نصف شعبان اور صلوة وغائب قدر
 الغائب القدر مع الجماعة ومع الکلیۃ المؤمنون فی اکثر اصمار المجتہدین وبلادہم ومارا المسلمون
 جماعت سے اور اور جو کچھ ہر مجتہدین اس کو مسلمان اکثر بلاد و اصمار میں ہر جہے میں اور جو کچھ مسلمان ہر جہے میں وہ مذکور نزدیک
 حسناً فہو عند احمد حسن الخجائی غور ہی کہ جو دلائل مجوزین مولد پیش کرتی ہیں وہی دلائل مجوز
 ہی ہر جہے میں
 اس غمان کی بنیان کرتی ہیں مثال حدیث مارا المسلمون حسناً و عرف وغیرہ کی باوجودیکہ علی کجی از اوقفا
 مدینہ اور فضلاء متقدمین اور متاخرین برابر اربعہ اسکی عدم جواز کی قائل ہیں اگر کوئی شبہ کری
 کذوی وغیرہ کی جو منع ہیں غازی کیا ہی سو اس واسطے ہے کہ حدیث شریف میں نہیں شخصیت صاحب
 سی آئی ہی اور اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ جمیع شخصیت ہر ممنوع ہو جاوے جواب اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی
 منی سی یہی کہ خاص اس غازی کی واسطے ہی وارد ہوئی ہے سو یہ بات تو محض غلط ہے اور اگر
 مراد یہ ہے کہ اس حدیث میں شخصیت یوم جمعة اور شب جمعة ہی مخالفت ہی اور یہ بات صلوة وغائب
 میں باقی جاتی ہے نہ جواب اس کا یہ ہے کہ منع شخصیت یوم جمعة اور شب جمعة سے اس واسطے ہے کہ
 اپنی طرف سے آدمی شخصیت اور شرعیہ میں نہ کری اور ہی بات ابد بدعات میں ہی باقی جاتی ہے
 وہ بھی ممنوع ہو جاوے گی اور اگر یوں کہو کہ فقط یوم جمعة اور شب جمعة کی شخصیت تو منع ہے باقی اور

کی تخصیص جائز ہی تو یہ بات محض باطل ہے اور قابل التفات نہیں جب کہ تخصیص قوم مجبور و شیعہ جو
 کہ فاضل بن ابی ایوب بن جائز ملہوئی تو ان کو دن اور رات کی تخصیص بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگی
 اور یہ دن و رات کی نہ بیکسے موقوف قابل نال ہی کہ جو اس حدیث سے اس نادر کو منع کرتے ہیں جیسا کہ
 شرح منہ وغیرہ سے گنتہ اور جو بعض شراح نے تو جہین کی ہیں وہ مفید اس مدعا کو نہیں ہیں اور
 توجیہ صحیح یہی ہے کہ تخصیص انہی طرف سے دین میں کرنا غیر مشروع ہے جیسا کہ بہت بات معلوم ہوئی
 اور آثار صحابہ اور فقہاء محققین کے اقوال سے ثابت ہوا کہ جو چیز محدثی الدین ہو غیر دلیل کی وہ
 مقبول نہیں چنانچہ مسند بخاری میں علامہ سعد الدین بن قسطلانی نے شرح مناقب میں کہا اور ان غیر
 الدین البیرونی المذمومہ ہو الحیث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابہ والتابعین ولا یقبل
 بیانات مذکورہ وہ عاصی القدر ہے جو حدیث صحابہ کے تابعین میں پایا جائے اور کسی دلیل سے قیادت نہ کرے
 علیہ الدلیل الشرعی اتم ثواب ہم مخالفین سے جو چہی میں کہ آپ صاحبوں جو صدائے دعوت مثل مولد
 اور قیام مولد اور رسوم اور رسم اور حکم اور گیارہ میں سپر ان سپر وغیرہ کو جائز کر رکھا ہی اور ایسی
 کریمین مخالفین سے زیادہ اہتمام کرتی ہو اور ان افعال کے منکرین کو کڑا کشتی ہو یہ امر کو یہ قابل قبول
 ہوگا اور یہ بات ہی یا درکنی کی قابل ہی کہ بعض مخالفین درمختار وغیرہ کتابوں فقہ بعض
 بدعات کا حجاز مثل تسلیم بعد الاذان اور ایسی ہی اور کتابوں سے مثل عامہ میت اور تلفظ نہایت
 اور تکبیرات شرقی بعد نماز عید اور غریب یعنی وقوف تشبیہاً باہل العرفان اپنی محرمات کی تائید میں
 سند لانی میں جو یہ چیزیں قطع نظر اسکی کہ فقہانی منع سے لکھی ہیں جو کہ مولد شرعی سے ثابت نہیں

اسو اسطی ہمارے نزدیک غیر شقول ہیں اگرچہ بعض فقہاء ان چیزوں کے مجوز ہونے اسواسطیکہ معیار
 معرفت حق و باطل کتاب و سنت اور اقوال صحابہ ہیں لہذا جب ہم آثار صحابہ سی ہیہ بات ثابت کر چکی
 کہ جو محدث فی الدین ہی قابل عمل نہیں تو اس قول ان لوگوں کا راجح ہی جو اونی بقول فعل
 صحابہ ہی اور احادیث ہی ہو اسی قول کی بین اخراج شیخان عن عائشہ رضی قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم قالینہ سے روایت کی کہ کہ وہاں رسول خدا صلعم نے جو
 صلعم نے احداث فی امرنا بنا ابس منہ منورہ اور ہی بخاری اور مسلم فی اخراج کیا من عمل عملائیں
 شخص کہ اچھا کرے ہمارے اس میں وہ چیز کہ لوں سے نور و نور و نور
 علیہ امرنا منورہ و البیضا قال صلعم کل محدثہ بدعتہ و کل بدعتہ الا خیرہ البود او و والہ ناری و
 جس پر مارا کہ نہیں ہے وہ منورہ اور ہی بنا کر صلعم نے کہ ہی چیزوں میں بدعت ہی وہ بدعت گروہی روا کیا کہ
 احمد و ابن ماجہ و البیضا قال صلعم شر الا بعد محدثنا ابس جو شخص کسی چیز کو کہ محدث فی الدین
 ابو داؤد و ترمذی اور امام احمد و ابن ماجہ فی اگر یہی فرمایا کہ ہی بس کاموں سے بدعتیں ہیں
 وہ عبادت سمجھی اور اسکو جائز کسی وہ خاطی ہی اور بعض اشخاص جو یہ کہتی ہیں کہ ذکر خلفائے
 اور عین شریفین آنحضرت صلعم کا خطبہ میں کرنا بدعت ہی تو چاہئے کہ ناجائز ہو جواب اسکا یہ کہ
 یہ امر اجماع سی ثابت ہی اور خود آنحضرت صلعم فی ان لوگوں کی تعریف خطبہ اور غیر خطبہ میں
 فرمائی اپنی بدعات کو اس پر قیاس کرنا محض خطا ہی ہے کہ ضبط اور حصر ان امور کا جو محدث فی الدین
 میں اور دلائل شرعیہ سی ثابت نہیں متعذری اسواسطی ہم ایک قاعدہ جو مفید و تمامی
 بدعات ہونیان کرتی ہیں انہیں سجات بہت سی بدعات ہی ہی کہ بعض فقہانی بدعات جائز
 کہہ دیا ہی وہ قاعدہ یہی کہ جو چیز ایسی ہو کہ باوجود مقتضی اور عدم مانع کی زمانہ آنحضرت صلعم
 میں نہ پائی جاوی وہ چیز بدعت اور ضلالت ہی اور اسی طرح جو چیز ایسی ہو کہ باوجود مقتضی اور

عدم المانع کی زمانہ صحابہ آنحضرت صلیم علیہ وسلم صالح میں شاپی جاویں وہ بھی ایسی ہی ہی مجالس اللہ پر
 میں ہی واما ما کان المقصود فی فعلہ فی عمدہ علیہ السلام من غیر وجود المانع و مع ذلک لم یفعلہ علیہ
 السلام و لم یحس علیہ علم لیس فیہ صلوة بل ہو بدعت فقیہہ سبک الاذان فی الیہ فائدہ لما احمد
 لصلوة

و دعا الخلق الی عبادۃ اللہ فقیاس علی آذان الحجۃ او یضل فی العورات الی من جملتها و اذکر
 دعوت خلق ہی عبادت اللہ طرفہ نہیں کیا جاتی آذان جبہ ہوا کہا جائے کہ داخل عورت ہی مسجد ہو سکے زمانہ نبوی کا ہے کہ
 الیہ ذکر اکثر اوقولہ و حسن قولہ من فی عالی المد لا کن لم یقولوا ذلک بل قالوا کما ان فعل ما
 ذکر کرتے تھے ان کے کتبہ لہذا ذکر کرتے تھے ہر قول میں اس شخص سے کہ بلا مانع طرف مذکور نہیں نہ کہا دونوں کے اسباب
 علیہ الصلوۃ و السلام کان سنتہ کہ نہ لک ترک ما ترکہ علیہ الصلوۃ و السلام مع وجود المقصود فی عمدہ
 جبکہ کہا کرتے تھے کہ جو طرح کرنا ہو کرنا کرنا ہو کہ آنحضرت صلیم علیہ وسلم نے یہ دعوت کی
 المانع کان سنتہ ایضا فائدہ صلعم لما امر باذان الحجۃ و من العبد کان ترک الاذان فہما سنتا
 تہون مقتضی عدم ما ترکہ ترک کیا ہوتی ہے اس سبب سے آنحضرت صلیم علیہ وسلم نے جب حکم کیا ہونے چاہیے کہ نہ ہو دینا ترک اذان کا کوئی
 شاہ عبدالغفر صاحب رجوع الشیخین من لکما امام حجة الاسلام غزالی و احوار العلوم و

دیگر کتب خود بعد تقریر طویل ثابت کردہ کہ ہر بدعتی و عبادات بدعتیہ مخصوصہ مثل صوم و صلوة و زکوۃ و
 غسل طہارت تو پیدا فرمائیے ہر سنیہ است بدعتیہ مبایعہ خصوصاً عبادات است مثل سختن ملا و شادی

و مانند آن و بدعت حسنہ و عبادات مایہ مثل بنامی مدارس و خانقاہات آما و عبادات بدعتیہ
 پس بدعت نمی باشد مگر بدعت سنیہ الی ابن قال و عن الاستقرار لا توجد نیک البدعہ غیر

فی العبادات البدنیۃ المحضۃ كالصوم والصلوة وقراءة القرآن واصناف کل منہا بل لا یكون بدعت
 بدعتیہ محضہ من مثل ما ذکرنا و قرآن ادبہ لیک صفت کہ گنہگار ہوتی بدعت ہی چیزوں میں جو سنیہ کہ اس سبب سے کہ ان کے
 فیہا الاستیۃ لان عدم وقوع الفعل فی النہی الاول لیس بالعدم الحاجۃ الیہ او لوجوب
 اس فعل کو ایہ کہ نہ کرنا واجب ہو کی نہ تھی
 بل کوئی ایہ کہ نہ کرنے سے مانع نہ تھا یا وجہ اس کے کہ

ہر دفعہ الطاعون اسو سلیکیم و با ادرام ان میں طاعون ہی داخل ہی بہت سی مثالیں مخالفین
 کتابوں نقدی جواز مولدین ایسی نقل کرنی ہیں کہ فاس اور کمال مولد پر قبایس مع الفارق ہی مثل تلخ
 اور عارف طاعون اور طبی ہی تلفظ بہ نسبت کہ بحث اجتماع زبان اور دل کے بعض علمانی تجویز کیا اور
 سوائے درج ہی اور ان چیزوں کی بہت تعداد ہی ایک کا جواز مستلزم جواز نائی کا نہیں ہے
 غریب محقق کی موافق ان چیزوں میں ہی کلام ہی اور حیب ہم آثار اور احادیث سے ان لوگوں کے
 مذہب کو کہ جو فاعل اسباب کی ہیں کہ جو چیزیں برکت نشان جناب آنحضرت مسلم اور اصحاب کرام
 اور ابوبکر عظام میں ہو اور دلالت شرعیہ مجوز اس امر کی ہو تو وہ بات غیر جائز اور ممنوع ہے
 ثابت کہ چکی جواب دہنی ہر بات ہوں اور سب کو قتل غیر جائز تصور کر لیا اگرچہ بعض کتب میں کہو
 جائز لکھا ہو اب دو تین عبارات ان علماء کی ہی نقل کئے ہیں جو مائع مولد ہیں۔ علامہ تاج الدین غلیانی
 البیرونی الکلام مع علی المولود میں بخبر قرطانی میں اور وہ وہ شخص ہیں کہ خود جناب الدین مولیٰ لکھو
 مستند جانتی ہیں اور اپنی کتابوں میں اور نسی سند لائے ہیں قال رحمہ اللہ لا اعلم المولود اصنافی
 کتاب ولا سنہ ولا منتقل عام عن احد من علماء الامم الذین ہم القدوة فی الدین ^{نہیں جانتے ہیں اس مولد کے} کتابوں با تبار
 قرآن اور حدیث اور سنین نقل ہے کہ نامہ لکھی ہے علمی بہت کی تہی ہو کرنا ہے جو جہودی دین میں اور شک میں آتا دقت
 المستقر میں تلخ جو بدعت احدیہ البطلان پر مشورہ فقہین نے کہا لا کالون بذلل انا اور نا غلیما
 کہ مولد بدعت ہے کہ کمال اسکو کہنا خون کی اور یہ ہر نفس کا اور وہ کہلے کہنا تو ان نہ اس بدعت دلیل کی یہ کہ اور
 الاحکام الخمسة نقلنا الزمان کیون واجب او مند و با او مباح او مکروہ او محرک و کیس
 یا جنہ او کلام شرعیہ کو پس کیا ہے مولد کا کیا وجہ یا مستحب یا مباح یا مکروہ یا حرام یا واجب تر ہے نہیں
 یا واجب اجماعا ولا مند و بالان حقیقتہ السند و بالطلبہ الشرع من غیر ذم علی زیادہ و بذام یا ان
 بالاجماع و مستحب ہی نہیں ہو سکتا اسو سلیکیم و سب کو کہتے ہیں کہ کتب شرعیہ میں کہ مولد کے نزدیک جائز ہی نہ اور کہ
 فیہ شرع و لا فعلہ الصحابہ و التابعون الشرع من قول فیما علمت و ہذا جوابی عنہ بدین یہی اعدان
 جس کتب میں کیا اور بار کی دہن میں نہیں کیا ہی اسکو صحابہ و تابعین نے جو بدعتی دینی اور یہی جواب ہے حاکم نے لکھا ہے

سنة ولا جائز ليكون مباحاً لان الابتداء في الدين ليس مباح باجماع المسلمين فلم يبق الا ان يكون
 جوازاً جائزاً او مباحاً في الدين هو كذا او لا يكون في الدين مباحاً من حيث باجماع المسلمين لم يبق من حيث باجماع المسلمين لم يبق
 مكره ولا حراماً وحاشا ليكون الكلام فيه في فصلين الخ شيخ ابو عبد الله ابن الحاج في كنه المستند
 حرامه
 اور مفسدین ہوں گے کلام مولانا غفرلہ میں درویشوں کو امن کا

جلال الدین سیوطی کہ ہیں کتاب مدخل میں کہ نہایت عمدہ کتاب ہی لکھا ہی و من جملة ما حدثه من البدع
 اور سخیوں میں بدعت جگہ کو گونے

من اعتقادهم ان ذلك من اكبر العبادات وانما الشعائر بالخلق في شهر الربيع الاول من المولد
 ايجازاً اور باجماع ان کے اعتقاد کرنے میں کہ وہ کچھ عبادت و شعائر ہیں وہ چیز ہے کہ گونے میں اور کوئی نہ سہج الاول بن یعنی مولیٰ
 وقد احتوی ذلک علی بدع و محرمات الی ان قال ذلک لمفاسد مترتبة علی فعل المولد اذا عمل
 بغير ما لا حکمہ متفق ہے بہت ہی بدعات و محرمات ہیں مولیٰ پر بیان مناسک کہنا کہ سب مرتب ہیں مولیٰ کو گونے پر جب اس کو راگ
 بالسمع فان خلا منہ و عمل طعام فقط و نوحی بہ المولد و دعی الیہ الاخوان و سلم من کل ما تقدم
 سادہ کریں اور اگر راگ ہی خالی ہو اور فقہ کا کیا جگہ کو گونے میں مولیٰ کی ہوا اور سوا سلی اپنے ہاتھوں کو بٹکا اور کوئی شے
 ذکرہ فهو بدعة متفقہ فقط لان ذلک زیادة فی الدین و بس من عمل السلف المائین
 جگہ کو گونے کا بھی جاری نہ ہوگا ہر گاہ کہ نہایت کلمہ سوا سلیکے ہر یاد دہانی کے لیے ہے اور غنیمت ہے عمل سلف ائمہ سے اعتقاد
 و اتباع السلف اولیٰ و لم یقل عن احمد منہ انه نوحی المولد و نحن نتبع السلف فیہما ما و سہم انتہی
 مولیٰ ہے اور غنیمت نقل کیا گیا کسی شخص سے سلف میں کہ وہ مولیٰ کی سنت کی ہو اور ہم اتباع سلف کا کہتے ہیں ہاں مولیٰ کو گونے کی گواہی ملے اور
 شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے کہ امام جلیل القدر مجتہد وقت تھے صراط مستقیم میں لکھا و

کذا لک ما احدثه الناس امامنا بالنصارى فی میلاد عیسیٰ علیہ السلام و اما محبة للمعنی صلحہ و
 البیہودہ و اجماعاً و کما ہی یوسفہ و انہ بالقدس ما بہت نصاریٰ کے مولیٰ حضرت عیسیٰ میں اور باجماعی محبت اور تعلیم ہی کے اندر عیسیٰ کے
 تقطیعاً و اندھ چشم علی ہذا لمحبتہ و التظیم باجتماع فی الاتباع الا علی البدع من اتخاذ مولیٰ المعنی
 عا لکمرہ و کافہ کیا ہی نہ تھا ان کے گونے کو محبت اور تظیم ہو گونے کا علم پرانہ کو کوشش کر کے کہ کوئی اتباع میں نہ ہو شوق پر مثل مقرر کر کے مولیٰ کی
 صلحہ عیدار مع اختلاف الناس فی مولدہ فان ذلک لفحکہ السلف مع قیام للیقین لہ و عدم المانع من
 صلحہ کو عیدار و اختلاف آدمیوں کے عمل مولیٰ میں اور سلیکے نہیں کیا و کو سلف نے مع بائے جائے مقتضی مولیٰ کے اندر اپنی جائے
 ولو کان ہذا حیزاً محضاً و ارجحاً لکان السلف رضی اللہ عنہم احب بہ منا فانہم کانوا اشد محبة لرسولہ
 اگر وہاں ہر شخص ہر جہان جبرائیل امین پر تا تو ہوں سلف رضی اللہ عنہم احب بہ منا فانہم کانوا اشد محبة لرسولہ
 صلحہ و تقیماً لہ منا و ہم علی الخیر حرص و انما کمال محبتہ و التظیم فی متابعتہ و اتباع امر و احیاء سنتہ باطناً
 صلحہ کی اور زیادہ تظیم کر کے ان کے بہت ہمارے اور وہ خیر کرنے پر عین بھی راہ میں ہوں اور سوا اسکے نہیں کہ کمال محبت اور تظیم اخفرت کے اور بھی
 ظاہراً و ضمناً بعث بہ و اجماعاً علی ذلک بالقلب و البیان فان ہذا طریقہ السلف الاولین
 مایلت اور اتباع امر و احیاء سنتہ ان کی میں ہی باطناً و ظاہراً اور بیانی میں احکام دین اور کوشش میں اپنے قلب سے اور ہر گونہ کوشش
 من المہاجرین و الانصار و الذین اتبعوہم باحسان و التزموا لارادین سجدہم حراساً علی امثال ذلک
 زبان ہی ہوا سلیکے ہی سلفین اولین و مہاجرین و انصار کی اور مولیٰ کو گونے کا کہ متبع اور گونے میں اور گونے اور گونے کو گونے کا گونے

مع العلم فيها حسن النقص والاجتهاد الذي يرجى به المشيخة نجد في امر الرسول راغبنا هاهنا
 راجع به بعض
 بالمشايخ اذ فيه حضرت الامام رباني مجد والفقهاء الكبار اولياست حتى انجي كنوبات من خزانة فرما
 بين صغيفه التفات ارسوی کرم نامزد این حقیر ساخته بدند بوصول ان متعجب و سرور گردد
 خیر اکم الله سبحانه خیر الانراج یافته بود که اگر چنانچه مبالغه در منع سماع متضمن منع مولود که عبارت از فصاحت
 نعت و استعار غیر لغت خواندن است نیز بود آخری مغزی میر محمد نعمان و بعضی یاران اینجا که در واقع
 آنحضرت را صلح دیده اند که ازین معرکه مولود بسیار راضی اند به نهایت که شنودن مولود بی شکل است
 متحد و اگر وقایع را اعتبار بود و بر مناسبات اعتبار باشد مریدان را به پیران هیچ احتیاج نباشد
 و التوام طریقی از طرف عبث می افند چه هر مرتبه موافق و قانع خود عمل فرموده کرد و مطالبی مناسبات خود
 زندگانی خود نمود آن وقایع و مناسبات موافق طریق پیر باشند یا نباشند و مرضی او بودند یا
 نبودند برین تقدیر سلسله پیری و مریدی برهم منجز و و هر لول الهوی بوضع خود مستقل میگردد و
 مرید صاوف نیز در وقایع را با وجود پیر به نیم چون خرد و طالب رشید بدولت حضور پیر مناسبات را از
 اصغاث احلام می شمرد و هیچ التفات بآنها نمی نماید بشیطان لعین دشمنی است قوی منتهبان از کباب و
 این نیست و از مکر او در میان و در زان انداز مبتدیان و متوسطان چگونه غایت نانی الباب منتهبان
 محفوظ اند از سلطان شیطان مصئون بخلاف مبتدیان و متوسطان پس وقایع ایشان شایان اجتماع
 و از مکر دشمن محفوظ نبوند الی ان قال بنظر انصاف برینند که اگر فرضا حضرت ایشان درین زبان هر
 دنیا زنده می بودند و این مجلس اجتماع منعقد میشد با باین امر راضی می شدند و این اجتماع را

[illegible]

هزار و دویست سال دارد و این روز را بآن روز چه اختار و کدام مناسبت در وعید الفطر و عید النحر
 برین قیاس بنیاد کرد که در آنجا ایام سرور و شادی سال بسال متجدد است یعنی ادای روز
 رمضان و ادای حج خانه کعبه و شکران نعمه التجدد و سال لیل فرحت و سرور نوپیدای شود و اینها
 ابعاد شرائع برین و هم فاسد نباشد بلکه اکثر عقلا نیز نوروز و مهرمان و امثال این تجدیدات و
 تغییرات آسمانی را عید گرفته اند که هر سال چیزی نوپیدای شود و موجب سجد و احکام میباشد و علی
 بن القیاس فحید به عید بابا شیخ الدین و تعید به عید خدیو و امثال ذلک مبنی بر همین و هم فاسد
 است از آنجا معلوم شد که روز نزل کایه الیوم الکملت لکم و نسیم و روز نزول وحی و شب معراج را
 چرا عید در مشروع قرار نداده اند و عید الفطر و عید النحر را فراداده اند و روز تولد و وفات پیغمبر را
 عید نگرفتند و چرا صوم یوم عاشورا که سال اول بموافقت یهود آنحضرت صلعم بجا آورده بودند
 منسوخ شد و این همه همین هر است که هم را دخلی نباشد بدون سجد و نعمت حقیقت سرور و فرحت
 نمودن با غم و ماتم کردن خلاف عقل خالص از مثل آب و هم است انتهای صاحب سیف الاسلام و غیره
 بعضی عبارتین مکاتیب حضرت محمد و کی پیش کرنی بن سواد و بن و در طرح سی کلام ای اول به که
 بعدی عبارت مکاتیب کی نقل نمین کرنی و دیگری ای که عبارتین بهاری مضر نمین آنحضرت
 محمد و خود اپنی مکتوبین قرانی این و دیگر بزم فقیر التزام متابعت سنت سنی است علی صاحبها
 الصلوة والسلام و الخیرة و اجناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنه و رنگ بدعت سینه
 احراز نماید بوی ازین دولت بگرام جلن او نرسد و این معنی امروز متعارف است که عالم در دنیا

سیف الاسلام سی ہندو رقص نقل عبارت بن حبیب ہی اور جلال الدین سیطی فی علامہ کمالی
 اور امام ابن الحاج کی کلام میں کچھ کلام کیا ہی سوا سوا قابل کے نہیں کہ اس کی طرف التفات کی جاوی
 اکثر بائیں کی محدثین میں آورد و مسلمین جو سیطی اور بن حجر بن کمالی ہیں اسکا حال ہم اوپر کہہ چکی جس
 شخص کو منظور ہوا کی طرف رجوع کری صاحب سیف الاسلام فی جمیع البحار سی سند سبب میں نقل
 کی وہ ہی مفید مدعا نہیں اسواسطی کہ عبارت منقولہ مجمع البحار میں ہرگز نہ امر نشانہ فیہ نہ کہ نہ نہیں اس
 اسطیج شیخ عبد الوہاب قسبی سی جو نقل کیا اس سے مجلس مولد مروج کا جو ترجمہ نکلتا ہے ہم
 کی اوپر جو اعتراض کیا وہ بھی منہی خطاب برہی عینی سی خود اسکا جواب نقل کیا فالوا انما ماروی عن عمر
 کرد ذلک فلا یخشى ان یتزعم الناس الصلوۃ فی تلك الموضع فیکل ذلک علی من یالی
 عری کہ وہ ما اہل سنن میں کہو یہ کی یہ اگر عرب کیا اسوں نے اسکا کلام نہ کر لکھتے ہی ہمارا ایسی سچک میں نہ ہوا کی
 بعد ہم و میری ذلک واجب و کذا یعنی للعالم اذا راعی الناس یحذرون التوافل التراما باشد
 نوں پر اوہد کی ایک اور جگہ یہ ہے کہ ذلک ایسی نام کر جب دیکھو کہ گزشتہ میں قول کا اثر ہم ہرگز نہ
 ان ہر شخص فیما فی بعض المرات نہ کہا لعلہذا لک نہ غیر واجب اس سے زیادہ کیا التزام ہو گا کہ
 دینی نوں کو مقرر میں منع ہے۔ چرکہ کہ عوام ہر جاوی کہ وہ واجب نہیں ہیں
 تارکین اور منکرین مولد کو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلافی میں اور جو عداوت تارک اور منکر مولد
 کے ساتھ ہوتی ہی وہ تارکین صلوۃ اور منکرین خدایہ اور رسول کی ساتھ ہرگز نہیں ہوتی۔ اور ابن الحاج
 کے کلام میں جو سیطی فی کلام کیا ہی وہ بھی محدود نہیں ہے اسواسطی کہ ہرگز دو وزن کلاموں میں ابن حاج
 کی تناقض نہیں اور صاحب سیف الاسلام سی ہی تناقض ثابت نہیں ہو سکا البتہ صاحب مدخل کا کلام
 اول قابل قبول ہونا یا نہ ہونا اس پر تائید کر و نہ سی جو یہ حضرت سند لانی ہیں سوا اسکا حال یہ
 ہی کہ وہ ان ذکر فیہ لحدت بطریق علت نہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہونا ہی کہ اس مدعا کا

تقی الدین ابن تیمیہ دمشقی شمس الدین ابن القیم اور شیخ ابو عبد اللہ ابن الحاج صاحب مدخل اقصیٰ شیخ
 الحاج الدین فاکانی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہم گئی ہیں اور انکی فضائل و کمالات اور
 علو شان و رفعت مرتبت اور بدلولی کی خواہا کہ برستند بن تمنا رہی محضند ہیں اور نہ بد و فساد اور
 کثرت عبادت و تقویٰ کی مقدر و معترف پس تم انکی قول کو اس مقام پر نہیں مانتی یہاں ہی ثابت ہو کہ
 تم بہت بڑی بزرگوں کی منکر ہو اور تم بن انصاف نہیں دو مری یہ کہ جن صاحبین کا مانتی یہاں
 ذکر کیا تم ہی انکی سب قول نہیں مانتی دیکھو حافظ ابن حجر عسقلانی فی مصافحہ بعد العصر کو بیعت
 لکھا ہی اور تغزیر کا اوسکی فاعل پر حکم کیا اور آیت شامہ تقلید کی منکر تھی اور اس میں نہایت فساد و کفر
 تھی اور بد اللہ علی الجاعلی کے معنی جو انہوں نے لکھی وہ تمہاری مخالف ہیں اور اس طرح بہت سی
 بدعات کا انہوں نے رد کیا ہی جو تمہاری نزدیک جائز ہیں آتش شیخ جلال الدین سیوطی اور ابن
 حجر عسقلانی قائل تصحیح حدیث ان اللہ خلق سبع ارضیں کے ہیں کہ تم ممنوع کہتی ہو اور یہ جلال
 الدین سیوطی اور صاحب سیرت شامی منکر معجزہ قدم شریف کی ہیں جو تمہاری نزدیک بمنزلہ ایمان ہی
 اور اوسکی منکر کو بہت برا جانتی ہو اور یہی صاحب سیرت شامی قیام مولد کو جو تمہاری نزدیک بہت
 بڑی چیز ہے بی دلیل لکھتی ہیں اور پھر سخاوی اور ابن جزیری اور ملا علی قاری شیخ محی الدین علی
 کی تکفیر کرتی ہیں اور یہ ابن حجر مکی اور ملا علی قاری عبد الباقی وغیرہ اسما جو تمہاری نزدیک جائز ہیں
 انکو ممنوع لکھتی ہیں اور سخاوی حضرت کی اسلام والدین کے منکر ہیں اور یہی حال ملا علی قاری کا
 بہر شیخ عبد الحی سوم کو بدعت اور حرام لکھتی ہیں حالانکہ تم اس کے قائل نہیں الغرض بعض اوقات ان

[illegible]

زین مشکوہ شریف میں مروی ہے اس پر کسی علم یکن شخص احباب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوا آزار دہ علم لغویوں
 لما یعلمون من کراہتہ لذلک یعنی کوئی شخص صحابہ کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر محبوب تھا لیکن
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی تحفظ اکثری نہوتی تھی بسبب بات کی کہ آنحضرت اس کثری ہونیکو مکروہ جانتے تھے

اور ایک روایت میں ہے خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکنا علی عصا فقامت لہ فقال لا تقوموا کماتقوا موالا عا جم
 یعنی بعضہم بعضا یہاں حدیث میں اس واسطی لکھی کہ بعض جاہل یا کم علم لوگ کہنے لگتے ہیں کہ جو لوگ کثری
 نہیں ہوتے ہیں اونی فلیخرجوا عنہم اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں تھی جو عاقل ہو گا وہ ان آجاوٹ کے

جان لیگا کہ تنظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قیام پر موقوف نہیں ہے جب اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عاشق
 و جان نثار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھو اکی حالت جات میں کثری نہیں ہوتی تھی پس نہ کہ قیام سی وقت ذکر تولد
 آنحضرت خاص مجلس مولد میں کیونکر عدم محبت کا الزام صحیح ہو سکتا ہے *

سوال ۷ مشکوہ کہ امت محمدی علیہا الصلوٰۃ بین تہتر فرقہ ہیں مسنا جاتا ہے کہ ان میں بہتر ناری ہیں اور بہتر
 ایک ناجی اور ہر ایک فرقہ والا کون ناجی کہتا ہے پس نفس الامر میں کون ناجی ہے ؟ جواب یہ ہے
 خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان فرمادی ہے چنانچہ مشکوہ شریف اور ترمذی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی
 فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہوگی وہ سب کے سب جہنم میں جاویں گے مگر ایک فرقہ صحابہ فی
 عرض کی بار رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہے آپ فرمایا جو میری طرف سے میری اصحاب کے طریقہ پر چلی حضرت پران پر

غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں وعن عبد اللہ بن زید عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان بنی اسرائیل افترقوا علی اصدی سبعین فرقۃ کما فی النار لا واحدۃ و ستتفرق امتی علی ثلاث و سبعین

من ضروریات الدین ان علم الغیب مخصوص بامد تعالیٰ والذی خصوص فی ذلک کثرت وعنده
 من زبیران دینی ہی کہ علم غیب مخصوص بامد تعالیٰ ہے اور کہیں اس بابت ہی میں اور اختلاف ہے کہ کون کون سے گنجینہ کی تین
 مقامات الخبیب الیعلیما الامور وعلیم مافی البر والبحر الایہ وان امد عنده علم الساعة ونیز الخبیب
 یا تبارک و تعالیٰ اور خیر ان کو بھی دین میں اور جو دیکھ میں ہیں ان کو بھی کہہ سکتا ہے
 الایہ فلا یصح غیر امد تعالیٰ ان نقالی لہ امد علم الغیب واما الما قبل عند رسول امد صلعم فی الخیر
 میں نے اس سے علم غیب کا اور انکار کیا ہے کہ جس حد تک میں نے یہ فرمایا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ عالم غیب ہے اور جو علم میں کما حدیثہ
 و فیما ہی اعلیٰ مافی الخیر علی قائلہ وقال وحی ہذا وقولی غیر ہذا و باجملة لا یحجز ان نقالی لہ
 یہ کہ رسول صلعم کہ جس حد میں میں نے اس میں اور میں نے کہہ کر دیا ہے کہ ہاں رسول اللہ انکے کئی فرمایا کہ جو حد میں میں نے
 امد الغیب الخبیب الامور الخبیب امد تعالیٰ جانے و طریق ہذا التعلیم اما الوحی او الالہام
 اور کہ جس حد میں میں نے کہہ کر دیا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں فرمایا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں
 عنہ میں سجلا طریق امد تعالیٰ علم الغیب اشہی اور وہ جو شامی فی فتاویٰ حجتہ سی نقل کیا ہی ولی حجتہ
 وحی جو انہ الامور ہی دیکھ کر میں نے کہہ کر دیا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں فرمایا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں
 ذکر فی المسقطات لا یفر لان الاشہار لغرض علی روح البنی صلعم وان الرسل یصلون
 کہ کہہ کر دیا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں فرمایا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں
 الغیب قال امد تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی علمہ اخرا الا من ارضی من رسول الایہ سورہ قاف
 فرمایا کہ امد تعالیٰ عالم الغیب ہے پس نہیں ظاہر کرنا اپنی غیب کہ جس حد میں میں نے کہہ کر دیا ہے کہ کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں
 اعتبار نہیں کہ اسطی کہ مخالف ہی وہ کلام جمہور محققین علما و حنفیہ کی کہ انہوں نے فی تصریح کما حدیثہ کریمہ کہ وہ حد تک میں نے نہیں

احوال نسبت آدمی با حق کفر و منکر از معبودین یعنی پرپرستان از زمره مسلمین در حق پران
 خود امداد دل و ثابت می کنند و در وقت احتیاج چنین اعتقاد و اینها استنانت نماید آنهم بعض
 این اعتقاد علی قاری کی عبارت لان روده صلح حاضر فی موت اهل الاسلام که شرح مشافین ہی الطریق
 دلیل بیشک کی این جواب او سکایه ہی که عبارت ملا علی قاری کی چنین ہی لان روده صلح حاضر
 فی موت اهل الاسلام حسب مقام بر ملا علی قاری کی یہ عبارت لکھی ہی بدون لفظ ایس کی اس
 مقام سی مناسبت نہیں رکھتی اور بعض سی و عبارتین پیش کی ہیں کہ لیکھا۔ طلب نہیں
 سمجھتے مثلاً کہتی ہیں کہ حضرت فی قریا علمت علم الاولین والآخرین اور یہ نہیں سمجھتے کہ جو علم
 اولین اور آخرین کا تھا وہ آنحضرت صلعم کو ملا نہ یہ کہ علم خداوند تعالیٰ جل جلالہ کا آبن معوس ہی ہے
 من اراد العلم فعلمہ بالقرآن فان فیہ خبر الاولین والآخرین وقال المنفی جمیع القرآن علوم الاولین
 وعلوم الاولین علم کا کرنا ہو کر چاہئے کہ قرآن کی حد تک وہ علم ہے جو اولین و آخرین اور کباری کے لئے تھا مگر علم اولین
 والآخرین حضرت عبادہ بن مسعود اور امام فزری شاگرد امام شافعی کی قول سی اس حدیث کے معنی ہی
 ظاہر ہو گئی اب یہاں ایک بات متوجہ ہو کر سن لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ
 علم غیب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو عطا ہوا ہی اور قرآن من موجود ہی خدا یظہر علی غیبہ اعدا الامن
 من سول بہر تم کہو فکر او سکا الخا کرتی ہے جواب او سکایہ ہی کہ اس غیب من کلام نہیں بہت سی غیب
 باتیں جم جی جانتے ہیں مثلاً حضرت امام محمد سی کا آنا اور نزول حضرت مسیح کا اور دجال کا آنا اور
 بہت سی چیزیں جو بہشت اور دوزخ میں ہو چکی کہ ہر جہلہ رسول اللہ صام کی معلوم ہو زمین میں تو
 ہماری قول کی ذاتی یہ لازم آتا ہی کہ ہم بھی غیب ان ہوا و بن قل اسکی سلامی ہو لی اور لکھنؤ

کسی استفسار کیا گیا تھا کہ ایسی شخص کی حق میں جو معتقد غیب دانی و اولیاء و انبیاء کا ہو کیا حکم ہی تو تمام علمائے
 کفر کا حکم کیا چنانچہ حضرت اہل اصفیٰ منع نہ اور غیر اہل اصفیٰ و سبب الموحدین میں یہ امر صریح ہے اور
 مفتی عبدالصاحب مرغنی فی اس مسئلہ میں لکھا الحمد للہ رب العالمین رب زدنی علما حیث کان ^{مفتی}
 مابعدہ ^{سبب اثر} ^{تائید} ^{میں} واسطہ اللہ رب العالمین ^{آید} ^{زاد} ^{مگر} ^{مکرم} ^{علم} ^{اگر}
 ماذکر السائل عنہم فکما انص علیہ عن الملا علی القاری نقل عن الائمة المحققین والکبیرانہ ^{مستغفر}
 اعتقاد لوگوں کا جو کہ اگر اس مسئلہ کو ان کی نسبت لبر حکم رکھا تو ہے جو کہ نقل کیا ہے ملا علی قاری نے اخیر حقیقت ہے ۱۲
 والیہ المرجع والمآب کتبہ المتقیر عبدالعزیز بن محمد المرغنی المفتی المحنفی بمکة المکرمہ کان اللہ لہا احسانا
 مصلیاً و مسلماً چنانچہ بدینہ المکرمین موجود ہی اور ثوارقی کہتے ہیں کہ جس پر مہر مولانا شیخ حسن بن
 الکتبی الحنفی جو مفتی مکہ معظمہ کی ہیں اور شیخ العلامہ کسیر الدین بالبلد الامین شیخ جمال بن عبدہ
 حنفی کہ محدث اور مفسر شہی ثبوت ہی اور شیخ صدیق بن عبدالرحمن کمال کہ مدرس ثانی مکہ کی ہیں
 اور سید حسین بن ابراہیم الکلی کی بھی اور سپر قوم ہی و فیہ اثبات العلم بما بالغیب الاموات و عباد
 اولاد میں ^{اثبات ہے علم غیب کا عموماً واسطہ اثبات کے لئے معتقد}
 و لک کہ کما صرح بہ العلامہ علی القاری فی شرح فقہ الکبیر حیث قال ثم اعلم ان انبیاء اللہ علیہم السلام
 انک کفر فیہ جبکہ تفسیر کی حد سے علی قاری نے شرح فقہ الکبیر میں یہ بیان فرمایا ہے کہ انبیاء اللہ علیہم السلام انک کفر فیہ
 لم یعلو المعصیات الا ما علمہم اللہ تعالیٰ اشیاء ما و قد صرح المحققینہ بالکفر باحتقاق وان النبی صلعم لعل الخیب
 ہر جا دیکھو تو کو اس تعالیٰ نے جو ان کو نصیحت کیا ہے حقیقت میں نہ کافر ہر جہاں کی اس اعتقاد سے کہ نبی صلعم چاہیں غیب کو مبین یا نہا کہ نبی
 اسی غما ما انتہی فلما کان حکم الانبیاء کذلک لما بال الآخرین و قال فی البدایہ من قال ان ارواح
 اور جب یہاں کہ انبیاء ما اس طرح دیکھو کہ مال اولہ تو ان کا تو کہتے اور بدینہ میں جو شخص کہی کہ ارواح متفاج کی یہ جہاں ہے
 المتشیخ حاضراً تعلم الغیب یکفر انتہی والحد علم جو لوگ بیت اہل فتووں پر وارد ہر جہت میں اور کجا
 اور غیب دان میں کافر ہر جہاں ہے
 کہ ایسی عقیدہ کو بلاشبہ کفر مجہنم ہے واسطی کہ جب بیدلیل باتو نہیں اور نہ کائناتی عرب کا کہنا اون کی نزدیک
 حجت ہی تو اس چیز میں کہ جواب دہل ہو کہ جو کفر حجت ہو گا تھا الفین ایک شبہ نہیں کیا کرنی ہیں کہ
 غیب دو قسم ہے پہلی ایک غیب مطلق ایک غیب اضافی غیب مطلق خدا تعالیٰ کی ذات کی سائنہ خاص ہی اور

کہ جو کسی خداوند تعالیٰ کی کوئی شخص غیب دان چنین اور جو کوئی شخص سوار خدا تعالیٰ کی کسی شخص کو
 غیب دان سمجھی وہ بڑا مدین ہی اور اہل سنت میں ہی نہیں شرح عقاید نسفی میں کہا ہے فی الجملہ تعلیم
 بالغیب امر قفر وہ البس بجانہ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ اولیٰ الہام بطریق العجۃ او الکرامۃ لوالی الامر
 البیہ فی حقہ بحدیث معتبرہ و کوئی فریاد نہ ہو کہ جو کوئی شخص غیب دان کہے گا میں نے خود کو فریاد نہ کیا ہے بلکہ میں نے اپنے
 الی الاستدلال بالامارات فی ما یکون ذلک فیہ ولذا ذکر فی الفتاویٰ ان قول القائل عند رویتہ
 بقرآن مجید ہمارے ہاں ہذا اذ اب کی طرف اشارہ جس میں کہ یہ ایک وجہ اس کے واسطے بتا دیں کہ ہمارے ہاں ہذا
 بالذکر بلکہ مطلقاً علم الغیب الیہ لہذا ذکر فی الفتاویٰ اور شرح فقہ اکبر میں ہی وہ بالحدیث فالعلم بالغیب
 وکشفہ انکاد کہ یہ ہوا دعویٰ علم الغیب پر جو کہ ہمارے ہاں ہذا ذکر ہے
 امر قفر وہ بجانہ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ والہام بطریق العجۃ لوالی الامر اور اشارت الی الاستدلال
 بالامارات فیما یکون فیہ ذلک ولذا ذکر فی الفتاویٰ ان قول القائل عند رویتہ بالذکر القماری دایتہ
 کیونکہ مطلقاً دعویٰ علم الغیب لا بعلامۃ کفر اور کتب کلام میں مثل تحفۃ العاشریہ اور معرکۃ الارای
 کی صرح ہے کہ اہل سنت کی نزدیک علم غیب اور خبر ماکان اور ما یکون اللہ تعالیٰ کی خواہ اس سے جمعی
 اور رافضیوں کی نزدیک انہ میں ہی یہ بات پائی جاتی ہے *

سوال ۱۱ مثل حضرت رسول مقبول صلیم کی خالق بعض اگر چاہی تو او سب خلق کو رکنا ہی یا نہیں ؟
 اجواب بی شک حضرت حق تعالیٰ اگر چاہی تو خدا ہزار ہا مثل محمد صلیم پیدا کر دی اور دلائل و براہین
 اس مطلب کی بہت ہیں اجماع اہل اسلام کا یہ ہے اور جو کوئی اسکا منکر ہو وہ اہل ضلال میں ہے اور
 بہت علماء لوگوں کا فراموشی ہیں لیکن اسد بابک بموجب اپنی وعدہ کہ کسب کو عطا ہی نبوت نہ کرے گا قال اللہ تعالیٰ
 ما کان محمد ابداً من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی نہیں ہیں محمد صلیم و دون میں سے کسی
 باب لکیر رسول ہیں اسکی اور خاتم النبیین ہیں جو کہ آنحضرت صلیم کا خاتم النبیین ہونا منصوص صریح

آیت قرآنی ہی اور صحیح علیہ اہل سنت والہدایت بلکہ تمامی اہل اسلام کی نزدیک یہ اعتقاد ضرور ہے
 دین ہی بخلاف صورت اول کی کہ تہذیبی عرصہ سی او سین فیض الہدایت فی خلاف کیا ہے لہذا
 چند اہل امکان مثل کی بیان لکھی جاتی ہیں او کو یاد کر لینا چاہیے پہلی دلیل یہ کہ حق تعالیٰ فرماتا
 ہی و لستنبأ البعثانی کل قریۃ نذیرا فلتا طع الکافرین و جاہد ہم بہ جہاد اکبر اس آیت کا مطلب
 یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہرستی میں ایک بنی بھیجی پس نہ اطاعت کرنا کافروں کی اور مجاہدہ کرنا سائنہ ان
 لوگوں کی اس قرآن ہی مجاہدہ براہیں معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہی تو ہرستی میں ایک بنی بھیجے
 لیکن حق تعالیٰ فی سبب غیبت بی غایت اپنی کی کہ آنحضرت صلعم بہ تہی و دوسری بنی نہ بھیجا اس آیت سے اسد پاک
 کا کمال اقتدار و تصرف سمجھا گیا اور آنحضرت صلعم کا یہی نہایت خصائص و تقرب معلوم ہوا امام فخر الدین
 رازی فی تفسیر کبیر میں لکھا ہی خلاصہ و نہ کا یہ ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر ہم چاہتے تو بھیجتے
 ہر فریہ میں بنی مثل محمد کی لیکن ہم نے محض اپنی عنایت واسطی تعظیم اور احوال آنحضرت کی ایسا نہیں کیا
 وسیع عبارتہ ایضا دلیل دوسری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی واللہ علی کل شیء قدير و کان اللہ
 علی کل شیء مقتدر اور شک نہیں کہ مثل آنحضرت صلعم شیء ہی اس واسطیکہ مراو شیء سی یا نہ بکن
 اور صرح مقدوریت امکان ہی پس مثل آنحضرت صلعم داخل تحت قولہ تعالیٰ واللہ علی کل شیء
 قدير کی ہوگا اگر کوئی اعتراض کہی اور کہی کہ اہل سنت کی نزدیک شیء موجود کو کہتی ہیں اور مثل
 آنحضرت صلعم ہی موجود نہیں پس کیونکہ داخل تحت قدرت ہوگا جواب اس کا یہ ہے کہ لفظ شیء
 کا موجود اور عدم ہر اطلاق کا ہی تفسیر بپوری میں ہی والشیء نعم العام کما ان اللہ
 اللہ قدر عام ہے عام جملہ کے خداوند تعالیٰ

آیت قرآنی ہی اور صحیح علیہ اہل سنت والہدایت بلکہ تمامی اہل اسلام کی نزدیک یہ اعتقاد ضرور ہے
 دین ہی بخلاف صورت اول کی کہ تہذیبی عرصہ سی او سین فیض الہدایت فی خلاف کیا ہے لہذا
 چند اہل امکان مثل کی بیان لکھی جاتی ہیں او کو یاد کر لینا چاہیے پہلی دلیل یہ کہ حق تعالیٰ فرماتا
 ہی و لستنبأ البعثانی کل قریۃ نذیرا فلتا طع الکافرین و جاہد ہم بہ جہاد اکبر اس آیت کا مطلب
 یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہرستی میں ایک بنی بھیجی پس نہ اطاعت کرنا کافروں کی اور مجاہدہ کرنا سائنہ ان
 لوگوں کی اس قرآن ہی مجاہدہ براہیں معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہی تو ہرستی میں ایک بنی بھیجے
 لیکن حق تعالیٰ فی سبب غیبت بی غایت اپنی کی کہ آنحضرت صلعم بہ تہی و دوسری بنی نہ بھیجا اس آیت سے اسد پاک
 کا کمال اقتدار و تصرف سمجھا گیا اور آنحضرت صلعم کا یہی نہایت خصائص و تقرب معلوم ہوا امام فخر الدین
 رازی فی تفسیر کبیر میں لکھا ہی خلاصہ و نہ کا یہ ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر ہم چاہتے تو بھیجتے
 ہر فریہ میں بنی مثل محمد کی لیکن ہم نے محض اپنی عنایت واسطی تعظیم اور احوال آنحضرت کی ایسا نہیں کیا
 وسیع عبارتہ ایضا دلیل دوسری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی واللہ علی کل شیء قدير و کان اللہ
 علی کل شیء مقتدر اور شک نہیں کہ مثل آنحضرت صلعم شیء ہی اس واسطیکہ مراو شیء سی یا نہ بکن
 اور صرح مقدوریت امکان ہی پس مثل آنحضرت صلعم داخل تحت قولہ تعالیٰ واللہ علی کل شیء
 قدير کی ہوگا اگر کوئی اعتراض کہی اور کہی کہ اہل سنت کی نزدیک شیء موجود کو کہتی ہیں اور مثل
 آنحضرت صلعم ہی موجود نہیں پس کیونکہ داخل تحت قدرت ہوگا جواب اس کا یہ ہے کہ لفظ شیء
 کا موجود اور عدم ہر اطلاق کا ہی تفسیر بپوری میں ہی والشیء نعم العام کما ان اللہ
 اللہ قدر عام ہے عام جملہ کے خداوند تعالیٰ

یا به که آنحضرت صلعم کو پروردگار خاتم البیین مکر تا کسی تنگش کو خاتم النبیین گردنیا اور یہ بات
 بالاتفاق ہماری اور مخالفین کی ممکن تھی و ممکن ممکن و انما والا یلزم الا انقلاب من الامکان بالذاتی
 ممکن نہیں ہوتا ہے و انما لا یلزم الا انقلاب القلوب و انما لا یلزم الا انقلاب القلوب و انما لا یلزم الا انقلاب القلوب
 الی الامتناع الذاتی پس ثابت ہوا کہ خاتم النبیین نظر بامکان ذاتی اب بھی مقدور خباب باری ہی آورد
 یہ جو بعض استخفاف کنندہ ہیں کہ یہ امر متنازع فیہ نہیں چنانچہ افادات محمدیہ میں لکھا ہی خلاف واقع
 ہی اس واسطی کہ مطلوب اسبقدر ہی کہ مثل آنحضرت صلعم مقدور خباب باری ہی خواہ باعتبار
 جمع ہو خواہ باعتبار بدل آور یہ جو افادات محمدیہ میں لکھا کہ عصمت میں مماثلت اور اشتراک نہ ہو
 محض خطای اس واسطی کہ اشتراک در طرح بہ ہوتا ہی ایک بطریق جمع کے ایک بطریق بدل سے
 تکرر و طرح بہ ہوتا ہی ایک تکرر جمعی ایک تکرر بدلی اب دو زمین علیای دین کی سن
 لینا چاہئین شیخ سرف الدین سجلی انبیری اپنی مکتوبات میں فرمائی میں چون وعظمت و عزت و باری
 او نظر کنی ہمہ موجودات عالم را عدم بینی و چون بسلطان و قدرت او نگری ہمہ معدومات را موجودا
 یابی اگر خدا ہمہ ہر مخلقہ صد ہزار چون محمد صلعم بافرید و ہر نفسی از انفس الی شان مقام قوب تو سید خ ہر
 در جلال او ذرہ زیادت مگر دو اگر خدا ہر نفسی صد ہزار چون فرعون بافرید تا دعوی انار کہم الا علی
 کند در جلال و کمال او ذرہ کم نکرد و اگر خواہ ہر چہ بر سر زمین کافری و شرکی ہست در دریای
 رحمت غرق کند از صفت قہر او ذرہ کم نکرد و اگر خواہ ہر چہ در عالم نبی و ولی ہست ہر را و یک
 سلسلہ فقر کند و خالدا و مخلد اور عذاب الیم ببارد ای صفت رحمت وی ذرہ کم نکرد و انتہی امام
 محمد عزالی کہم بای سعادت میں کہنے ہیں پس پاک از عیون نبی است کہ علم اولی نہایت است و قدرت

جل را بآن راه نیست و قدرت وی بر کمال است که بهشت آسمان و زمین در قبضه قدرت و است
 و اگر همه را پاک کند بزرگی و باو شای او هیچ نقصان نبود و اگر صد هزار عالم دیگر در یک لحظه
 بیا فرید تواند و یک ذره از عظمت و زیادہ تشو که زیادتی را بآن راه نیست اورنجی که بهشت
 بر قدرت او بی نهایت است که آسمان و زمین و هر چه در میان است از جن و انس و جنات و نباتات
 اثر قدرت اوست و بر امثال آنها الی غیر نهایت قادر است پس چگونه روا بود که بسبب قدرت دیگری را

جزوی است دارند انقی آورام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرمائی ہیں و اما الشہان الامیہ نقض
 منج اللطف بالغف لانما يدل على القدرة على ان يعذب في كل قرية مثل محضر صلح نذر بر وانه لا
 كما في خبرنا انما هو جلد من جلد لا كذا في خبرنا انما هو جلد من جلد لا كذا في خبرنا انما هو جلد من جلد لا
 بالحقيرة الا لانه لا يثبت في كل قرية من جلد من جلد لا كذا في خبرنا انما هو جلد من جلد لا
 استبحر من جلد من جلد لا كذا في خبرنا انما هو جلد من جلد لا كذا في خبرنا انما هو جلد من جلد لا
 وبالنظر الى الثاني يحصل الاغترار انتمى او تفسیر زاهدی میں ہے اگر ما سجد استمی و سہر شہر و سہر

رسولی فرستادی چون تو تا پند او وی خلق را فرستادیم و تا بدین داون مخصوص گردانیدیم تا
 شرف ترا بودی انہمی اور سکا تیب حضرت یحییٰ متری میں ہی و گاہ گویند و لو شیئا البعثنا فی
 کل قرية نذیرا اگر ظاہریم چون تو در ہر دیہ فرستیم انتمی آورام فخر الدین رازی فی تفسیر کبیر میں خبر
 جگہ کہنا ہی کہ اگر اندکالی چاہی تو دس لاکھ عالم مثل اس عالم کی پیدا کردی پس جو شخص مکان
 مثل آنحضرت صلعم کا انکار کرتا ہی اوستی حقیقت قدرت پروردگار کو بخانا آب بعض دلائل اور
 شبہات منکرین قدر کے بیان کی جاتی ہیں پہلا شبہ یہی کہ حق تبارک و تعالیٰ فی قرآن مجید میں
 فرمایا و لکن رسول الله و خاتم النبیین اگر مثل آنحضرت صلعم کی ممکن ہو گا تو لازم آوے گا کہ ان کی

عز احمد اور کذب باری محال بالذات ہی جواب مسکا یہ ہے کہ کذب جناب باری عز احمد سبحانہ لازم
 آوے کہ مثل آنحضرت صلعم موجود اس عالم میں اور متحقق خارج میں ہو اور یہ ہم نہیں کہنے بلکہ
 متیقہ و مہربان مثل آنحضرت صلعم کا بیان کرنی میں اور اگر امکان ہی کذب لازم آوے تو جاہل
 کہ حق زیارک و تعالیٰ اس بات پر قادر نہ ہو کہ کسی کافر اور گنہگار کو جنت میں لچاؤے یا کسی صالح اور
 بزرگ کو عذاب کری حالانکہ یہ خلاف مذہب اہل سنت ہی اور یہی لازم آوے کہ ہم کسی شخص
 سے وعدہ سو روپیہ دینے کا کہ بن تو ہم کسی اور شخص سے دینی پر قادر نہ ہوں و ہر اہل بالبداہتہ اور یہی جو
 ہی کہ تمام علمای محققین نے کذب اصول اور کلام میں تصریح کی ہے کہ خبر اور علم باری موجب استحالة ذالک
 کی نہیں ہوتا مثلاً خدا تعالیٰ نے کسی چیز کی خبر دی تو یہ خبر دینا موجب اسکا نہیں ہوگا کہ اسکا خلاف

قدرت جناب باری میں نہ ہی شرح عقاید نفی میں ہے و تقریر و ادانہ لوکان جائز الما لزوم من فرض
 اور تقریر اسکی پھر اگر بایں ہم کہ تو لازم نہ ہوگا اور کتب میں
 وقوع محال ضروری ان استحالة اللازم موجب استحالة الملزوم تحقیقا المعنی الملزوم کہ وقوع لازم کذب
 سے محال اسامیکہ مرد و بیکہ ہر کہ استحالہ لازم موجب استحالة لازم ہونا تحقیقا المعنی الملزوم کہ وقوع ہونا کذب کلام الحق لازم
 کلام اللہ و محال و نہ نکتہ فی بیان استحالة کل ما یعلق علم اللہ و ادانہ و اخبارہ و لجزیم و وقوعہ و
 انکارہ و محال ہے لہذا یہ کہ حق باری محال نہیں ہوا کہ کسی کے متعلق ہے علمہ و ادانہ و اخبارہ و لجزیم و وقوعہ و انکارہ
 اتانہ لا یستلزم ان کل ما یعلق علم اللہ و ادانہ و اخبارہ و لجزیم و وقوعہ و انکارہ
 اسکا یہ کہ علم میں کہ نہ ہو کہ ممکن کہ وہ اس کے فرض وقوع محال لازم میں اتانہ و ادانہ و اخبارہ و لجزیم و وقوعہ و انکارہ
 الا متناع بالغير الا تری ان اللہ تعالیٰ لما اوجد العالم بقدرتہ و اختیارہ فہو ممکن فی نفسه
 عاقل و عاقل نہیں جانتا ہے تو کہہ تعالیٰ نے جو کہ عالم کو ہی قدرت و اختیار سے پیدا کیا ہے لہذا قدم اسکا ممکن نہ ہو کہ وہ
 الالبابہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المحلول عن علتہ الائمة و محال و الحاصل ان الممكن لا یلزم
 اتانہ و لجزیم و وقوعہ محال ہی علت تدرہ و لہذا محال ہے حاصل ہونے کے لئے فرض سے محال یا نظر الی ذاته لازم متناع
 من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاته و اما بالنظر الی امر تراکب علی نفسه فلما سلم انہ لا یستلزم محال
 ہے لہذا اعتبارہ نہیں محال ہی ممکن کہ مستلزم محال نہ ہو کہ مستلزم محال ہی
 انہی و لا یخرج الممكن عن الامکان لعل اللہ تعالیٰ من ذلک الممكن واقع لیس بواقع فان العالم مطا
 اور میں محال ممکن اسکا یہ کہ نہ ہو کہ ممکن واقع ہونا یا واقع ہوگا اسامیکہ علم ممکن معلوم کے ہونا ہے

المعلوم او سجدہ اللہ تعالیٰ باندہ واقع اولیس بواقع قال الاخبار کا لحظہ والا یقتضی علمہ و خبرہ تعالیٰ العبد
اور اس طرح خدا کا خردیہ سے ہی کہ یہ ممکن واقع ہوگا یا واقع ہوگا ممکن ہے چارچ نکلا کہ ہر سجدہ اخبار ہی نقل ہو کر پہل
و قوعہ ان کیوں ممکن تھا انتہی قاعدہ مسلم اصل اور کلام کا ہی چنانچہ مسلم الثبوت اور مستقیم
اور ضمیر اللہ تعالیٰ بدم وقوعہ ممکن مقتضی ہو سکتی ہو کہ ممکن متعجب ہوگا ۱۴
اور تفسیر میناوی اور شرح مواقف ابہری اور شرح خیر ابن ہمام اور شرح مختصر الاصول اور شفاء
و عجوبین ہی خلاصہ اس مضمون کا موجود ہی تو ایک شبہ منکر بن قدرت کا یہ ہے کہ امام محمد رضا
رازی فی تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ خلاف مقتضی اور معلوم الہی مقدور حجاب باری نہیں اور مثل
انحضرت صلعم کا ہی خلاف معلوم الہی ہی پس یہ ہی مقدور الہی ہوگا سو یہ بات ہی نہایت پوچ
ہے اس واسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہی کہ ایک مخالف کی بھی ہدایت یہ کہ ہدایت اس کی خلاف معلوم
الہی ہو اللہ تعالیٰ قادر بنووی اور سبط لازم آتا ہی کہ ایک محتاج غریب کیسے مالدار کرے پھر
حق تعالیٰ قادر بنووی اگر اس کی محتاج کی کیا ساتھ عالم پاک تعلق نہا چاہیہ کہ اکثر اشخاص قسم کی زبانیں
پائی جاتی ہیں اور تمام عمر محتاج رہ کر مر جاتی ہیں اور قطع نظر اس کی تمام کتابیں علم کلام اور اصول کے
خلاف پر ناطق ہیں اور خود امام فخر الدین رازی فی ہی تفسیر کبیر میں سخت اہم کریمہ و پوشنا
فی کل قرینہ تذیلا میں لکھا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ خلاف معلوم الہی مقدور ہی کیا مقتضی
آیہ کریمہ ان تعذبہم فانہم عبادک میں لکھا کہ ہمارے نزدیک اگر امہ چاہی تو اچھی لوگوں کو جہنم میں
لیجاؤ اور برون کو جنت میں انتہی ہتلا یہ کسی بات ہی کہ خلاف عقل اور نقل ان لوگوں کی قلم
اور زبان پر گذرتی ہی تو حاصل کلام امام رازی کا یہ ہے کہ حار یوں کے قول میں جو ہلہ استیض رکب
واروہی مراد اس استطاعت علی وجہ الحکمتہ نہیں جینکہ محترمہ جو قابل وجوب اصلح

کی چیز کہتے ہیں بلکہ اشاعرہ کی موافق اسکی یہ معنی میں جو امام رازی نے لکھی اور یہ مطلب نہیں کہ یہ بہت
 نفس العبرین صحیح ہی تاکہ خلاف مقبول اور منقول اور خود کوئی کلام کی منافض ہو جاوے اور ایک شبہ
 جو ان لوگوں کی نزدیک بہت ہی قوی ہی وہ یہ ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم کی بعض صفات میں سے
 یہ ہے کہ ہوا اول من تنشق عنه الارض واول من یجرک خلق الجنۃ پس اگر دو میں شخص اس صفت
 حضرت مسلم اول لوں ہوں ہے ہونے کے بعد میں ہی ہوگی قیامت کے روز اول اشد لوگوں سے ہونے کی وجہ سے کہ
 میں ہر ایک ہو تو بعد واول کا لازم آنا ہی اور اول متعدد نہیں ہوتا چنانچہ تلوچ اور توضع میں ہے
 اگر امام کسی شخص سے کہو کہ میں داخل اولانہ انحصار فیہ من النفل کذا پس اگر ایک شخص داخل ہو گا تو
 مستحق ہو ہی نفل کا ہوگا اور اگر دو یا تین داخل ہو ونگی تو لوں میں کسی سب کو نہیں ملے گا اس واسطے کہ
 اول متعدد نہیں ہوتا چنانچہ اب اسکا کئی طرح پر ہی اول یہ کہ تعدد اول کا اول حقیقی میں گواہ
 ہو لیکن اول اضافی میں بہ تعدد محال اور باطل تو ہیں قرآن مجید اور حدیث شریف اور اول
 بلغاسی یہ بات ثابت ہوتی ہی بخاری شریف میں ہی اول من قدم علینا معصب ابن عمرو
 ابن ام مکتوم باقی ہی یہ بات کہ اول من تنشق عنه الارض میں اولیت حقیقی ہی یا اضافی ^{اول من قدم علینا معصب ابن عمرو}
 اسکا یہ کہ اولیت اول من تنشق عنه الارض میں حقیقی باعتبار اول کو کچھ ہے کہ جسے شق الارض
 واقع ہوگا اور نسبت اول لوگوں کی کہ جسے شق الارض ممکن ہی اولیت حقیقی ہرگز ممکن نہیں اور
 قطع نظر اسکی جو لوگ اس قسم کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ
 اول کا ان حدیثوں میں مضاف من کی طرف ہی اور من الفاظ عموم میں ہے پس اولیت جمع
 ماعدا سی ملو ہوگی سو یہ بات محض غلط ہی چنانچہ ہنی بخاری سے نقل کیا اور قرآن مجید میں سورہ

طہ میں پروردگاری فرمایا ہی نقل عن السحرة اما ان تلقی واما ان نکمن اول من القی اور سورہ شعراء
 یا اول من یضی اول اول اور ابون ہریرہ: ابل من القی ۱۲
 میں نقل فرمایا ہی انا نطلع ان یظن اننا یظن اننا ان کنا اهل المؤمنین ویکونان دونان آیتون
 ہم سیکونہ میں ایک کہ ظنہ انہ میں ہائی تحقیق ہم لوگ ہیں اول المؤمنین ۱۳
 میں لفظ اول کا مضاف بجانب من اور المؤمنین کے کہ الفاظ عموم سی میں موجود ہی اور باوجود کے
 اولیت بن شرکت بھی ہی اور جو ہدیہ احمدیہ میں عبارت بیضاوی کی متعلق آیت اولی نقل کی ہی
 حیث قال در تفسیر بیضاوی نوشتہ امی اختر القایک اولاً اور القائنا اولاً او الامر القایک اول القائنا
 پس از نفس این آیت واضح شد کہ تعدد و شرکت در اولیت متصور نیست و اولیت یکی منافی اولیت دیگری
 است چہ سحرہ در اولیت القای خود و اولیت القای حضرت موسیٰ بنریدیمو وند اگر مقارنت در
 اولیت القای آن معصومینو بنریدیمو معنی داشت انتہی سوسنی بی تاملی پر ہی اسوا^{سطی} کہ بغیر تاویل
 کی جو بیضاوی فی ذکر کی تردید صحیح نہیں ہوتی ہی اسوا^{سطی} بیضاوی فی تہذیب سیر نکالی ہی اور
 جس شخص فی استلال اس آیت کی سادہ البطل قاعدہ مختصرہ منکرین میں کیا اسکا مطلب یہ ہے
 کہ نکلون صیغہ جمع متکلم کا ہی اور او کی خبر اول من القی واقع ہی اور جا دو گری بہت لوگ
 تھی پس لغز اول کا باوجود اضافت کے طرف سے کج ثابت ہوا اس تفسیر سی کہچہ علاقہ نہیں آرجا
 ہدیہ احمدیہ فی دوسری آیت کی جواب میں جو عبارت تفسیر کشاف کی نقل کی وہ بھی مطلب سے بیگانہ ہی
 اسوا^{سطی} کہ مقصود صاحب کشاف کا یہم ہی کہ وہ لوگ اول المؤمنین کیونکر ہو سکتی ہیں او سکا جواب
 کہ اپنی لوگوں میں جو ایمان لائی تھی وہ اول تھی اس تفسیر پر سبھی مطلب ناقص سے بہت بات کہچہ
 علاقہ نہیں رکھتی اور حاشیہ کی جواب میں صاحب ہدیہ احمدیہ فی لکھا اگر بسک مجموعہ این حکم

نموده اند از آن لازم نیست که بر هر یکی از احاد متعدد منفرد آن نیز ثبوت انصاف بآن حکم متعدی
 گردد چنانکه بر ذی طبع سلیم و فہم مستقیم ظاہر است سو ہی نہایت لطیف ہی بواسطی کہ مطلب مترس کا
 سہی کہ اگر قاعدہ نہاد صحیح ہو تو یہ کام باطل ہو جاوے اور او کو صاحب ہدیہ حقیر مقبول کر لیا کہ تعدد
 اول میں باوجود اضافت کی صحیح ہی اور ہی مطلوب مغرض کا ثناء علاوہ برین تاویل مجسوس کس نام
 کرنی خلاف عباد ہی جب کوئی کتابی کہ قریش افضل من عداد تو تبار در اور فریب الفہم ہی
 مطلب ہونہی کہ ہر ایک قریشی باعینا نسب کے افضل ہی مائدہ سی اسطرح اس عبارت کا حال
 جواب دوم سہی کہ جائز ہی امدنالی لاکہ یا دو لاکہ عالم مثل اس عالم کی پیدا کری اور انہیں
 اول میں تشق عند الارض اور اشخاص کو گردانی اور سہ امراہل دین کے نزدیک سیطرح متنع نہیں
 چنانچہ کو پر مذکور ہوا جوابتہ براسن مشبہ کا یہ ہے کہ تلویج اور توضیح سی جو متنع عدم نقد و اولی کا
 نقل کیا تو اس سے لازم آتا ہی کہ جو شخص من دخل فی الحسین او لا ہو تو او کو کشتل ہی متنع ہو جاوے
 کہ وہ شخص اجلاف اور کفار میں سے ہو اور التزام او کا محض کفر ہی علاوہ برین آنحضرت صلم کی متنع
 المثل ہونا کمالات میں سی ہوا کہ اولی مرتبہ کی لوگ ہی اس تہت بن شریک ہوئی چوتھا جواب یہ
 ہی کہ یہ ام لبنی مقدور ہونا مثل آنحضرت ص کا بسبب اسبب کہ نہیں کہ یہ فعل اپنی کسی شخص کو اول من
 تشق عند الارض کرنا ایسی شکل بات ہی کہ کسی شخص کو ہونہیں کئی جیسے اجتماع نقیضین اور
 ارتقاء نقیضین کہ اسکا کرنا محال اور متعذر ہی یا ممکنات میں خلق آسمان وزمین کہ ایک
 بڑی عمدہ چیز ہی اور کوئی شخص کو سوا ہی امدنالی کی کہ نہیں سکتا اگر خدا تعالی تشق الارض

غیر آنحضرت جہلم ہی اول کر دی از او نہیں کہچہ احتمال نہیں بجز اسکی کہ خلاف اخبار الہی ہو جاوے اور حضرت
 بن ہدیہ صفت نریگی اور اس سی ہرگز انشاء ذاتی ثابت نہیں ہوتا اگر بنظر اس فعل کے کہ یہ فعل البسا
 مستعذر اور محال ہی کہ پروردگار کی قدرت کے خارج ہی امتناع ثابت ہوتا تو مفید مدعا تھا آنحضرت سے
 دلیل ہی نہایت پوچ ہے اور جو نقوض واردہ کو التزم کر لیتی ہیں وہ قابل تسلیم والنزام نہیں غایت
 مانع الباب جو اس دلیل سی ثابت ہوتا ہی وہ اسقدر ہی کہ بعضی الفاظ اور بعض خواص ایسی ہیں
 انہیں اشتراک جمعی نہیں ہو سکتا سو یہ بات آخر ہی اہل سئلہ سی اور اس سی بڑا فرق ہی کفار اور مسلمان
 اور فاق سیدین بن ہی جو نہایت رسول ہوں بعض خواص ایسی پائی جاتی ہیں کہ اشتراک
 اوکا بطریق جمع مستعذر ہی حالانکہ اونکی مثل کو کوئی خارج اللہ تعالیٰ کی قدرت سی نہیں بتلانا
 علاوہ برین الفاظ سی مثل اول وغیرہ کی کہ استعمال اہل سئلہ سنی اوکی متغیر ہو جاتی ہیں
 استدلال کرنا ایسی سائل عظمیٰ بن نہایت ناواقفی ہی مثلاً اگر فصحا اسو کے اطلاق لفظ اول کا
 بمعنی حقیقی کی ثابت متعدد پر ہو جاوی تو یہ مدعا مخالفین کا غلط قرار پاوی چنانچہ تہذیب الاسما
 واللغات نویسی سی معلوم ہوتا ہی قال ابو علی اتفق اصحابنا علی انہ یقع الطلاق ولیس من شرط
 کمال ابو علی نہ متفق ہیں اصحاب ہمارے اس امر پر کہ طلاق واقع ہو جائی اور اس کے اول
 کو نہ اول ان تلبہ بعدہ آخر انما الشریطان لا یثبتم علیہ خیرہ وحکی المتولی انہ لا یقع الطلاق فی نہ ہا
 ہنوز بن ہدیہ بن نہیں کہ اول بعد از یہی ہوا اول ہونین ہی کافی ہے کہ شریک کو تقدم نہوارہ حکم کیا نہری نہ کہ طلاق واقع نہ ہو کی ابتدا
 قال لان الاول یثبته انکون آخر الکمالن الاخر یقضي اولاً و ہر ش او شعیف مردود و قد ذکر ت
 بن اسواسطی کہ اول مقتضی ہے آخر کہ جسطح کہ آخر اول کہ مقتضی ہے اور یہ قول غافلہ ضعیف ہے مردود ہے اور ذکر کیا ہے بیچہ اس سئلہ
 فی الزوختہ او شامی حاشیہ در مختار بن ہے قولہ وان الاول اسم لفرد سابق فبہ ان المعبر عدم تقدم غیرہ
 اس قول بن کو اول اسم ہے فرد سابق کا یہاں اعتراض ہے کہ معتبر اول بن عدم تقدم
 علیہ والابق یو ہم وجود لاحق و ہو غیر شرط کیا یاتی فالاول وضع ان بقول والاول اسم لفرد لم تقدم
 غیرہ اور اس پر لفظ سابق سے نرم وجود لاحق کا ہوتا ہے حالانکہ یہ شرط جن جیسے کہ تو کا بن واضح ہے کہ کتا اول اسم ہے اس کو نہ کہ اول

کیونکہ تورپشتی بی گنا و مجذبا در این سلسلہ در میان اسلامیان روشن تر از ان است کہ آنرا کشف و بیان
 حاجت یافته اما انقدر باز ترس آن بیان کردم کہ مبادا زندگی جاہلی را در شبہتی اندازد و بسا بہ
 کہ ظاہر نیازمند کردن و بدین طریق با و زنند کہ خدا بر ہمہ چیز قادر است کس قدرت را منکر نیست اما
 چون خدا از چیزی خبر دہد کہ چنین خواهد بود یا نخواہد بود جز چنان نباشد کہ خدا از ان خبر داد کہ
 بعد از وی نبی دیگر نباشد آنچہ پس اس عبارت سی صریح معلوم ہوتا ہی کہ مراد تورپشتی کی لفظ امکان
 سی امکان شرعی یا نفس الامری ہی اور وہ مضمر ہمارے مدعا کو نہیں تورپشتی بی خود کہ ممکن
 را منکر نیست اور استدلال کیا اخبار النبی کی ساتھ اور کما جیسی پروردگار خبر دیتا ہی وہی ہی ہوتا
 ہی میں معلوم ہوا کہ مراد تورپشتی کی امکان سے امکان وقوعی ہی نہ امکان عقلی اور چونکہ بیان بالغ
 شرعی موجود ہی اسطی امکان شرعی اور وقوعی نبی کا بعد آنحضرت صلعم کی ہیں یہ آید یہ حدیث
 میں جو کلمہ اور غلم کلام جائیکہ نفی امکان وارد می شود در ان بی قیام دلیل نفی امکان مراد
 و اشتقاق دلالت بر محض نا واقعیت میدارد و سو محض نا واقعیتی ہی اسطی کہ متفقہ وغیرہ میں بہت جاہل
 لفظ امکان کا بمعنی امکان شرعی اور عادی کی مستعمل ہی اور ایسی مشکلیں کے کلام میں جس کے
 تورپشتی ہی اگر نہ استعمال لفظ امکان کا بمعنی شرعی مستعمل ہی علاوہ برین دلیل اس ارادہ کی
 ہی انکی کلام میں نہ کو رہی کیونکہ اگر نفی امکان عقلی کی اونکو منظور ہونی تو یوں کہتی کہ متنع عقلی
 مقدر و الہی نہیں ہوتا اور یہ روشنی ہی اخبار النبی کی ساتھ استدلال کیونکہ کئی اور یہ جو حدیث
 میں لکھا مثلاً مقتدا می اسماعیلیہ کہ باستدلال محکم قدرت نقیض قدرت نقیضہ شنیعہ کہ ب

را باو تعلق پیدا نموده بر ذرات متناهی است و از همه می گردد و اند اگر چه در او گفته آید که کس قدرت را
 متناهیست اما چون او تعالی کردی باشد و فرای جزو میان باشد که او هر مرد و زن انگشت کنایه و مقررین
 شنیده باشد و کس شریک نائل خداوند تعالی بدین تقدیر باشد و قولش مردود است این کلام هرگز
 خواهد بود بلکه نزدیک این را بکنند و این نیست باطل قدرت و شئی است نامنی کلام هرگز نیست
 اسواسطی که اگر کسی شخص قائل صدق کلام جناب اوری که هر اوری یافت در کتابها که هرگز
 هرگز جودش چنین برین است باو و اسکی مقدر است کذب که جی قائل اودا کی جناب برین منکر
 که کذب هر چه چنین که کس قدرت است متناهیست اما چون او تعالی کردی باشد و فرای جزو چنین باشد
 که در فرموده و این اسواسطیکه به شخص کسی که توجیه ایل ایاهی و تبری سفید در و انین او مطلب
 بیگانه هی اسکا توین هی نائل چون فقط امکان عقلی مقدر است کذب برین گفتگو است اس
 دلیل که اسکا توین کیا علت او در شخص نهید و هرگز توجیه کسی که کلام سی نفی امکان عقلی کی بیگانه
 ایا اگر منقذ هرگز کسی غیر ندید که علم سی شنائی رکنا هو حکم قرار و در حال تجویبی معلوم اودا
 عتوه برین توجیهی نی بود که کس قدرت است کذب است اسکا توین ایا که مراد هی که کس
 اسباب بر که بنی بعد از حضرت مکی ممکن عقلی هی جیسا که اوس شخص توجیه ان اسد علی کل شئی
 سی دلیل کجای علی از علم الحافین اسد تعالی کو قدرت هی اودا کوی قدرت که متناهیست توجیه
 باو حاصل میگیا اسد اسد لال مسندل باطل کثر او را که مراد هی که مطلق قدرت که کس
 چنین توجیه است بیگانه هی اسواسطی که در شخص هی بهر چنین که تا تا که مطلق قدرت که متناهیست
 اسباب که کتا تا که به مقدر و الفی هی اودا داخل تحت ان اسد علی کل شئی توجیهی آید بهر چه

کہ ایک شخص اہل سنت و جماعت میں سے کسی شخص سے کہ مخالفین میں یہ سوال کری اور کہی کہ تم
 کیونکہ انکار قدرت اسد جل جلالہ کا مثل آنحضرت صلعم پر کرتی ہو حالانکہ قرآن شریف میں ان میں
 علیٰ کل شیء قدير موجود ہی اور کسی جواب میں وہ شخص یہ کہی کہ بی شک کوئی شخص قدرت کا منکر
 نہیں لیکن جبر خدا تعالیٰ فی جردی ہی ویسا ہی واقع ہو گا تو ہر شخص جو تھوڑا سا بھی فہم کرتا
 ہو گا یہ بات سمجھ لے گا کہ اس شخص کو اقرار ہی قدرت کا اس قدر ہے لیکن یہ بات اور کسی سامنی کہی
 جاوی جسکو تحقیق حق منظور ہو اور جو شخص جان بوجہ کر یہ کہی کہ اس کی کیا کیا جاو اور یہ کہ
 ہدیہ احدیہ میں لکھا ہے صورت استدلال آنکہ آنحضرت خاتم النبیین ہستند چنانچہ اولیٰ
 خبر وادہ و ہر کہ خاتم النبیین فرض کروہ شود وجود نبی بعد او عقلاً محال است چہ مصداق اجتماع
 النقیضین است وجود او بنفسہ مستلزم عدم اوست ہی خطای محض ہی اور منہی غفلت پر اس
 کہ اخبار الہی کو اس میں کیا دخل ہی جب خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلعم کا سلم ہو گا یہ استحالہ
 علیٰ نعم المعترض لازم آوے گا تقریر اجتماع النقیضین اور وجود او مستلزم عدم اوست ہرگز تقریر
 تو لیسٹی میں نہ صراحتہ نہ اشارتہ مذکور ہی اپنی طرف ہی یہ الفاظ بناوئی ہیں اگر یہ تقریر ہوئی
 جیسے صاحب ہدیہ احدیہ کی ہی تو بی شک مفید غامضی۔ ایک اور دلیل مخالفین پیش کرنی
 ہیں وہ یہ ہی کہ ملا علی قاری فی شرح شفا میں لکھا ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعد انتمی
 اور معلومات سے یہ ممکن ہوتا وجود مثل آنحضرت کا بعد انتمی ۱۲
 دلیل ہی نہایت پورج ہی کیونکہ معلوم ہوا کہ سچ سے یہاں مراد تسخیل عقلی ہی محض ہی کہ تسخیل
 شرعی مراد ہو اور لفظ من المعلوم بھی کیا ہوتا ہی اس واسطے کہ یہ لفظ ایسی جگہ بولا کرتی ہیں کہ جان

کوئی بات ضرورتاً مستحق استماع از سوی مخاطبین که باطل محض است چه جائز که این استقامت نزد یک
 متحرک و سیال باشد که لوگ مخالفین برین کجی اقبال پاجانے میں تلو دو بر بن ملا علی قاری فی شرح جمل
 بر تحت قول بان وان لا یفتدی فی الامار ان مدعی استماع لکھائی شریعت و عاودہ مثل طلب التنبؤ و اعادہ
 مدعی استماع کردن عاودہ مدعی استماع لکھائی شریعت و عاودہ مدعی استماع لکھائی شریعت و عاودہ مدعی استماع لکھائی شریعت و عاودہ
 او مدعی وجود و لا و من انتہی بہاں کہ خوب روشن ہو گیا کہ ملا علی قاری استماع کسی سخاۃ شریعتی بنی خاص
 بعد از مجلس کہ با مدعی و مدعی استماع مدعی استماع
 ہر بار چوبہ لکھا کہ سیکہ شرح تلامذہ علی قاری دیدہ باشند ہر از مقامات متعدد وہ نقیب ابن ارادہ مخفی نیست کہ
 سید ابن محض غلط ہے ہرگز ملا علی قاری کی شرح حتی بہ نقیب نہیں لکھائی اور عبارت نقابین چوبہ سنجیل فی حصہ ہر بار
 شرح ملا علی قاری فی جو کی ہی سنجیا اسو سیکہ کہ قسم ثالث بن ایسی چیزوں کا بیان ہے کہ وہ غلطاً اور شریعتاً و شرعاً
 کہ حق بن جائز نہیں ہر کون کہنا ہی کہ سنجیل بعضی استماع عقلی کے مسئلہ نہیں ہوتا مگر اس میں ایضاً
 و کہنا جائز اور ہر ہی ملن لینا پاستیہ کہ سنجیل عقلی ہر گاہ ہر نقطہ اسی معنی میں منعمل نہیں ہوتا کہ مفید و مناسب
 باری نہو قسم ثالث بن ہی بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ کسی اہل دین کے نزدیک سنجیل عقلی یا سنجیل شرعی
 کہ نہیں سنجیل عقلی کا بھی استماع کسی معنی میں آتا ہی اور یہ چوبہ ہر بار مدعی بن لکھا کہ از محال شرعی بودن نفی
 استماع عقلی چو کہ لازم شد بان قول صراحتاً افرست بر ملا علی قاری انتہی بہ قول ہی کمال غفلت ہر از
 کہ ثابت ہوا سیکہ ملا علی قاری نے طلب نبوت کے بعد شاتم النبیین کی شرعاً محال قرار دیا اگر او کی نزول عقل
 ہی محال ہوتا تو ضرور اس کو بھی کہتے اور یہ بناوٹ تلامذہ کی ہے کہ جو محال عقلی ہوا کہ تا ہی اس کو یوں نہیں کہتے
 کہ یہ شرعاً محال ہے اسو سیکہ کہ بہت سے محالات شرعیہ محال عقلی نہیں ہیں ہر بار صاحب یہ امداد نے عبارت شرح
 فقہ الکبریٰ اپنے مفید و جامع کچھ انجیل کی ہی وہ ہرگز مفید مدعا نہیں اسو سیکہ کہ یہ قول مختار ملا علی قاری

کا ہرگز نہیں ہوگا۔ قدر قیل کے نقل کیا ہی اور صراحۃً شرح فقہ اکبر میں ہے کہ خلاف موجود ہی ہے یہ قول
 بنابر مذہب معتزلہ کی البتہ صحیح ہی یا یہ کہ کسی فاضل غیر محقق کا قول ہی کما لا یخفی اور ایک شبہ مخالفین نہیں ہی اس
 کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تعلیمات میں لکھا ہی فلذلک لا یکن ان يوجد بعدہ فی
 جواب اس کا یہی کہ یہاں ہی وہی جواب کہ امکان سی مراد امکان شرعی اور وقوعی نہ امکان عقلی
 یا مراد امکان عادی ہی چنانچہ لفظ من بنسبت الیہ اس پر دلالت کرتا ہی اور استعمال لا یکن کا کلام شاہ ولی
 میں امکان وقوعی اور عادی میں نسبت جابجا آتا ہے اور یہ جو بعض اشخاص کہتے ہیں کہ عدم امکان کو صاحب
 تعلیمات فی شخص مفاد علیہ پر متفرع کیا ہی پس اس سے نفی امکان عقلی کی نکلی سو محض غلط ہی ہے جو شخص بوری
 عبارت تعلیمات کی دیکھی گا اس کو یہ بات معلوم ہو جاوے گی کہ یہ شخص باغبار عادت الہی اور اختیار اللہ تبارک
 و تعالیٰ کی ہی یہ مراد شاہ صاحب کی نہیں کہ مثل اس شخص کے حق تعالیٰ اور شخص کو نہیں دے سکتا عبارت تعلیمات

کی جیسے تعلیم من سننہ اللہ تعالیٰ فی خلقہ اندہ انما واحد درجہ و بلغ غایتها فلا یکن لاحد ان یبلغها علی
 عاداتہ و تعالیٰ سے چھوٹے خلق میں کبھی تمام کرنا ہے کسی شخص کسی درجہ کو اور پہنچ جاتا ہے وہ اس کے قیام کو پس میں
 ذلک السنن استوطن غایتها و ذلک سرعجب الشان و هو ان الافاضلہ الاعجازیۃ و تہ الذیۃ کما یقتضی
 ممکن ہوتا ہے جو شخص کو پہنچنا اس درجہ پر جو سطح او حاصل کرنا اس قیام کا اور یہ کہ یہ غیب ان امور سے ہے اور وہ یہ
 شخص الیافاضل سمیحت لا یکن ان یشارکہ فیہ غیرہ فلذلک الافادۃ التکلیفۃ العودۃ و تہ تعلیقہ شخص الکمال
 ہے کہ افاضلہ الاعجازیۃ بدیہہ بطریقہ تعلیقہ شخص مفاد سے کہ اس طرح ممکن ہے کہ شریعت ہو جائے تو میں کوئی اس طرح افادہ
 و شخص الیافاضل عاصیجہ الکمال فعلہا من السبل ان الفضل الذی مرزوقہ عدا میں عبادہ
 تکلیفۃ عودۃ و تہ تعلیقہ شخص کمال الیہ شخص مفاد علیہ کو دانی پس کمال ہو جائے تو میں سب سے کہہ دے تعلیقہ عاصیجہ عدا میں عبادہ
 لم یشکر قط من لدن آدم الی اخرہ صل یوجد عند القیامۃ علما ذلک صریحا صرح جمعا الکلمات بارہ
 بکر کہ یہی بیان ہوا وہ وقت آدم علیہ السلام سے آخر وقت شخص تک کہ آیا جاوے گا وقت قیامت کمال ہوا ہے یہاں کو یہی بیان کرتے ہیں کہ کمال ہوا ہے یہاں
 فی قرب المملکت والثناء العودۃ یہی المقدم فی الاعتبار فلنزل الانبیاء یمنعون کمالا کمالا و لا یمنعون
 مملکت ہوا وقت عودہ جبہ مقدم فی الاعتبار بطریقہ بدیہہ کہ یہی کمال کمال کو اور میں انبیاء زنا شاہ و عبادہ کے لئے جو کہ تعلیمات
 من بعدہ ان فی شعباتہ امکان تالیہ العودۃ فی کمال اخر حنی و جبہ المسلمین فاستوطن اخر الدرجات و اشار
 آخر حنی تالیہ زنا شاہ کمال آخر میں ہوا تاکہ پای کی سب سے مسلمین کہ چھوڑ دے آخر درجہ کو اور اسے مرتبہ کہ چھوڑے کہ مملکت سے تفصیل اس کی اور

[illegible]

اسرکیلیات ہی نہ لیتا ہوا الفیہ عراقی بن ہر ۵۰ وانی عن صاحب کجبت الۛ ۛ یقال راۛ احکمہ الرزق علی ۛ
صالحی سے جو کہ کشف الہام نہ کر دقت عقل و سیر غریب معقول بہوں مرفوع بہرہ الہام

ما قال فی الحصول خود من اتی : فالی اک الرفع هذا اثبات : اور شرح عراقی میں ہی امی و ما جا و عن
جساکہ حصول میں کہا مثل مدب من ان کے اور ما کہ کے لے رفیع و کما سات ہی مدب من ثابت کیا ۱۲

موقوفہ خانہ و مسئلہ الاقال من قبل الزای حکیم حاکم الفوائد کیا قال الامام فخر الدین فی الحصول فقال اذا قال
صالحی بموقوفہ اور اگر کہتا ہے کہ منی جاتی ہو تو کہہ دیا کہ فخر الدین نے الحصول میں بین عبادت و عبودیت کے صحابی

الصحابی قولہ اے اللہ! اجتہاد و فیہ مجال فہو محمول علی السماع تخفیف اللطیف بہ وقولہ خمسون انی کقول ابن مسعود قولہ کہ اجتہاد کہ معنی تلاش اے اس میں نہیں وہ بیان ہے جس میں علم سے محمول ہو گا واسطے تخفیف فہو کہ کقول ابن مسعود کہ

التي لا يذكر سدا عن رسول الله صلى الله عليه وآله وصال ذلك من ذكره ثلثه ايام وصال هذا اياما قاله في
من وصاله في هذا من ذكره ثلثه ايام وصال هذا اياما قاله في

[illegible]

ذكرنا ان الكافي المطبوع موقوفه على صاحبها ان موضوع الكتاب لما في الموطا من الاحاديث المفروقه منها حديث
حديثي كذا وكذا كما هو عليه الامام مالك بن عبد الله بن عثمان بن شاذان بن اسد بن عمار بن قيس بن ابي نعيم بن حبه بن جابر بن

بن ابی شیمہ فی صلواتہ الخوف وقال فی التہذیب الحدیث موقوف علی سہل فی الموطا عند جامعہ الرواہ عن ابن ابی شیمہ صلواتہ الخوف بن ابی ذر کہ التہذیب عند سہل موقوف موطا بن زید بن ابی ذر کہ ایک جماعت کے تشریف لے گئے انام مالک سے

مالک قال ومثله لا يقال من جهة الراى اور فتح المخيط فخرج الفقيه احمد بن حنبل من سفاوحى اسطر ج کما ہے اور بعد

اور اس کے کہنا تھا کہ ابو عمر والی قدح بکلی صحیح ہے تو لاہور فقہ علیٰ نفسہ فخر جہاں اہل الحدیث فی المسند لانتفاع

کہا اب عمر کو دوائی ملے گی یہی حجاب کلمہ ہے صحابی فرمایا کہ تو مرنے والا ہے کلمہ پڑھ کر جان بچا لے کر کہہ دے یہی اصل حجاب کا وسیلہ ہے یہ میں نے اس لئے

[illegible][illegible]

بسرہ حملی کا قول ہے ملام برادر شہب، اہل ادب اور جدید کا یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ برسہ حملی کا قول ہے ملام برادر شہب، اہل ادب اور جدید کا یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲

اے حکم المرفوع لکھو، بالاجمال للراسی فیہ، بالافتراض علی ان قول الصحابی المسین کحجۃ اور سیدہ بھی اوسمین
اے کہ کہتے ہیں کہ اسے اس کا لفظ کہ قول صحابی الحجت نمبر ۱۲۵

خلاف قواعد اہل حدیث کہنی کلام کیا ہی اور عرفائے دین مطلقاً احادیثی احادیثی کا انکار بھی غلط ہی ہے
جست معایت آنحضرت صلعم کہ کہ بطریق احادیث ثابت ہیں باطل مہر جاوید شریعہ مواہب زرفانی میں ہے

قال القزويني وليست المسئلة من الجليليا فيمكنني فيها بالاولوية الظنينة وانما هي من المعقولات فلا يمكنني فيها الا بالبرهان
كما قد بينا في كتابنا في حكاية كبره وحيث قد علمت من كبره وحيث قد علمت من كبره وحيث قد علمت من كبره وحيث قد علمت من كبره
القطعي ورد في السيف السلولي على من سب الرسول بله ليس من بشرطه ان يكون قاطعا متواترا بل
انما يكفي في سب السلولي على من سب الرسول بله ان يكون قد سب الرسول بله ان يكون قد سب الرسول بله ان يكون قد سب الرسول بله
متى كان جاعا صعبا ولو ظاهرا او مؤمرا او غير الا ما وجدنا من الجليليا في كتابنا في حكاية كبره وحيث قد علمت من كبره
وعنده الامور صعبة بله ان يكون قد سب الرسول بله ان يكون قد سب الرسول بله ان يكون قد سب الرسول بله

اور جو فسطائی کی کہا و مثل هذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی بات فسطائی
اور اگرچہ ثابت نہ ہو نہ مان حدیث ضعیف کے ۱۱

کی جو نزدیک حدیث صحیح سی ثابت ہو جائی ہی افادات صدیہ وغیرہ میں اس قسم کی اعتراض کئے تھے سولوہ کا جواب بخوبی معلوم ہو گا اور یہ بھی جان لو کہ مردود ہونا دوسری قسم کی شاذ کا بھی شکم فیہ ہی متفق علیہ

اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف کی ابتدا میں موجود ہے تبصرہ محمد ثناء

۱۴۱ ویرگی که نزد یک مقبول اگر مطلقاً باشد و دشمنانی صحت و توانا تو سرگرفتار بهر یک که بهر حدیث نبوی العفو معاً

مرۃ کے سبع خند مرتبہ کھڑا تے ہو۔ حالانکہ یہ صلیبت مرۃ اور حضرت مرۃ کے ہمنام ہرگز کہ مرۃ سے پہلے کے مرتبہ کی

بمقام کے سنی پیدائش کے ساتھ ہی اپنا نام نہایت گراں اور گراں گراں ہی ہرگز ہی ہوجاے گا۔

یہ نہیں کہ کاغذ پر ہی بیٹے بہت بار اودار بنی بہت بار اور عجیب اس استدلال اور نگاہی کہ حرف اہم سن

اگر اطلاق قبیل و تیره را نماند ای کینه که در اصل و نفس است پس این هم جنس است و هیچ امر که آن را غیر علما و برین صراح بین موجودات

مرقا کی بار یکہ صرف فیہ فیصول اکبری میں ہی ہے یا نہ مرقوم ہی لیکن مصنف افادات صمدیہ کی اس قسم کی باتوں

کی بھی خبر نہیں اور بعض صاحبزادین حضرات میں سے بہہ بھی افراتی ہیں کہ مرثیہ کے معنی بہت کم ہیں یہ بھی

غلطی جو مسند راوی کی خیال شریف میں نہیں آیا کہ لا اعلیٰ ابی الفتح علیہ السلام کی کہ بعضی میں اصحاب تفسیر

ہجرۃ کی ہے اور یہ قول استنا صاحب افادات محمدیہ کا ہے انا سدا انا الیہ راجعون ایکبات قابل گفتہ کی کوئی
 ہی اور وہ یہ کہ شاہ حمزہ صاحب کہ والدہ ماجدہ اچھی بیان صاحب کے تھے اور صاحب تصحیح اسال کے پیر
 سیرین اپنی مثنوی میں کہ بہت پرانا نسخہ اور کتا ہمارے پاس موجود ہے لکھتے ہیں

در شب معراج دیدہ مصطفیٰ	صدہم لڑان اشتران بی انتہا	میر و ندانہا قطار اندر قطار
لانہایت روز و شب بے انتظار	مہست و صندوق بارہ شتر	یک ازین رود و دیگر آن بود سرب
در سہ صندوق یکای عالمی است	مثل ابن عالم در بخاکی کمی است	چون محمد در سہ صندوق آمدن
ہم کلیم السد و حبیبی اندران	کردار جبریل استفسار شاہ	چہستانین رازنہان برگزیدہ
جبریل گفت ای شاہ جان	من نیدانم چہ اسرار است آن	آن زمان کہ کردید احن مرا
ہم خبین می بینم اینجا است	روز و شب این شتران صندوق بار	بی نہایت میر و ندانہا قطار
نہست مارا از وجود و نشان خبر	رازی کی با نام زین گذر	دنگ و حیرانم درین درگاہ او
بی بدایت نہایت راہ او	پیش خرگاہ ہشتہ نادر کس گندہ	نی ہمیشہ فرشتہ را اثر

انتہی۔ جو حضرات اس حدیث کی مضمون اور اس کے نقل کو کفر بتلاتے ہیں قطع نظر تکفیر حضرت اعبان
 اور امام المحدثین شیعہ اور خطابین السائب والابو نعیم اور امام ابو جہاد و امام حاکم اور امام احمد بن حنبلہ کی او کی
 اعبان مستندین مثل ابن جریر صاحب تفسیر اور ابن حجر عسقلانی اور جلال الدین سیوطی اور عبد اللہ بن عینی
 وغیرہم کی بھی تکفیر بلکہ او کی پیروی کی بھی تکفیر لازم آتی ہے جنکو معبودیت کی لوازم ثابت کرتی ہیں سب سے
 مخالفین کا عجیب حال ہے کہ جب پروردگار جل جلالہ سے کہ بالکس اور خالق ساری جان کا ہی کسی نے

مخلوقات سے مقابلہ ہوتا ہے تو یہ لوگ اس مخلوق کو ترجیح دیتے ہیں مثلاً مثل آنحضرت مسلم ہیں
 رعایت جانب آنحضرت علیہ السلام کے کرتے ہیں اور پوروں دھار کی تقصیر اور انکار قدرت حق نہیں
 کرتے اور جب مثلاً حدیث شریفہ اور اماموں کے قول سے ہوتا ہے تو وہ بانی پیغمبر خدا مسلم کی رعایت
 نہیں کرتے اور حدیث کو رد کرتے ہیں اور علماء کے قول کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور اقوال علماء ائمہ
 میں اگر مخالف ہوتا ہے تو پیروں کی باتوں پر چلنے میں اوجہ پر و لگاؤ نہیں ہے جو کہ نفس کے موافق نہیں ہوتا
 تو یہ دیکھ کر کہ کبھی چھوڑتے ہیں اور خواہش انسانی کے تابع ہوتے ہیں یہاں تک کہ فتویٰ جلالہ گزشتہ
 میں چھاپی اور پھر مہر مہر مولوی کریم احمد صاحب کے موجود ہی نقل کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو
 اور اس عقیدہ باطلہ سے باز آویں **نقل فتویٰ** کیا قرمانی میں شلمای دین اور مفتیان شریعہ میں آیتا
 میں کہ نزدیک ہوتا ہے کہ احمد تعالیٰ کو قدرت نہیں کہ مثل آنحضرت کی پیدا کر سکے اور غیر کو نہ ہی کہ احمد تعالیٰ
 کو قدرت تو ہی مگر موافق اپنے وعدے کے پیدا کرے جان و دوزخ میں کون سچا ہی اور یہ لغو و جزیرہ کا
 کلبا ہی اور زیادہ کیا سمجھنا چاہیے **اچھا اب** زیادہ جو بانی اور دعویٰ و کا خلاف عقائد مسلمین ہے اور عمر سچا
 اور اعتقاد زیادہ کا گراہی اور نہلاست اور ایسے شخص کو گراہ اور اہل محبت سے سمجھنا چاہیے اور اس کی صحبت سے
 اجتناب واجب ہے اور جو ایسے شخص کے کہنے کو قبول کرے اور کو بہت تنبیہ کرنی چاہیے اور غارت بھی ایسے شخص کے
 پیچھے نہ جائیے اس لئے کہ ایسے شخص کے کفر اور عدم کفر میں علما مختلف ہوئے ہیں اور قریب کفر تو میں کچھ
 شبہ نہیں ہے اور اس فتویٰ پر مہر مولوی کریم احمد صاحب اور مہر مولوی نذیر حسین صاحب اور مہر مولانا
 قطب الدین صاحب و مہر مولوی انبیا الدین صاحب کی شہادت ہے انہوں نے یہ بھی سنا گیا کہ حضرت

صاحب اس سی تری کر کی شیطان اور نیرید کی مثل کو بھی اور تعالیٰ کی قدرت سے خارج جانتے ہیں اور اسکا
 اقرار کرتے ہیں انالہدوانا الیہ راجعون یہ مرتبہ غلو ان لوگوں کا چوتھا ہے موسیٰ کو چاہیے کہ اسد جیل
 حلالہ کی عظمت اور محبت ہمیشہ دلیں رکھے اور راہ حق کو اختیار کرے اور سچ ہی کہے جو کوئی منکر قدرت حق تعالیٰ کا
 آنحضرت صلی علیہ وسلم پر یا انجبا کو قائم النہین نہ جائے اور وقوع مثل کا اب بعد آنحضرت صلی علیہ وسلم کے قابل نہ ہو تو دونوں
 کافر ہیں + سوال ۱۲ شیخ سدوکا بکا احمد کیری کی گائی اور مدار کا مرقا عبدالحق کا توشہ درخت نہیں
 اچھا ہے شیخ سدوکا بکا اور احمد کیری کی گاسے اور مدار کا مرقا اور شاہ عبدالحق کا توشہ درست نہیں اور
 یہ افعال مشرکین ہی ہی اور مشرک لوگ اپنی اپنی فرعون چیزوں کو نافع اور ناسر سمجھا اس قسم کی افعال
 بجا آئیں تو کسی مسلمان کا سین ختمانی نہیں یہ سب چیزیں ممنوع ہیں اور کہہ نوالا اسکا مشرک اگر
 کوئی شخص توشہ وغیرہ میں کچھ نایل کر لی تو یہ بات اہل دین کی نزدیک غیر مقبول ہی البتہ بکا شیخ
 سدوکا اور احمد کیری کی گائی میں بعض مخالفین کلام کرتی ہیں کہ آیا گوشت ایسی جانور کا جو سبب اللہ الکریم
 درج ہو حلال ہی یا نہیں اور فاعل اسکا جمہور علماء کی نزدیک کا توشہ اور بعض فطن کی سبب تکفیر
 میں توقف کیا ہی اور مختار میں ہی ۵ و فاعل جمہور سے قال کافر و فضلی و اسماعیل سے مکفر اور
 اصول عبادی میں ہی جو کوئی گاسے یا اونٹ کسی حاجی یا نمازی کی تکفیر کے لئے ذبح کرے تو اسماعیل سے
 نے یہ بات کہی ہے کہ شیخ امام عبد اللہ اور شیخ امام ابو حفص اور قاضی امام ابو علی نسفی اور حاکم امام ابو عبد
 اللہ کاتب اور شیخ امام عبد الواحد اور شیخ امام ابو یوسف اور حاکم امام ابو یوسف ایسی ہی تکفیر کرتی ہیں
 اور مکاتیب حضرت محمد و صاحبین کے درجہ بات را کہ توشہ کا توشہ و بر سر نمازی ایشان رفتہ آن حیوانات

اگر اوسکی حسرت صحیح ٹھہری جیسی کہ عبارت جہور فقہاء میں ستفاد ہی تو فرمائی کہ اس گوشت میں اور سگ
 و خوک کی گوشت میں کیا تفاوت ہوا مفت میں حرام خورد ٹھہرے اور گھبرا بنا جہنم میں بنا یا مفاوہ اند
 عن فتح مک مخالفین یہاں پر ایک شبہ بیان کرتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ تفسیر بیضاوی میں سورہ بقرہ کی تفسیر
 میں لکھا ہے واما اہل بد نظیر امدای رفع بالصوت عند ذبحہ للعنیم الا اہل الصلوۃ السلال یقال اہل الصلال
 واطلہ لکن لما جرت العاۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر اذ ارانی یسبی وکک اہلا لا ثم قبل ارفع الصوت
 وان کان اخیر انتہی پس معلوم ہوا کہ اہل ال کے معنی بلند کرنے آواز کے وقت فوج کے ہیں اور یہ شیخ
 کے کہ یہ معنی موجود نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے نام پر بیروج ہوتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اصل معنی اہل ال
 کے مطلق رفع صوت کے ہیں چنانچہ مراح میں ہی واصلہ رفع الصوت تفسیر شریک میں ہے واصل اہل ال رفع
 الصوت البسی ہی تفسیر تیلالین میں ہے او کتب لغت سے بھی مثلاً قالموس وغیرہ کے یہی باب ثابت ہوتی ہے جو
 شخص یہ کہ کہ اہل ال کے معنی رفع صوت عند الذبح کے ہیں وہ غلط کہتا ہے یہی یہ بات کہ بیضاوی نے
 بہت قبہ کیوں لگائی جواب اسکا یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب لکھا کہ یہ فیہ موافق عادت
 مشرکین اوس زمانہ کے ہی اور وہ اس طرح بر اہل کیا کرتے تھے حیث قال و ما وقع فی البیضاوی وغیرہ
 من التفسیر الخ انہم قالوا واما اہل بد نظیر امدای ما رفع الصوت عند ذبحہ للعنیم فمعنی علی جری عاۃ
 المشرکین فی ذاک الزمان الخ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کے وقت میں مشرکین جب غیر اللہ کو اسطی فوج کرتی
 تھی تو غیر اللہ کا نام ہی اور سہجہ کرتی تھی بخلاف ہماری زمانہ کی مشرکین کے کہ وہ وقت فوج کی نام خدا کا
 بنا بر عادت لیتی ہیں اور باطن میں فوج تقرب غیر خدا کی لیتی کرتی ہیں اہل الصلوۃ بیضاوی نے یہ فیہ لگائی

اور غور کرینکا مقام ہے کہ اگر قبضہ فیض کی مفہوم اہل بین داخل ہونی تو قبضہ فیض کی مفہوم اہل
 بین داخل ہونی کو نکتہ بنیادی نہی کہ اسی رفق الہیہ سے غنہ و وسعہ فیض سے لیس جانتے ہیں کہ سوائے جس کے اگر اور
 کسی نام کا جو رفق کے ساتھ کوئی حرام نہ ہو تو ہذا بل بالاجماع اور خود فاضل بنیادی نہی ہے اس
 کی تفسیر میں و متفرق ہو گیا و اہل الغریہ ای رفق العزت لغیر اللہ کہ قولہم باسم اللات والعزری
 عند فوجہ انہی اسے جانتے ہیں سفید و صبح روشن ہو گیا کہ فی عند الفتح ہرگز مفہوم اہل بین داخل
 نہیں ہوا واسطی لطیف بنیاد میں کی کہما کہ قولہم باسم اللات والعزری میں لکھا جاتا ہے الناعلی مرفوع کہانی
 ضرب زید علامہ بہ بین و مختار سی ہنسی نقل کیا کہ جو چیز واسطے تعرب غیر اس کے فیج کیجے وہ ہی ہاں
 بہ لغیر اللہ میں داخل ہی ہے اس معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہنا ہی کہ مولوی شاہ عبد الغفر صاحب نے معنی
 اس کے خلاف تناسب فرمادہ کی کسی میں وہ غلطی ہی +

سوال ۱۳۔ یخیش سارخیش بنی بخش زید حسن جہا البشی علی اب القباس اور اس قسم کے نام رکنا کہ
 جس میں بے انبیاء والدہ اولیاء اللہ کی طرف ہونی ہی کہی ہے + اس جواب اس قسم کی نام رکنا
 نہیں مولانا شاہ عبد الغفر صاحب تفسیر فتح الغفرین تحت کبریا و لا تجاہد اللہ اندو کی اقسام
 مشرکین میں لکھتی ہیں انرا جملہ اندک سانیکہ و نام نہادوں خود را بندہ فلان و عبد فلان ہی گویند
 و ابن بشر کہ بتسمیہ شاہ و علیہ السلام صاحب فتح الرحمن میں تحت کبریا و لا تجاہد اللہ اندو کی اقسام
 لکھتے ہیں نہر جم گیا این تصویر است حال آدمی کہ نزدیک نقل محل نسبت اخلاص سے دست کند و چون
 فرزند بوجہ و آباء و اجداد و اموات و زوات و غیرہ و ہر شے کہ شکر و تسمیہ نوعی از شے کہ

است چنانچه اہل زمانہ مافلام فلان و عبد فلان نام نهند و اسم اعظم انبی اور حجۃ الاسلام بن فرستے

[illegible][illegible][illegible][illegible]

اسی کے بد و نیاز غم کن لکھ کر فراتے میں ہو! الفسہم عبد المسج و غلام فلان آنحضرت کی شریعت منہاج

بین کہتے ہیں وجرم ملک الملک لائن و ملک لیس الخیر احمد و کذا عبد النبی و عبد الکعبہ او الدار اوفی

و احسن لا یمام الشریک الخلی ملا علی قاری نے مخرج فقہ الکبیر میں لکھا واما ما اشتهر من تشبیهه لعیبہ
فقد علی اور نہ حسن لبیب اقوم شریک کے ۱۲

البنی فظاً سر کفر الا ان سراد العبد المملوک انتفى اور قصد حضرت آدم کا سہی حسین حضرت حوالی
پس ظاہر و کائنات ہے مگر سب کے بعد سے ملک مراد ہے ۱۲

کا نام منشد اللہ ہے اور فاضل انشکافا نام مفید جو از مندرہ اگر کوئی عالم خفاف منشدات کرے تو اس کے

مرنے سے حکم شرعی تبدیل نہیں جاتا مادہ سخت سے لائحہ عمل کو اسی سرفیاس کر لو اکثر مہمہ نام جاں ملیں

فقہ اور صریح تفسیر و گوشت کمال اعتقاد سے کہنے میں ۴ اور فصولِ علاقہ میں ۵ اور السیمہ حکم اور الہامی حکم و الہامی

سوال ۱۲۷۔ غارِ غوثیہ کا پتہ کیا ہے؟

جواب نماز غنیمہ کا بڑا شریعت میں بجز اصل ہے اور عبادتہ اسکو منع کھانا ہے ہر کے

19

شفاعت بالافان کو الیقین مذہب اہل سنت قرار دیا اور صاحب تقویٰ الایمان کی تقویٰ کی
 اور مخالفت کے عقیدہ کو غلط بتلایا اور دوسری بات جو تقویٰ الایمان نفس کی اسکا حال ہے کہ
 اس کلمہ سی بی ادبی آنحضرت صلی علیہ وسلم کی اور کفر سرگز لازم نہیں آتا ہی البتہ اولی یہ ہے کہ ایسا
 کلمہ کہ جس میں عوام گہرائی میں زبان پر نہ لاد و آوازاں حضرت نظام الدین اولیاء میں گہما ہی
 لکھی سخن در توکل افتاد فرمود کہ اعتماد بر حق با یکہ دو نظر بر سر چکس شاید دشت بعد از ان ہر لفظ
 مبارک را نہ کہ ایمان کسی تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او پہچان نہ آید کہ لپک نشو اور ترجمہ عرف
 المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کی باب سوم فصل سوم در معرفت لجنہ از صفات نفس میں
 مرقوم ہے ولین صفت از نفس بر تختہ ذوالامبرہ حفات مقدار خلق چنانکہ رسول مامد صلعم از ان خبر باز
 لا بکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر امتی آورا باعر جمع بعترہ کی ہی اور بعترہ
 کی معنی لپک شتر کہ میں جبکہ ہندی میں مینگنی شتر کہتے ہیں شیخ سعدی ہرستان میں کہتے ہیں

دل مانند صمد باید دید ست	کہ عاجز تراست از صمم ہر کہ ست
--------------------------	-------------------------------

پس معلوم ہوا کہ قدرت پر دو گار لغائی شانہ کی بیان میں اگلی علمانی اس سے زیادہ کلمات کا
 بھی استعمال کیا ہی نہیں ان کسی بڑی کی اس سے ثابت نہیں ہوئی جیسا کہ فرعون مخالفین کا بھی نہیں
 اگر اور عبارت سے ادا کرنی تو بہت عمدہ ہی اور لفظ بڑی ہیابی کا حال ہے کہ وہ بان صاحب تقویٰ الایمان
 فی ترجمہ حدیث کا کیا ہے اور لفظ حدیث کے یہ ہیں اعد و اربکم و اگر مولا خاتم یعنی عبادت کرو تم رہا
 اور لفظ بڑی ہیابی کا وہ ہے کہ اگر مخالفین کو یہ بات طلب نہ

ہو تو اس لفظ کو کتاب میں کثرتاً دین فقط لفظ بہائی کا یا کوئی اور لفظ بہائی کے ساتھ لگا دین جس
 عالم سی پوچھا جاوے گا وہ اس سے بڑھ کر اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل بیان نہ کرے گا اور اخوت سے
 مراد یہاں اخوت بنی آدم ہو نہیں سکتی اور یہ بات شرعاً اور عقلاً گسیطج ممنوع نہیں مشکوٰۃ شریف میں
 موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کی لوگوں کو جو آپ کی وفات میں موجود نہ تھے اپنا بہائی فرمایا
 وہاں اخوت بنی حارثہ اور اخوت ایمانی اور اسلامی ہی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 السلام علیکم وارثوہم مومنین وانما انکما للاحقون وودت ان تدرکنا اخواننا قالوا واللہ سنا
 اخوانک یا رسول اللہ فقال انتم صحابی واخواننا الذین لم یاتوا بعد انکم اور قرآن مجید میں ہے والی عبادا خاتم
 مہودا حضرت مہود کو عاد کا بہائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا باوجودیکہ قوم عاد کفار تھے۔ انفرغ عن اخوت باعتبار
 نسب اور باعتبار دین کچھ حضرت انبیا کے ساتھ بھی ہوتی ہی حضرت پیران پر نے درود بھیجنے میں
 اس طرح کہا ہے کہ ہمارے بہائین نہیں ہیں یہی اسی اللہ تعالیٰ تو درود اور رحمت بھیج چنانچہ کبریت احمد میں
 موجود ہے اور بعض اشخاص مثل صاحب فیضیہ کہ عبارت قوا والفوا اور تقویٰ والايمان میں فرق بتلائی
 ہیں سو وہ فرق محض غلط ہی لفظ ہے اور یہ کافر بتلائی ایسی مقام پر ہرگز کسی فارسی دان کے نزدیک قابل قبول
 نہیں دونوں کج ایک ہی معنی ہیں ۴

سوال ۱۴۔ تعزیر بنانا اور تعزیر بڑھانا اور اوپر نذر کی کوٹری بڑھانا اور عرضی لکھ کر آویز بنانا
 کرنا اور تعزیر داروں کو شربت بنانا اور عہدی منٹ کی بڑھانا اور عہدہ محرم میں غم کرنا درست ہے
 الجواب یہ سب باتیں بدعت اور شرک کی ہیں انہی سبھی کا وجہ ہی فرنا یا عزائم یا عہدہ محرم میں غم کرنا

تفسیر الغریرین بر فی الزانسان ارواح مدبره و ملائکه مومنه را از مخلوقات با ارواح انبیاء
اولیاء و عباد و ربابین احبار و علماء ایضا حفظه علاقه بندگی خدا و محبوبیت او بالاستقلال محبت پر
خدا می سازند و ندو و تقربین بنام آنها می دهند و احکام ایشان را بی تاخیر در مانند بهای بر روی
مخلع الی می شمارند و بعضی از ایشان را صورت و سیاه کل و قبور و معابد می سازند و مجالس آنرا افتا که در سب
و کعبه برای خدا باید که در محل می آرند تا مردم بر زمین نهادن و گرداگرد گشتن و دست بسته بصورت استقبال
قبله و نماز ایستادن آنهم آورند و انعام عشرت برین غریبای نوع نشانند و هم صورت چیزی را حکم آن چیز را دان
تابین و هم اکثر راه بت سپندان زده و اینها را و ضلالت انگند و اطفال خور و سال نیز درین مح
بسیار گرفتاری می باشد که سپان و سلام و دیگر چیزها را از چوب گل ساخته خرسند می شوند و حضرت
است صلاح می انگارند و دخترین خور و سال بپران و دختران از جامهای سبز و شیش و ملون ساخته
با هم تلاح آنها می کنند و بناد می می نمایند و در شیعیه برین هم خیلی غلبه کرده و قبیله حضرت امین عا و امیر
و حضرت زهر تصویر کنند و بمان آنکه برین حقیقتا نور موجب نور آن بزرگواران است تعظیم و افترا نمایند بلکه سجده
می کنند و فاتحه خوانند و سلام و درو در ساند و کاسهای متقش و مزین گرفته گرداگرد استاد
شوند و در رنگ محاربان و داور شرک میدهند و نزد عقل در حرکات طفلان و حرکات این بپران
نا بالغ هیچ تفاوت نیست استیلا و پستی فتوی بمن گلهایی پس بنانان غریبه و غیره کای باعث سبیه می او ایست
و اخلاص عکرمه و العن جلدی بر سر کمر تا بقوی آورد و الفیله و اقل او که در گاه الهی من مقبول نهین ضایع
و من احدی من احدی حد ناه و آوی می نیافید و الله و الملائکه و الناس جميعین

ابا عبد اللہ شریف محمد حج زبانی - خسروی کمال نادانے - حقیر باکان محمد عبدالعزیز اعجاز رقم
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 از ارسن مفاد براسے بکار و - و کارش بسط و زبان کلک میبایز از آفتون که بدعت بلند آواز و کمال است
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 و جوانی نیال شکر تیدام و بال است - شریعت الهی بجز نامی نمائده - دست نبوی خفیه جنانده -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 نو آئین بدعتی از روز و با و ارس - شرح سنت یکے از هزار - آلا اهل سنت و جماعت و دفع اند -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 کی بدعتی و دیگر طالبی که با ستم نزع و با بول و از - پس اهل انزال و فخر حسین - با نبوی مرتب و الا مناصب -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 بطریق انصاف و لاخرا کمالی القاد و ادو اند - در حقیقت باب با و دین کثاده اند - بران بسط و طراستقیم -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 یا بحریط وین با بنده را و ستم - نامی حسن چشم تنیده بود - و بدگوش حق نبوت جهانی شنیده -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 حق انکه رفیع آئینه حق نما است - و عقاید و فیر را گویند است - اگر مصباح هدایت و انم روا -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 و راه کعبه جلال دین حق خوانم بجا - قانون شریعت محبت - آئین عفا و طریقت سیر -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲
 الهی مصنف کتاب بین فایم باشند و بدین و دولت بار و و ایم - فقط زیاده و پیر زود و غلط -
 ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲ ۸۹ ۱۲

تاریخ زینبیه

در اندامهای تنک و بدعت است	ای حجر دین با شریعت است
۴۸	۱۸
حافظ و ازین کتاب بهیست	ناویده بهین درویش است
۲۹	۱۳

دیگر قطعه تاریخ

تصفیه شد و کتاب بهیست	نامی نشان تنک و بدعت	هم زانین باطل است
هم ناطق و کاشف حقیقت	ای در سبیل تاریخ	دل گفت نورق شریعت
۱۳	۱۳	۸۹

دیگر

<p>دراصول دین حق فاخر حسین از بی تاریخ این نقش بدیع</p>	<p>کردن تنباین کتابی الاجاب ز درقم دگلش کتاب مستطاب ۱۹</p>
---	--

دیگر

<p>شدمرا فخر چو فرمود مصنف از من گفت فی الفور دم فکر کن تا غیب</p>	<p>به این نسخه بکن ثابت و مثبت تاریخ نان بگو آئینه مذہب و ملت تاریخ ۱۹</p>
--	--

تاریخ حکیمه قلم اعجاز رقم حقیقت شاه سحر است آگاه مقبول بارگاه سبحانی حکیم سید
مذیر احمد شاه صاحب سولانی

چون مصنف این سال از دست راستی و زید مرکب بجهاد خود تمام تاریخ گویم ای مذیر
سند بنات و ادب تاریخ ۱۹

تاریخ زخمه خامه سی طراز اعجاز از اختر عابدی و کرم بیع فیض سانی میر میر علی صاحب سوا

بیت نم بود فاخر این کتاب مر جعفر نور اهل کلام میر خیاب علی تاریخ سال
زود گفته چشمه فیض دوام ۱۹

تاریخ نتیجه فکر سخنور خوش بیان میر منظر علی متخلص بحاکم رئیس سون

چشم سخن بن برین کتاب است حکم ز باغ بهشت از فکر تاریخ واری بدیل
آلوده فی قول فیض شست ۱۹

تاریخ تصنیف مولوی سید محمد حسن صاحب محمود متخلص سولانی

نغمه خیز است چو قانون شریعت مجتهد و
می سر اسیم بجان سرود و سالس

مقبت حکم من و ماحی دین باطل
۱۹

تاریخ نتیجہ فکر شاعر خوش سلیقہ و باشعور مولوی سید غفور احمد صاحب غفور سہسوانی

دل خون ہوا جس سے سرکین کا

بولا ہا الفت جہانغ دین کا

تصنیف ہوئی کتاب نا دور

تاریخ غفور نے جو جا ہے

نتیجہ طبع جو دت و فطانت لمع مولوی سید عبدالباقی صاحب سہسوانی

ہست خارج ز عدد و حساب

ما حجب و آد حجب خوب جواب

این کتابت الگہ تقدیر بخش

گفت باقی ز بہر نار بخش

تاریخ تراویدہ قلم منبج جو دو کم مفتی سید عسکری احمد صاحب سہسوانی

مغنا میں ہے جکے معانی ہیں فاخر

عجب تول فصل کیا بیگا آخر

اکا منشی بے بدل نے رسالہ

لکھی عسکری نے بہ تاریخ اوکی

تاریخ کریمہ قلم مولوی حیدر علی صاحب حیدر سلمہ اشدر رئیس سہسوان

کرد اقرار بحقیقت حق سنت

بر ملا گفت زہے فاطمہ بیخ عبت

بدعتی دید جو این طرفہ کتابی حیدر

دل ز جان کند و بالضافہ بر تاریخ

تاریخ فک صاحب منشی محمد عبدالبارط صاحب سہسوانی

نام از ویافت کتب مذہب

جلہ حلال مطلب مذہب

اکا فخر حسین صاحب سلم

کرد تصنیف بے نظیر کتاب

اہل دین ای قلم بنشد بجان

راست اثبت مذہب مذہب

گفت میرا چون ازین بازید

گفت تاریخ مسعود مذہب

تاریخ بنیظروالی مثال غنیمت طبع شاعر خوش مقال افغانی
رموز باطن فی قلم خود سوزی نادر حسین متبحر خائن نادر حسین

و کیا جواس رساله نادر و جردی

اگر ایک لفظ و حرف نادر حسین ہے

مسی خراز گنت قلم تاریخ کی قسم

نازک جوان کہے ہیں فخر حسین

تاریخ رختہ قلم اعجاز محمد جناب شیخ وحید الہین حسین صاحب
استخاص و صد کار رئیس اقصیہ سیوار ضائع بجز تہانہ و لڑ سوار

جو فخرشہ گمانستار متبا

پے سومنان خودی الایقتا

وحید اوسکی تاریخ کتبایہ ہے

کہ فخر کلہا قول فیصل بجا

قطرہ معجانات محمد بخش صاحب شرم مطبع

سرخہ بیوت فخر کلہا

کہ واقفان شرم لاد و رنج

طبع قائلان آخر کو

بجز وشت صد ہفتاد و پنج